عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۷ | ۱۶/صفر تا ۸/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳/فروری تا ۱۵/مارچ ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۸ تا ۱۰

اشاعت خاص قیمت ۳۰ روپے

کل نفس ذائقۃ الموت

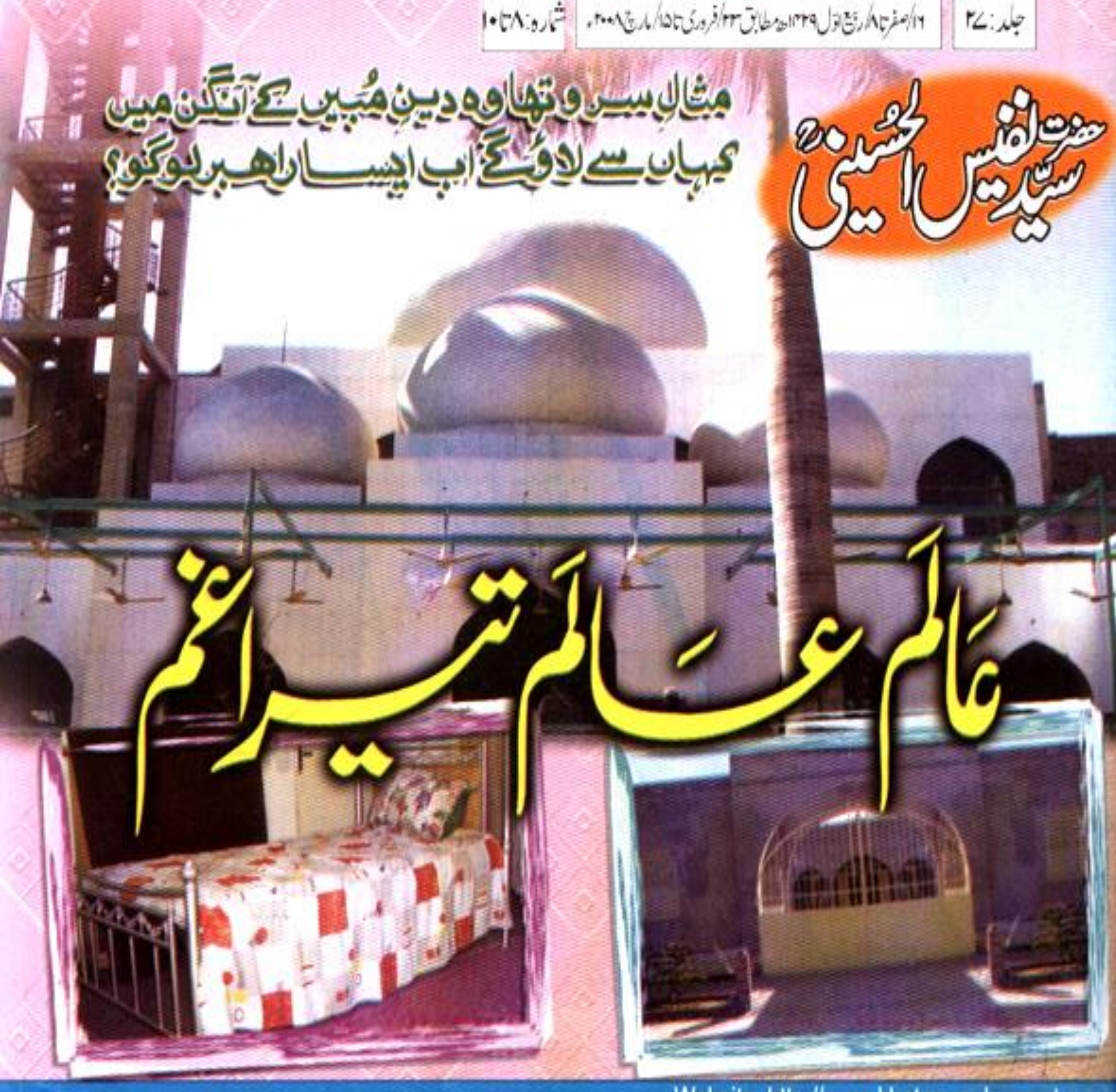

مثالِ سرو تھا وہ دینِ مُبیں کے آنگن میں
کہاں سے لاؤ گے اب ایسا راہبر لوگو؟

حضرت سید نفیس الحسینیؒ

عالَم عالَم تیرا غم

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلوا علیہ وآلہٖ

اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شُمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حَرم کے تیرے پھروں
مَروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مور و مار
اُڑا کے بادِ مری مُشتِ خاک کو پسِ مرگ
کرے حُضور کے روضے کے آس پاس نثار

اقتباس قصیدۂ بہاریہ حُجۃ الاسلام نانوتویؒ

ماخوذ فضائل درود شریف از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ
مدفون جنت البقیع المتوفیٰ ۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء دوشنبہ بعد عصر

کتبہ الفقیر نفیس الحسینی ۱۴۰۲ھ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
عبداللطیف طاہر — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۷ شمارہ: ۸تا۱۰ ۱۶/صفر المظفر تا ۸/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳/فروری تا ۱۵/مارچ ۲۰۰۸ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان

ضروری اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت اقدس سیّد انور حسین نفیس الحسینی کی حیات و خدمات پر ہفت روزہ کے شمارہ نمبر ۸، ۹، ۱۰ کو یکجا کر کے اشاعتِ خصوصی کا اہتمام کیا جا رہا ہے، جس کی قیمت: ۲۱ روپے ہے۔ قارئین اور ایجنسی ہولڈرز نوٹ فرمالیں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

فہرست

تحریک سیّد احمد شہیدؒ کے حُدی خواں	مولانا سعید احمد جلال پوری	۵
عشقِ رسالت کا پیکر	حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ	۸
خاموش مبلغ	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر	۹
مشاہدات وتاثرات	مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر	۱۰
عشق حقیقی کے مظہر	جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	۱۲
عظیم روحانی پیشوا	مولانا فضل الرحمن، قائد جمعیت	۱۳
عاشقِ رسول ومحبِ اہلِ بیت	مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی، لاہور	۱۵
نقوشِ نفیس!	مفتی مزمل حسین کاپڑیا	۱۷
حضرتِ اقدس سیّد نفیس الحسینیؒ	مفتی خالد محمود، اقرأ روضۃ الاطفال	۱۹
سائبانِ شفقت	مفتی محمد بن جمیل، لاہور	۲۵
ایک عہد ساز شخصیت......	مولانا سعید احمد جلال پوری	۲۶
لالۂ صحرائی	حضرت نفیس شاہ الحسینیؒ	۳۵
سیّد نفیس شاہؒ کا حضرت بنوریؒ سے تعلق	مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری	۳۶
سیّد نفیس الحسینیؒ ... مختصر سوانحی خاکہ	مولانا محمد عابد، لاہور	۳۸
گوہرِ نایاب	مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی	۴۵
چند حسین یادیں	مفتی عبدالقیوم دین پوری	۴۶
کچھ اہلِ دل واہلِ نظر یادرہیں گے	محمد وسیم غزالی، کراچی	۴۷
سراپا شفقت	الحاج عتیق انور، لاہور	۵۱
عاشقِ رسول اور عظیم سرمایہ	مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی، کراچی	۵۴
سیّد نفیس الحسینیؒ ...... عاشقِ رسولؐ	مولانا قاضی احسان احمد، کراچی	۵۵
حضرت شاہ صاحبؒ... حیات وخدمات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	۵۷
فکرِ سیّد احمد شہیدؒ کے امیں!	مولانا فخرالزمان، کراچی	۶۰
ہمہ جہت شخصیت......	عبداللطیف طاہر، کراچی	۶۲
عالمگیر خراجِ عقیدت	محمد انور رانا، کراچی	۶۵

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

تحریک سید احمد شہیدؒ کے حدی خواں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر، تحریک سید احمد شہیدؒ کے حدی خواں، خانقاہ رائے پور کے گل سرسبد، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ اجل، سلوک واحسان کے امام، ہفت قلم خطاط وسلطان القلم، قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا سید انور حسین نفیس رقم ۵/فروری ۲۰۰۸ء مطابق ۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ صبح ساڑھے پانچ بجے طویل علالت کے بعد راہی عالم آخرت ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شئی عندہ باجل مسمّٰی۔

ہمارے مخدوم ومخدوم العلماء حضرت سید انور حسین المعروف نفیس شاہ الحسینی قدس سرہ راہی آخرت ہوگئے، آپؒ کی محبتوں، عظمتوں، رفعتوں، حیات، خدمات اور کارناموں کا تقاضا ہے کہ حضرت کی ذات وکمالات پر کچھ بھرپور لکھا جائے، آج حضرت کی وفات کو پورے آٹھ دن ہوگئے ہیں، مگر جب بھی آپؒ پر کچھ لکھنا اور قلم اٹھانا چاہتا ہوں تو قلم رک جاتا ہے اور دل ودماغ ساتھ نہیں دیتے، سمجھ نہیں آتا کہ آپ کی یادوں، باتوں، کمالات، خصوصیات اور مزایا میں سے کس سے مضمون کی ابتدا کروں؟ کس کو لکھوں اور کس کو چھوڑوں؟ اصل بات یہ ہے کہ جس شخصیت کا دل پر جتنا تاثر اور عقیدت ومحبت اور رفعت وعظمت کا جتنا گہرا نقش ہوتا ہے، اس پر لکھنا اتنا ہی مشکل ہوتا ہے۔

بلاشبہ حضرت نفیس شاہ الحسینی قدس سرہ کی شخصیت ایسی دل نواز، حیات آفریں، باغ و بہار اور بھاری بھرکم تھی کہ ان کی خصوصیات وکمالات اور متنوع خدمات کا ایک مضمون میں احاطہ کرنا مشکل ہے۔ دیکھا جائے تو حضرت نفیس شاہ الحسینی قدس سرہ کی ذات اپنے شیخ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی مجسم یادگار، اکابر علمائے دیوبند کی تصویر اور اسلاف امت، خصوصاً ائمہ سلوک واحسان کی آئینہ دار تھی۔

اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ جن حضرات نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی زیارت کی ہے دراصل انہوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ہی کی زیارت کی ہے۔ اس لئے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی شخصیت اپنے شیخ کی تربیت کی برکت سے ان کا عکس اور مثنیٰ ہوگئی تھی۔

حضرت اقدس مولانا سید نفیس شاہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ حسن فہم، فراست، اخلاص، للّٰہیت، صبر، استقامت، جہد، مجاہدہ، سوز، گداز، ایثار، قربانی، علم اور عمل کی

بلند معراج پر فائز تھے، دور حاضر میں اگرچہ ایسے مجموعہ کمالات معدوم نہیں تو کم از کم نادر الوجود ضرور ہیں۔

یہ تو یاد نہیں کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ سے آشنائی اور تعلق کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ تاہم اتنا ضرور یاد ہے کہ سب سے پہلی ملاقات حضرت اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی برکت سے ہوئی اور آپؒ ہی سے ان کی شخصیت کی عظمت و رفعت اور بلند نگاہی کا علم ہوا، تو آپ کی عظمت کا نقش دل و دماغ میں بیٹھ گیا، پھر جب ۲۰۰۰ء میں میرے حضرت لدھیانویؒ شہید ہوئے اور حضرت شاہ صاحب قدس سرہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور اقرأ روضۃ الاطفال کے صدر قرار پائے تو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی الفت و محبت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا، بلاشبہ حضرت شاہ صاحبؒ نے عنایات، الطاف اور شفقت و محبت کے دریا بہا دیئے۔ دوسری طرف یہ ناکارہ بھی ان کا اسیر محبت و شفقت ہوتا چلا گیا۔ اکثر و بیشتر فون پر یا لاہور حاضری کے موقع پر قدم بوسی کی ضرور کوشش کرتا، چنانچہ یاد نہیں پڑتا کہ لاہور کے کسی سفر میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضری نہ ہوئی ہو۔

جب بھی یہ خادم حاضر ہوتا تو خانقاہ میں موجود خدام محسوس کرتے کہ حضرت کی طبیعت جیسے کھل جایا کرتی اور دیر تک حضرت اس نابکار سے مصروف کلام رہتے اور یہ ادب ناآشنا بھی نہایت بے تکلفی سے بے تکی ہانکتا رہتا۔

یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ہمارے دوست اور حضرت شاہ صاحبؒ کے مسترشد و خلیفہ مجاز... جنہیں حضرت ''ہماری خانقاہ کی تلی'' فرمایا کرتے.... جناب عتیق انور صاحب فون کرتے اور باصرار کہتے کہ آج کل حضرت کی طبیعت پر تکدر ہے ایک دن کے لئے ہی سہی آ جاؤ، بعض اوقات فرماتے کہ مہینہ میں ایک آدھ بار حاضری کا پروگرام ضرور بنایا کریں۔

بلاشبہ یہ حضرت شاہ صاحبؒ کی عالی ظرفی اور خورد نوازی تھی، ورنہ ہم جیسوں کی کیا اوقات ہے؟ بلکہ سچ پوچھئے تو یہ ان کی اپنے محب و مخلص حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے محبت و اخلاص اور عہد وفا نبھانے کی ایک شکل تھی کہ انہوں نے ان کے ادنیٰ خدام کو بھی اپنی الطاف و عنایات کا مورد بنائے رکھا۔

اے کاش کہ ہم حضرت شاہ صاحبؒ کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کے فیوض و برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور حضرت شاہ صاحبؒ اپنے امور مفوضہ انجام دے کر راہی عالم آخرت ہو گئے۔

بلاشبہ حضرت شاہ صاحبؒ اس دور میں آیت من آیات اللہ تھے، آپؒ کا وجود امت مسلمہ اور خصوصاً ہم جیسے گناہگاروں کے لئے شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتا تھا، باجودیکہ حضرت شاہ صاحب معروف معنی میں اصطلاحی عالم نہ تھے، لیکن انہوں نے اپنے اکابر و مشائخ کی صحبت میں رہ کر ان کے علوم و معارف کو نوش جان کر کے ایسا ہضم کر لیا تھا کہ ان کا کوئی قول، فعل اور عمل جادۂ حق سے سر مو ہٹا ہوا نہ تھا۔ اگرچہ انہوں نے مروجہ کتب نہیں پڑھی تھیں لیکن انہوں نے قطب کو.... حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ.... پڑھا تھا، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ہم جیسے کم فہم اور کوتاہ علم جس مسئلہ میں کسی قسم کے تردد کا شکار ہوتے، حضرت شاہ صاحبؒ سے رجوع کرتے۔

ہمارے ایک بزرگ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کا ارشاد ہے کہ ''جس مسئلہ پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ یا امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی رائے یا کوئی تحریر آ جائے، تو میں اس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کر لیتا ہوں، کیونکہ یہ ہر دو حضرات ہمارے نزدیک حجت ہیں اور ان کی رائے اور تحقیق سند کا درجہ رکھتی ہے، ان کی تحقیق کے بعد ہمیں کسی تحقیق کی ضرورت نہیں رہتی۔''

ٹھیک اسی طرح راقم الحروف کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی رائے اور تحقیق بھی اہل حق اور اکابر علمائے دیوبند کی آئینہ دار ہوتی تھی، چنانچہ حضرت شاہ صاحب کسی مسئلہ یا معاملہ میں جو فرما دیتے تھے، میں بھی اسے حرف آخر سمجھتا تھا۔

یوں تو حضرت شاہ صاحبؒ کو تمام اکابرین دیوبند سے قلبی محبت، عقیدت اور لگاؤ تھا مگر بطور خاص حضرت خواجہ گیسو درازؒ، حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ اسیر مالٹا، امام المجاہدین حضرت مولانا سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت اقدس مولانا شاہ

عبدالقادررائے پوریؒ سے عشق کی حد تک تعلق خاطر تھا۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خاندان نبوتؐ، حضرات صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ اوران میں سے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ سے غیر معمولی محبت و عشق تھا۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے سلسلہ عالیہ رائے پوری پاکستان میں جس انداز سے خدمت کی اور درس گاہ سلوک واحسان کو جس طرح آباد وشاد رکھا یہ انہی کا اختصاص تھا۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ محبت، شفقت اور رحم دلی کا پتلا تھے، آپ کے پاس جو بھی آتا آپ کی محبت وشفقت کا اسیر ہوجاتا، حضرت کے یہاں روایتی شدت وسختی نہ تھی اور نہ ہی ہٹو بچو کا غلغلہ تھا۔ آپ اپنے کمرہ میں تشریف فرما ہوتے، جو بھی آتا مصافحہ فرماتے، اس کا حال احوال پوچھتے، موقع کی مناسبت سے کھانا، چائے یا کسی مشروب سے اس کی تواضع کا ارشاد فرماتے، اگر کوئی اپنی پریشانی یا کسی مسئلہ کے لئے دعا کو کہتا تو بلاتکلف دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیتے۔ چنانچہ روزانہ بیسیوں پریشان خاطر اور بوجھل دل، ان کی بارگاہ سے اپنے دل ودماغ کا بوجھ ہلکا کرکے اٹھتے۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے شیخ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کو جس طرح مسئلہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے ساتھ قلبی لگاؤ تھا، حضرت شاہ صاحب بھی اسی طرح اپنے شیخ کا ظل وعکس تھے، چنانچہ آپ نے ختم نبوت کی ہر تحریک میں جی جان سے حصہ لیا اور آخر میں تو آپ سراپا تحفظ ختم نبوت ہوگئے تھے۔

چنانچہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ، حضرت بنوری قدس سرہ اور حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب سے تعلق خاطر اور محبت بھی اسی نسبت سے تھی۔

حضرت شاہ صاحب کی رحلت بلاشبہ علم وفضل، اصلاح وارشاد اور سلوک واحسان کی موت ہے۔ آپ کی وفات سے نہ صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عظیم سہارے سے محروم ہوگئی ہے بلکہ اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے سر سے سائبان ہٹ گیا ہے۔ اسی طرح خانقاہ سیّد احمد شہیدؒ اور آپ کے ہزاروں متعلقین و متوسلین اور ہم جیسے نادار، ان کی شفقتوں سے محروم ہوگئے۔

ہم جیسے چھوٹے تو کیا حضرت شاہ صاحبؒ کی رحلت اور سانحہ وفات سے بڑے بڑوں کے حوصلے جواب دے گئے، چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی اس موقع پر جو حالت تھی اور جس طرح وہ حزین ومغموم تھے، اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا اور کیوں نہ ہوتا کہ ان کی جماعت کا روح رواں اور دعاؤں کا حصن اور باڑھ ٹوٹ گئی تھی اور ان کا ماویٰ وملجا رخصت ہوگیا تھا۔

سچی بات یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی رحلت ووفات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور کارکنان اپنے آپ کو بے سہارا اور یتیم محسوس کرتے ہیں، اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر وکارکنان نے طے کیا کہ ہفت روزہ ختم نبوت کی ایک خصوصی اشاعت حضرت شاہ صاحبؒ کی یاد میں مخصوص کرکے حضرت شاہ صاحب کو خراج تحسین پیش کیا جائے اور قارئین کو حضرت شاہ صاحبؒ کی شخصیت، خدمات اور کمالات سے متعارف کرایا جائے۔ چنانچہ پیش نظر اشاعت اسی سلسلہ کی ادنیٰ سی کوشش ہے۔ بارگاہ الٰہی میں التجا ہے کہ ہماری اس حقیر سعی کو قبول فرماکر ہماری مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحبؒ کے درجات عالیہ بلند فرمائے اور ان کی حسنات کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات سے سرفراز فرمائے اور ان کے متعلقین و منتسبین اور ان کے خاندان خصوصاً ان کے جانشین کم سن سیّد زید الحسینی کو اس سانحہ کو سہارنے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے اکابر وکارکنان اس سانحہ کو اپنا ذاتی سانحہ سمجھتے ہیں اور اس پر غمگین ودل گرفتہ ہیں۔

قارئین ہفت روزہ ختم نبوت سے التجا ہے کہ وہ حضرت شاہ صاحبؒ کے لئے بیش از بیش دعاؤں اور ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

عشقِ رسالت کا پیکر

حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد مدظلہ

سجادہ نشین، کندیاں شریف

حضرت سیّد نفیس شاہ صاحب اگرچہ عمر میں مجھ سے چھوٹے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے ہمہ جہت دینی خدمات کا کام لیا۔ ان کا تعلق خانقاہ رائے پور سے تھا، جس طرح ان کے شیخ حضرت رائے پوریؒ فتنہ قادیانیت کے خلاف حساس دل رکھتے تھے اور اس کی سنگینی سے فکر مند تھے، اور انہوں نے اپنے متعلق اور خلیفہ مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ کو لاہور میں بٹھا کر ایک ماہ میں ختم نبوت کے عنوان پر پہلے عربی میں کتاب مرتب کروائی اور پھر اس کا اردو ترجمہ کروا کر اس کی اشاعت و تقسیم کا انتظام فرمایا، جو ان کی تحفظ ختم نبوت کے ساتھ گہری دلچسپی اور قادیانیت کے خلاف شدید نفرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ٹھیک اسی طرح حضرت سیّد نفیس شاہ صاحب بھی اپنے شیخ کی اقتدا میں قادیانیت سے شدید نفرت کرتے تھے، اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں بہت ہی حساس تھے۔

آپؒ کے عشق رسالت اور محبت نبوی کا اندازہ آپ کے نعتیہ کلام سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ آپ عشق رسالت کا پیکر تھے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کی نعت: ”اے رسول امیںؐ خاتم المرسلینؐ، تجھ سا کوئی نہیں! تجھ سا کوئی نہیں“ کسی بریلوی مکتب فکر کی کسی اونچی اور مشہور گدی کے سجادہ نشین کو سنائی گئی تو انہوں نے پوچھا: ”یہ کلام کس کا ہے؟“ جب بتلایا گیا کہ یہ ایک دیوبندی بزرگ کا کلام ہے تو اس نے کہا: ”اگر یہ نظم کسی دیوبندی بزرگ کی ہے تو میں آج کے بعد دیوبندی ہوں۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو انواع و اقسام کے کمالات و خصوصیات سے نوازا تھا۔ آپ بیک وقت مصلح، عاشق صادق، محقق، مورخ، قادر الکلام شاعر، نعت گو، مجاہد، تحفظ ختم نبوت کے پاسبان اور تمام دینی تحریکوں کے سرپرست و روح رواں تھے۔

شاہ صاحبؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بعد ہماری جماعت کے نائب امیر قرار پائے مگر افسوس کہ وہ بہت جلد ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ان جیسا مخلص و مجاہد راہنما عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر

خاموش مبلغ

حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کی وفات اور جنازہ میں شرکت کے بعد امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی خدمت میں حاضری کے موقع پر حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کے بارہ میں امام اہل سنت مدظلہ نے جو کچھ فرمایا، مولانا سعید احمد جلال پوری نے اُسے محفوظ کرلیا اور حضرت سے درخواست کی کہ اجازت ہو تو اپنے الفاظ میں اس کو مرتب کرکے آپ کی جانب سے شائع کردوں؟ چنانچہ آپ نے بخوشی اجازت دے دی تو مولانا سعید احمد جلال پوری کے الفاظ میں حضرت امام اہل سنت کے تاثرات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

حضرت اقدس سید انور حسین شاہ نفیس رقم کی رحلت سے بہت ہی دکھ اور افسوس ہوا، یوں تو ہمارے سارے بزرگ ہی قابل صد تکریم اور اپنی اپنی جگہ سب کی دینی، مسلکی خدمات لائق صد افتخار ہیں، مگر اس آخری دور میں جبکہ عموماً عوام وخواص میں دینی تصلب اور پختگی نہیں رہی اور دین ومذہب اور مسلک ومشرب میں لوگوں کا علم وفہم سطحی سا ہوگیا ہے اور عوام کیا علماء میں بھی.... الا ماشاء اللہ.... صلح کل ہونے کا شوق بڑھ رہا ہے، اور انہیں یہ خیال دامن گیر ہونے لگا ہے کہ لوگ ہمارے کسی قول وفعل یا نظریہ سے ناراض نہ ہوجائیں، یا ہماری مقبولیت میں کوئی فرق نہ آجائے یا لوگ ہمیں تشدد پسند اور تنگ نظر نہ سمجھنے لگیں۔

ایسے وقت میں قرآن وسنت، دین وشریعت اور اکابر علمائے اہل سنت اور خصوصاً علمائے دیوبند کے مسلک ومشرب اور ان کی تحقیقات پر کلی اعتماد اور ان سے سرمو انحراف نہ کرنا اور کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا، بلاشبہ کارے دارد۔

ہمارے اسلاف، اکابر، معاصر اور آج سے کچھ عرصہ قبل تک تقریباً عمومی صورت یہ حال تھی کہ جیسے ہی کوئی طالع آزما جادۂ حق سے ہٹتا تو اکابر علماء اس کے محاسبہ کے لئے میدان عمل میں آجاتے، لیکن جیسے جیسے دوسرے میدانوں میں کاہلی، سستی، ضعف اور کمزوری آتی گئی ویسے ویسے دین ومذہب اور مسلک ومشرب کے سلسلہ میں بھی ضعف اور کمزوری آنا شروع ہوگئی، چنانچہ اب ایسے لوگ بہت ہی کم نظر آتے ہیں جو مخالفتوں کے ماحول میں احقاق حق کریں۔

خصوصاً ناصبی اور خارجی تحریک، یزیدیت، فتنۂ انکار حدیث، تصوف وسلوک واحسان کی مخالفت اور حضرات انبیاء کرام کی حیات کے انکار کا فتنہ روز افزوں ہے، اور لکھے پڑھے لوگ اور اصحاب علم وفضل بھی اس سے اغماض اور چشم پوشی برتتے ہیں۔

ان حالات میں حضرت اقدس سید انور حسین شاہ الحسینی نفیس رقم کا وجود بہت بڑی غنیمت تھا کہ باوجود سو سو مخالفتوں کے انہوں نے اکابر کے مسلک ومشرب اور ان کے ذوق ومزاج کی خوب خوب ترویج وتشہیر کی اور اپنے متعلقین ومنتسبین کی صحیح خطوط پر تربیت کا فریضہ انجام دیا، بلاشبہ ان کی رحلت سے بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔

سچ پوچھئے تو حضرت شاہ صاحب کا وجود مسعود سراپا دعوت وتبلیغ تھا، آپ خاموش مبلغ تھے اور آپ کی خاموش خدمت دین، کئی اداروں کے کام سے بھاری تھی۔

ان کے جانے سے دین کی خدمت کے وہ تمام مراکز اپنے روحانی سرپرست سے محروم ہوگئے، جو ان کے دم قدم سے آباد وشاداب تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے متعلقین کو ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی خانقاہ اور مرکز رشد وہدایت کو آباد وشاد رکھے۔

یہ سن کر بہت ہی خوشی ہوئی کہ حضرت مرحوم نے اپنی خانقاہ اور سلسلہ کو جاری وساری رکھنے کے لئے بہت سے اہل علم کو تیار کردیا ہے، جن میں سے بہت سے ثقہ اہل علم بھی ہیں۔ خدا کرے کہ ان کے متعلقین بھی اپنے شیخ کے اعتماد کی لاج رکھیں اور ان کے خطوط پر چل کر ان کی زندگی بھر کے مشن کو آگے بڑھانے کی سعی وکوشش کریں۔

میں آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ ان کے اخلاف وپسماندگان، متعلقین، متوسلین، خلفاء اور مجازین سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی رحلت کا سانحہ میرے لئے بھی انتہائی رنج والم کا باعث ہے، جتنا آپ حضرات کے لئے، اس لئے مجھے بھی اپنے ساتھ شریک غم تصور کریں اور مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مشاہدات و تاثرات

اسلام ایک ابدی اور دائمی دین ہے، جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے سرچشمۂ ہدایت اور مینارۂ نور ہے، انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا تھا، وہ سلسلہ خاتم الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہوا، سرور انبیاء، سردار دو جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد اب کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں، اس لئے رُشد و ہدایت والا انبیاء علیہم السلام کا کام اس اُمت کے سپرد ہوا، تاجدار ختم نبوتؐ کے لائے ہوئے دین کو قیامت تک عملاً و علماً باقی رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسی شخصیات کو پیدا فرمایا، جن کے سر پر وراثت نبوت کا تاج رکھا گیا، جن کا حال وقال سنت نبویؐ کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، جو اپنے دور میں علم وعمل، زہد و تقویٰ، اصلاح وارشاد کا پیکر اور دعوت الی اللہ کا مرکز ومحور تھیں، جن کی مقناطیسی شخصیت نے ایک عالَم کے عالَم کو اپنی طرف کھینچا اور بے شمار دلوں نے ان کے فیضان صحبت سے جلا پائی، جن کے وجود مسعود سے چمن اسلام سرسبز وشاداب اور سدا بہار رہا۔

قطب وقت، عالم اسلام کی عظیم اور ہمہ جہت شخصیت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ اجل، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر، فن خطاطی کے ماہر اور قلم کے بادشاہ حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ کی ذات بھی انہی عظیم ہستیوں میں سے ایک تھی۔

حضرت شاہ صاحب شریعت وطریقت کے امام، علماء ومشائخ کے مرجع ومقتداء تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود مسعود میں اوصاف وکمالات کی جامعیت ودیعت فرمائی تھی، اسی جامعیت کے وصف کی بناء پر آپ اپنے معاصرین میں ممتاز ومنفرد نظر آتے ہیں، ان کی جامع شخصیت اپنے اندر ظاہری و باطنی کمالات کے اتنے متنوع پہلو رکھتی ہے اور ہر پہلو اتنا کمال رکھتا ہے کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان کمالات میں کلیدی حیثیت کس کو حاصل ہے۔

میں تحریر کے میدان کا آدمی نہیں، دیگر اہل قلم آپ کے مختلف اوصاف اور زندگی کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں پر قلم اٹھائیں گے، میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے جو حالات و سوانح لکھے جاتے ہیں، ان سے مقصد محض قصہ خوانی نہیں ہوتی، نہ تاریخ میں ان کا نام زندہ رکھنے کے لئے یہ ساری زحمت اٹھائی جاتی ہے، کیونکہ وہ تو بارگاہ خداوندی سے:

"یا ایتها النفس المطمئنة، ارجعی الی ربک راضیة مرضیة، فادخلی فی عبادی، وادخلی جنتی۔"

کا مژدۂ جاں فزا حاصل کر چکے ہوتے ہیں اور رحمت ورضوان کے ان مراتب عالیہ پر فائز ہو چکے ہوتے ہیں، جن کا اس دنیا میں رہتے ہوئے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، البتہ ان علماء وصالحین کی زندگی کے حالات اوران کی سیرت وسوانح کے تذکرہ سے متعدد فوائد حاصل ہوتے ہیں:

اوّل:...... یہ کہ اس سے برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

دوم:...... یہ کہ ان کی سیرت وکردار کو لکھنے والا گویا یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مجھے ان صلحاء سے محبت ہے اور میں ان کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہوں اور ارشاد الٰہی: "اولٰئک الذین هدی الله فبهدهم اقتده" اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: "المرء مع من احب" کے پیش نظر بارگاہِ الٰہی میں ان اکابرین کی بدولت اپنی ہدایت اور نجات اخروی کی درخواست کرتا ہے۔

سوم:...... یہ کہ علماء وصلحاء کی سیرت وسوانح پڑھنے سے قاری کے دل پر عمل کا داعیہ اور جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس سے انسان کی اپنی سیرت وکردار کی تکمیل ہوتی ہے۔

انسانی سیرت و کردار کی تکمیل کے لئے اولیائے کاملین کی صحبت وہم نشینی، اکسیر کا حکم رکھتی ہے، جس کی واضح مثال حضرات صحابہ کرامؓ کا مرتبہ ومقام ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو صحابیت کا اتنا بڑا مقام محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت وہم نشینی کے طفیل حاصل ہوا، جسے بعد میں آنے والا کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی حاصل نہیں کرسکتا اور پھر صحبت صالح اور نگاہ کے اثرات کا انسانی زندگی پر مرتب ہونا بدیہی ہے، اس لئے کہ اگر نظر بد کے بُرے اثرات ہوتے ہیں تو نظر خیر کے اچھے اثرات کیوں نہیں ہوں

گے؟

ایک بزرگ کے حالاتِ زندگی میں کہیں پڑھا تھا کہ ان کی ایک مجلس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ چالیس دن تک اس کی برکت سے عبادت میں نشاط کی کیفیت رہتی تھی، اس مناسبت سے میں اپنے شیخ علامہ محقق عبدالفتاح ابوغدہ کی مجلس کے تاثرات کا ذکر کیا کرتا ہوں کہ ان کی ایک مجلس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ چالیس دن تک علمی نشاط رہتا تھا۔

ہمارے مشائخ و بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے جامعیت کاملہ سے نوازا تھا، چنانچہ وہ علم وعمل، تقویٰ و طہارت، تصنیف و تالیف، تعلیم و تدریس، اصلاح وتربیت وغیرہ ہر میدان میں امام نظر آتے ہیں، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکیلے ان سے وہ کام لیا جو ایک مستقل اکیڈمی نہیں کرسکتی، جس کی زندہ مثال حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی شخصیات ہیں کہ ان کی حیات مستعار کے لمحات اور کارناموں کا موازنہ کیا جائے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے اپنی حیات مستعار کے محدود دنوں میں اتنے سارے کام کس طرح اور کیسے کرلئے تھے؟؟

میں سمجھتا ہوں اس کی بنیاد ان بزرگانِ دین کا اخلاص، استقامت، نظم اوقات اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق و ہدایت تھی، جیسا کہ ارشاد الٰہی: ”والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا“ میں اس کی طرف اشارہ ہے، اسی لئے استقامت کو کرامت کہا گیا ہے: ”الا استقامة ھی الکرامة“ یہ اسی استقامت کا نتیجہ ہے کہ آج بھی ملت اسلامیہ کا ایک بہت بڑا طبقہ ان حضرات کے ملفوظات اور تالیفات سے فائدہ اٹھا رہا ہے، اور امت کو برابر ان کی تعلیمات سے ہدایت مل رہی ہے۔

سچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اکابر کو ایسی جامعیت عطا فرمائی تھی اور ان میں ایسے ایسے کمالات جمع فرمائے تھے کہ اس کی مثال نہیں ملتی، حضرت علقمہ ابن قیس کوفیؒ (متوفی ۶۱/۶۲ھ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں، نہایت اونچے درجہ کے تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ:

”میں نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بہت قریب سے دیکھا، ان کی مثال ان چشموں کی سی ہے جن سے لوگ سیراب ہوتے ہیں، پھر ان چشموں میں سے بعض تو وہ ہوتے ہیں جن سے دس آدمی سیراب ہوتے ہیں، بعض سے پچاس، بعض سے سو اور بعض وہ ہیں کہ اگر ساری دنیا بھی آجائے تو وہ سب کو سیراب کرلیں۔“ پھر فرمایا:

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان چشموں میں سے تھے جو ساری دنیا کو سیراب کرنے والے تھے۔“

ٹھیک اسی طرح ہمارے حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ کا یہ کمال تھا کہ آپ کے علوم وفیوض کے چشمۂ صافی سے پوری دنیا سیراب ہوئی مگر وہ نہ ختم ہوا اور نہ کم ہوا، ایک طرف علماء کی تربیت ہورہی ہے، رشد و ہدایت کا چشمہ بہہ رہا ہے، تو دوسری جانب عوام کی تربیت کا انتظام ہے، ان کی ذہن سازی ہورہی ہے اور روحانی فیض پھیلایا جارہا ہے۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ ایک کامیاب مصلح و مربی تھے، جنہوں نے اپنی سیرت و کردار، دعوت و ارشاد اور حلقہ ہائے ذکر و فکر سے ہزاروں انسانوں کی اصلاح وتربیت فرمائی، آپ ایک خلیق و ملنسار انسان تھے، آپ اپنے اخلاق عالیہ، اپنی نرم خوئی اور انتہائی محبت وتوجہ سے لوگوں کی اصلاح کی بدولت مرجع خلائق تھے، جو شخص ایک مرتبہ آپؒ کی مجلس میں آبیٹھتا، وہ آپؒ کا گرویدہ ہوجاتا، آپ نے ہر دینی تحریک کی سرپرستی کی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تو آپؒ روحِ رواں تھے اور ہر دور میں آپ اس کی خدمت کے لئے آمادہ رہے، یہاں تک کہ آپ کو اس جماعت کا نائب امیر منتخب کیا گیا، آپ کو تحریر کا بھی خوب ملکہ حاصل تھا، آپؒ کے قلم گوہر بار سے متعدد تصانیف اور بے شمار مضامین منظر عام پر آئے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی ”نفیس“ طبیعت عطا فرمائی تھی، آپ کی باتوں سے پھول جھڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک دردمند اور پُرسوز دل عطا کیا تھا، آپؒ ایک بہترین شاعر بھی تھے، آپ کی شاعری میں جہاں دعوت فکر، ترغیب عمل، جذبہ جہاد پایا جاتا ہے، وہاں آپؒ کی شاعری عشق رسولؐ سے سرشار نظر آتی ہے اور اس میں اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت وعقیدت جھلکتی ہے۔

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص کمال عطا فرمایا جس کی وجہ سے آپؒ پوری دنیا میں پہچانے جاتے ہیں، وہ آپ کا فن خطاطی ہے جس میں آپؒ نے کمال وعروج کی بلندیوں کو چھولیا اور اپنے تمام ہم عصروں پر سبقت لے گئے اور کوئی آپ کی ہمسری اور برابری نہیں کرسکا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے وصال سے ہم ایک عظیم دعا گو سے محروم ہوگئے، اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کی مغفرت فرمائے، آپ کو بلند درجات عطا فرمائے، حضرت شاہ صاحب سے ہر تعلق رکھنے والے پر حضرت شاہ صاحبؒ کا حق ہے کہ وہ آپ کو دعاؤں میں یاد رکھے، آپ کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام رکھے اور آپؒ کے جاری کردہ تمام شعبہ جات کو زندہ رکھتے ہوئے انہیں آگے بڑھائے۔

☆☆..........☆☆

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

عشقِ حقیقی کے مظہر

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ کی ’’برگِ گل‘‘ پر تقریظ میں آپ کی حسن و جمال سے مرصع شخصیت اور پاکیزہ شاعری پر نہایت نفیس انداز میں اپنے خیالات وتاثرات رقم فرمائے تھے، جسے اب حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات کے بعد مولانا محمد تقی عثمانی کے تاثرات کی جگہ دیا جارہا ہے۔

ہمارے مخدوم بزرگ حضرت سید نفیس الحسینی (نفیس رقم) جو محبت کرنے والوں کے درمیان حضرت نفیس شاہ صاحب کے نام سے زیادہ معروف ہیں، ان اصحابِ کمال میں سے ہیں جن کی نظیریں کسی زمانے میں خال خال ہی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فنِ خطاطی میں جو مرتبہ عطا فرمایا ہے اور ان کے قلم سے خوش نویسی کے جو شاہکار وجود میں آئے ہیں، وہ ملک وملت کے لئے قابلِ فخر ہیں، اور خطاطی کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن بڑی بات یہ ہے کہ ان کی کتابت کی طرح ان کی شخصیت بھی حسن و جمال کا مرقع ہے، ان کے ہاتھوں سے پھول کھلتے اور باتوں سے پھول جھڑتے ہیں، اپنے فن اور ہنر میں بامِ عروج تک پہنچنے کے باوجود ان کی ادا ادا میں تواضع، مسکنت اور سادگی رچی ہوئی ہے اور ان کا پورا وجود حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے اس فیضِ صحبت کی زندہ کرامت ہے جس نے انہیں سراپا عشق (حقیقی) بنادیا ہے۔

عشق اور شاعری کا چولی دامن کا ساتھ ہے، جب دل میں عشق کی آگ سلگتی ہے تو اس کا دھواں شعر کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ حضرت نفیس شاہ صاحب مدظلہم کی شاعری درحقیقت اسی عشق کے دھویں سے عبارت ہے، لیکن عشق اگر مجازی ہو تو اس کے دھویں میں نہ جانے کتنی کثافتیں شامل ہوجاتی ہیں:

وہ عشق جس کی آگ بجھادے اجل کی پھونک
اس میں مزا نہیں تپشِ انتظار کا

حضرت نفیس شاہ صاحب کا عشق چونکہ حقیقی ہے، اس لئے اس کا دھواں ان کثافتوں سے پاک اور لطافتوں کا وہ دلآویز مجموعہ ہے، جس کی پاکبازی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بلندیٔ خیال اور سوز وگداز کے ساتھ حسنِ اظہار کا وہ سلیقہ بھی عنایت فرمایا ہے، جسے کہنے والوں نے ’’سحرِ حلال‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔ ’’وان من البیان لسحرا‘‘ یہ پاکیزہ شاعری جس کی نیو عشقِ حقیقی پر اٹھی ہے، اس میں حمد، نعت، غزل یا نظم، اظہار کے مختلف اسالیب کے نام ہیں، ورنہ حمد ہو یا نعت، غزل ہو یا نظم سب کا منتہائے مقصود ایک ہی ہوتا ہے، یعنی عشقِ حقیقی اور اس لحاظ سے حمد ونعت کی پاکیزگی غزل میں بھی پوری طرح جلوہ افروز نظر آتی ہے۔

اب ذرا حضرت نفیس کی غزل کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

کیوں شکوۂ غم اے دلِ ناشاد کرے ہے
اک غم ہی تو ہے جو تجھے آباد کرے ہے
دل کو محبت ہے اسے کچھ نہیں پروا
آباد کرے کوئی کہ برباد کرے ہے
پاوے ہے وہی عشق سر افرازیٔ عالم
جس عشق پہ وہ حسنِ ازل صاد کرے ہے
ہاں ساقیٔ کوثر سے صبا عرض یہ کرنا
اک رند سیہ مست بہت یاد کرے ہے

کچھ جو میری سمجھ میں آئی ہے
زندگی موت کی دہائی ہے
روز اول سے جانتا ہوں انہیں
ان سے دیرینہ آشنائی ہے
غم وہ تحریر ہے محبت کی
خونِ دل جس کی روشنائی ہے
دل کے ساغر سے پی رہا ہوں نفیس
وہ جو یثرب سے کھنچ کے آئی ہے

جب اس پاکیزہ کلام کے گل ہائے رنگ رنگ بہ نفسِ نفیس آپ کے سامنے ہیں تو میرے انتخاب کے واسطے کی ذرا بھی حاجت نہیں، لیکن میں کیا کروں کہ یہ سطور لکھتے وقت حضرت نفیس کے چند اشعار یہاں نقل کئے بغیر بھی رہا نہیں جاتا:

اللہ اللہ محمدؐ ترا نام اے ساقی
ان گنت تجھ پہ درود اور سلام اے ساقی
کبھی تنہائی میں محسوس کیا کرتا ہوں
صحنِ دل میں ترا آہستہ خرام اے ساقی
دل مرا ڈوب رہا ہے کہ تہی دامن ہوں
ہونے والی ہے ادھر زیست کی شام اے ساقی
ایک امیدِ شفاعت ہے، فقط زادِ سفر
جس سے ہمت سی ہے کچھ گام بگام اے ساقی

لاج رکھنا کہ ترے رحم و کرم پر ہے نفیس
ہے ترے در کا غلام ابن غلام اے ساقی

☆☆☆

ملائک ساتھ ہیں دامن سنبھالے
حرا سے آرہے ہیں کملی والے
اُمڈ آئے ہیں بادل کالے کالے
مرا ایمان ساقی کے حوالے
تجھے اے وحشتِ دل دینے والے
دعائیں دے رہے ہیں دل کے چھالے
زکوٰۃِ حسنِ جاناں بٹ رہی ہے
گدائے عشق! قسمت آزمالے
بہار آئی ہے، غنچے کھل رہے ہیں
مرے دل! تو بھی دو دن مسکرالے

اور حضرت رائے پوریؒ کے فیض پر یہ اشعار:

ساقی تری نظر پہ مری زندگی نثار
تیرے فیض و روکش بجاب ہوگئے
تابِ جبیں سے بہ گئے سیلاب نور میں
تیری نظر سے غرقِ مئے ناب ہوگئے
صحرا جو راستے میں پڑے، گرد ہوگئے
دریا جو آئے سامنے، پایاب ہوگئے
ضرب المثل تھیں جن کی بلا نوشیاں نفیس
ساقی کے درو جام سے سیراب ہوگئے

حضرت نفیس کا کلام ایک بار پہلے بھی بعض اہل محبت نے ازخود مرتب کر کے شائع کیا تھا، لیکن اس میں بہت سی اہم چیزیں رہ گئی تھیں۔ اب بفضلہ تعالیٰ یہ کلام اپنی مکمل صورت میں شائع ہو رہا ہے جو انشاء اللہ اصحاب ذوق کے لئے ایک گرانقدر تحفہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نفیس کا سایہ رحمت ہم پر تادیر سلامت رکھیں۔ آمین

محمد تقی عثمانی
۱۲/صفر۱۴۲۲ھ
دارالعلوم کراچی نمبر۱۴

عظیم روحانی پیشوا

مولانا فضل الرحمن، امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

آج کا دور قرب قیامت کا دور ہے اور علامات قیامت یکے بعد دیگرے تیزی سے ظاہر ہو رہی ہیں، اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ:

”نیک لوگ یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے جائیں گے، جیسے چھٹائی کے بعد ردی کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں، ایسے ناکارہ لوگ رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔“ (بخاری)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ:

”قرب قیامت میں حالات میں دن بدن شدت پیدا ہوتی جائے گی، مال میں برابر اضافہ ہوتا جائے گا اور قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی.... نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھالئے جائیں گے۔“ (درمنثور، ج:۶، ص:۵۵)

پھر فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک زمین میں کوئی اللہ، اللہ کرنے والا موجود ہوگا، اور جب زمین پر اللہ، اللہ کرنے والا کوئی بھی باقی نہیں رہے گا تو بساط کائنات لپیٹ دی جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

ان علامات و آثار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر غور کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ وہ بندگانِ خدا جن کے دم قدم سے دنیا قائم تھی اور ان کی برکت سے انسانیت کا اپنے رب سے رابطہ استوار تھا، اور جن کے انفاس طیبات سے رحمت الٰہی متوجہ ہوتی تھی اور جو مخلوق خدا کو خالق سے جوڑنے کے لئے تڑپتے، جلتے اور کڑھتے تھے، وہ ایک ایک کر کے آخرت کو سدھارتے جا رہے ہیں اور اللہ کی زمین ان محبوبانِ خدا سے بڑی تیزی سے خالی ہوتی جا رہی ہے، اور جس تیزی سے اہل اللہ کی بزم سمٹتی جا رہی ہے ان کی جگہ لینے، ان کا کام اور مشن سنبھالنے والے پیدا نہیں ہو رہے، ایسا لگتا ہے کہ اب اس کائنات کی بساط لپیٹنے کا وقت بہت قریب ہے، کیونکہ جب اللہ کے نیک بندے اور اللہ کا نام لینے والے نہ رہیں گے، زمین پر

چھپ گیا آفتاب شام ہوئی
اک مسافر کی رہ تمام ہوئی

....

شب سیہ پوش ہوگئی غم سے
صبح کی آنکھ لالہ فام ہوئی

خیر کی جگہ شر، نیکی کی جگہ بدی اور صلحاء کی جگہ اشرار کی کثرت ہوگی، اور اللہ کی زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

موت ہر ایک کو آنی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ جو اس دنیا میں آیا ہے، اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے ضرور جانا ہے، بلکہ دنیا میں آنا ہی جانے کی تمہید ہے، بلکہ زندگی موت کا پیش خیمہ ہے، دوسری جانب یہ اصول ہے کہ جب خرچ آمد سے بڑھ جائے یا آمد تام کو نہ ہو اور صرف خرچ ہی خرچ رہ جائے تو جمع پونجی ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی بلکہ اگر کسی کے پاس قارون کا خزانہ بھی ہو تو وہ بھی ختم ہو جائے گا۔

اس اصول کے تحت اللہ والوں اور علماء کی روانگی جس تیزی سے جاری ہے دوسری طرف ان کی جگہ لینے والے پیدا نہیں ہورہے تو ایک دن جب زمین ان علماء اور نیک لوگوں سے خالی ہوجائے گی، فساق وفجار اور اشرار وبدکرداروں کی کثرت ہوجائے گی تو قیامت قائم ہوجائے گی۔

دراصل اہل اللہ کا وجود ان کی آہ سحرگاہی اور ان کا اللہ، اللہ کرنا ہی ثبات عالم کا سبب ہے اور انہی کی برکت سے کائنات قائم ہے۔ جب یہ احباب نہ رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم دے دیں گے۔

ایک دور تھا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے نیک و صالح بندوں کی کثرت تھی، دور کیوں جائیے اسی ہندو پاکستان کا جائزہ لیجئے! تو اندازہ ہوگا کہ ہر ہر شہر اور ہر ہر قریہ اور بستی میں کوئی نہ کوئی عالم ربانی اور خدارسیدہ بزرگ موجود ہوتا جس کے دم قدم سے بھولی بھٹکی انسانیت کو اپنے رب سے جوڑنے کا انتظام تھا۔ چنانچہ تھانہ بھون، دہلی، سہارنپور، دیوبند، سرہند، گلبرگہ، گنگوہ، رائے پور، نانوتہ، میرٹھ، بہار ہردوئی، مراد آباد، ڈھاکہ، لاہور، ٹھٹھہ، کراچی، سکھر، شجاع آباد، مسکین پور، واں بھچراں، گوجرانوالہ، ہزارہ، کامل پور، ہانگی، خانپور، دین پور، پیر شریف، بھرچونڈی، ملتان، قندھار، چشمہ، کندیاں، موسیٰ زئی، امروٹ وغیرہ ہر ہر جگہ اصلاح وارشاد اور ذکر وتلقین کے مراکز تھے اور اللہ والوں کا ایک ہجوم تھا مگر اے کاش کہ اب ان میں سے خال خال کہیں کوئی اللہ والا دکھائی دیتا ہے۔

اس آخری دور میں خانقاہ رائے پور کے گل سرسبد اور تحریک سید احمد شہیدؒ کے سرگرم رکن اور تمام دینی، مذہبی، اصلاحی اور جہادی تحریکوں کے سرپرست و مربی حضرت اقدس سید انور حسین شاہ الحسینی المعروف نفیس شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو بلاشبہ اپنے اسلاف و اکابر کی یادگار اور ان روایات کے امین اور امت مسلمہ کے مرجع وماوئی تھے اور جن کے دم قدم سے لاکھوں انسانوں کو ہدایت وراہ نمائی کا شرف واعزاز حاصل تھا، ایک دم چلے گئے۔

بلاشبہ حضرت کی رحلت و وصال سے قوم ایک عظیم روحانی راہ نما اور خدارسیدہ بزرگ سے محروم ہوگئی ہے، اور ان کی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جو ایک طویل عرصہ تک پر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے متعلقین کو ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

محمد صلی اللہ علیہ وسلم موتی

دنیا سیپ، محمد موتی، صلی اللہ علیہ وسلم
اس بن دنیا کیسی ہوتی؟ صلی اللہ علیہ وسلم

مقصود کونین محمدؐ، مطلوب دارین محمدؐ
اس بن دنیا کیسے ہوتی؟ صلی اللہ علیہ وسلم

گر نہ ہوتا آمنہ جایا، خلقت کا غم کھانے والا
خلقت میٹھی نیند نہ سوتی، صلی اللہ علیہ وسلم

زہراؓ کا دل غم کا مارا، ہجر نبیؐ میں پارہ پارہ
گم سم آنسو ہار پروتی، صلی اللہ علیہ وسلم

ساجن بن سکھ چین نہ آوے، یاد اس کی دن رین ستاوے
دل تڑپے ہے، آنکھیں روتی، صلی اللہ علیہ وسلم

کاش مرے محبوب کی دھرتی، مجھ پہ نفیسؔ یہ شفقت کرتی
اپنے اندر مجھ کو سموتی، صلی اللہ علیہ وسلم

سید نفیس الحسینیؒ

۱۹۹۲ء

مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی، لاہور

عاشقِ رسولؐ ومحبّ اہلِ بیتؓ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، عاشق رسولؐ، محب اہل بیتؓ، پیکر زہد وتقویٰ، مجسم اتباع سنت، مرجع خلائق، لاکھوں لوگوں کے شیخ و مربی، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ اور اسلامی فن خطاطی کے امام، طریقت اور جہاد کا حسین امتزاج رکھنے والی عظیم روحانی شخصیت حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہؒ بھی گزشتہ دنوں لاہور میں وفات پاگئے......ان کی وفات کی خبر عالم اسلام میں انتہائی دکھ اور صدمہ کے ساتھ سنی گئی۔

راقم الحروف حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کی وفات کے وقت بنگلہ دیش کے تبلیغی دورہ پر تھا، جنازہ میں شرکت کے لئے پاکستان آنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن نہ پہنچ سکا......

حقیقت یہ ہے کہ قحط الرجال کے اس دور میں حضرت اقدس کا وجود مسعود بہت بڑی نعمت تھی اور ان کا دنیا سے چلے جانا بہت بڑا سانحہ ہے......

آہ...... اہل قلوب صالحین کے قافلے بڑی تیزی کیساتھ منزل عقبیٰ کی طرف رواں دواں ہیں......

اب پیچھے اہل حق کی چندگنی چنی شخصیات باقی ہیں...... وہ بھی چراغ سحری دکھائی دیتی ہیں، حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینیؒ اکابر کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ایسے فرشتہ صفت لوگ عطیہ خداوندی ہوتے ہیں جو اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار، پاکیزہ سوچ و فکر، بلند نظریہ، حق و صداقت اور مقدس مشن کے علمبردار اور روحانی طبیب ہونے کی بدولت لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت، تزکیہ نفس اور جنت کی طرف رہنمائی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو اعلیٰ سیرت وصورت کے ساتھ ساتھ محبوبیت ومقبولیت سے بھی خوب نوازا تھا......ان کی محفل میں جو بھی آتا ان کے اخلاص و محبت، زہد وتقویٰ، سادگی و درویشی اور روح پرور شخصیت سے متاثر ہوتا، ان کے دست حق پر بیعت کرتے ہوئے اپنے ویران دل کو آباد کر کے انہی کا ہوکر رہ جاتا......

آپؒ کا اصل نام انور حسین، لیکن عالم اسلام میں سیّد نفیس الحسینیؒ اور خطاطی کی دنیا میں "نفیس رقم" کے نام سے مشہور ہوئے اور لازوال شہرت حاصل کی۔

آپؒ ایک طرف حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز، لاکھوں افراد کے شیخ و مربی تھے تو دوسری طرف آپؒ اسلامی فن خطاطی کے امام بھی تھے، خط "نسخ" میں اپنے والد گرامی سیّد اشرف علیؒ سے اصلاح لی لیکن بعد میں خط نستعلیق میں جو مقام اور مہارت حاصل کی، اس میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

خط نسخ، خط نستعلیق کے علاوہ خط دیوانی، خط ثلث، خط رقع، خط کوفی اور خط اجازہ میں بھی فن پارے تخلیق کئے، آپؒ کو مسجد الحرام، مکہ مکرمہ کے ایک دروازہ پر خطاطی کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ آپؒ نے بے شمار دینی و اسلامی کتابوں اور علمی و ادبی اداروں کے ٹائٹل تیار کئے، مینار پاکستان، سمت مینارہ (شاہراہ قائد اعظم مال روڈ لاہور) ایوان اقبال سمیت بہت سی جگہ پر آپ کی فن خطاطی کے خوبصورت ونادر نمونے دیکھے جاسکتے ہیں۔

آپؒ نے کئی ممالک کے دورے کئے، ایران اور مصر میں خطاطی کے بین الاقوامی مقابلہ میں جج کی حیثیت سے شرکت کی، پاکستان سمیت کئی ممالک میں اسلامی فن خطاطی پر آپؒ کو ایوارڈ اور اعزازات دیئے گئے، لیکن آپؒ کی طبیعت میں درویشی، سادگی، صبرو شکر، قناعت اور دنیا سے استغنا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، شہرت اور نمود ونمائش سے اپنے آپ کو ہر ممکن بچانے کی کوشش کی، جہاں لاکھوں لوگ آپؒ کے مرید وعقیدت مند تھے، وہاں برصغیر پاک وہند میں نصف صدی تک سب سے زیادہ فن خطاطی کو آپ ہی سے لوگوں نے سیکھا...... آپؒ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت عظامؓ اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ والہانہ عشق ومحبت کے علاوہ چار شخصیات سے بہت متاثر تھے:

(۱) حضرت امام زین العابدینؒ کے بیٹے حضرت زید ابن علیؒ۔

(۲) حضرت خواجہ گیسودرازؒ۔

(۳) امام المجاہدین حضرت سیّد احمد شہیدؒ۔

(۴) شیخ و مربی حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔

ان شخصیات کے روشن تذکرے بڑی محبت

> مرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ، مرے ہنر پہ ہے ان کا سایہ
> حضور خواجہؒ، مرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے

سے اپنی مجلس میں فرماتے اور ان کے متعلق نایاب و نادر کتابیں تلاش کر کے بڑے اہتمام اور خوبصورتی کے ساتھ ان کو شائع کرتے۔ حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ کا امتیازی وصف اور شان، اہل بیتؓ کے ساتھ بے پناہ محبت و عشق تھا۔ اپنی مجالس میں اہل بیت عظامؓ کے تذکرے اس عقیدت و محبت سے سرشار ہو کر فرماتے کہ محفل میں شریک ہر شخص اس حلاوت و شیرینی اور خوشبو سے فیضیاب ہوتا۔ آپؒ اہل بیتؓ اور صحابہ کرامؓ پر کتابیں لکھنے اور شائع کرنے والوں کی خوب حوصلہ افزائی اور راہنمائی فرماتے۔

میں اکثر حضرت سید نفیس الحسینی شاہ کے پاس مشوروں اور دعاؤں کے لئے حاضر ہوتا۔ راقم الحروف کے ساتھ انتہائی شفقت و محبت فرماتے بلکہ جامعہ اشرفیہ کے ساتھ ان کو خاص تعلق اور محبت تھی بڑے بھائی اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا محمد عبیداللہ مدظلہ کے ساتھ تقریباً نصف صدی سے تعلق تھا، حضرت مولانا عبیداللہ بھی ان کی خدمت میں تشریف لے جاتے اور کبھی کمال شفقت فرماتے ہوئے، حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہؒ خود بھی جامعہ اشرفیہ تشریف لاتے...... جامعہ اشرفیہ کے اکثر اساتذہ اور طلبہ انہی سے بیعت ہیں اور ہمارے جامعہ اشرفیہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان مدظلہ ان کے خلیفہ مجاز بھی ہیں، جامعہ اشرفیہ لاہور کے ساتھ سالہ تین روزہ عالمی اجتماع کی کامیابی میں حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کے قیمتی مشورے اور دعائیں بھی شامل ہیں۔

ایک مرتبہ میں آپؒ کی خدمت میں دعاؤں کے لئے حاضر ہوا تو اہل بیت کی روشن باتیں اور واقعات کو بیان کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے والد گرامی سے اس وقت ایک سوال کیا جب وہ حالت نزع میں تھے اور آخرت کی تیاری تھی، سوال کیا کہ آپؒ کی تمام عمر یہ پڑھاتے اور بیان کرتے گزری کہ جو شخص بھی اہل بیت کے ساتھ محبت کرے گا، اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور اس کو جنت کی بشارت دی جائے گی، اس وقت آپ آخرت کے سفر پر حالت نزع میں ہیں، اب آپؒ کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا ''بیٹا...... ساری زندگی میں یہ بیان کرتا رہا ہوں کہ اہل بیت کی محبت سے خاتمہ ایمان پر ہوگا اور اس کے لئے جنت کی بشارت و خوشخبری ہے اب یہ منظر میں خود دیکھ رہا ہوں''...... یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت سید نفیس الحسینیؒ پر دیر تک رقت طاری رہی اور پھر حالت استغراق میں چلے گئے۔

آپؒ اہل حق کی تمام جماعتوں اور دینی مدارس کی سرپرستی فرماتے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر کے منصب پر فائز ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بستر مرگ پر بھی کام کرتے رہے، اکابرین و اسلاف کے واقعات و حالات ازبر تھے اور ان کی تصانیف زیر مطالعہ رہتیں آپؒ کی ذاتی لائبریری میں سینکڑوں نادر و نایاب کتب موجود ہیں۔ آپؒ تصوف و خطاطی کے علاوہ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے، ان کا ادبی مقام ان کے کلام سے ظاہر ہے اور ان کی نجی محفل و گفتگو علم و ادب سے خالی نہ تھی۔ آپؒ کئی دینی مدارس اور کالجوں کی ادبی محافل کی صدارت بھی فرماتے رہے، برگ گل سمیت کئی کتابیں آپ کی شائع ہو چکی ہیں...... حضرتؒ کے بقول:

میں فدائے عشق رسولؐ ہوں، میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں
مرا دل خدا کے حضور میں، بہ نیاز سجدہ گزار ہے

''دائم بہار گلشن آل رسولؐ ہے''

عالم اسلام کی عظیم علمی و ادبی شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ آپ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اور مولانا علی میاںؒ کے دورۂ پاکستان کے موقع پر حضرت سید نفیس الحسینیؒ ان کے ساتھ ساتھ سفر میں رہتے۔ عالمی رابطہ ادب اسلامی کے بانی حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو بھی حضرت سید نفیس الحسینیؒ سے بہت محبت تھی۔

پاکستان میں عالمی رابطہ ادب اسلامی کے صدر کی ذمہ داری ملنے کے بعد میں جب بھی اس سلسلہ میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا، حضرت شاہ صاحبؒ نے مشوروں اور دعاؤں سے خوب نوازا۔ حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کی کلام اقبالؒ پر بہترین خطاطی کے فن پارے موجود ہیں، جو آپؒ نے ایوان اقبال لاہور میں آویزاں کرنے کے لئے کینوس کی تقریباً پچاس شیٹوں پر نستعلیق جلی میں انتہائی خوبصورت انداز میں علامہ اقبالؒ کے متفرق اشعار لکھے...... فن خطاطی کے یہ فن پارے بھی شائع ہو چکے ہیں اور حضرت سید نفیس الحسینی نے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے زیر اہتمام لاہور میں منعقد ہونے والی انٹرنیشنل علامہ اقبال کانفرنس کے شرکاء کے لئے انتہائی خوبصورت انداز میں کلام اقبال پر اپنی خطاطی کے دو سو نسخے تیار کروا کے رکھے...... آہ! لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور ۵/فروری ۲۰۰۸ء کو علی الصبح اسلامی فن خطاطی اور طریقت کا یہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کی وفات سے طریقت اور فن خطاطی کا ایک روشن باب بند ہو گیا، نماز جنازہ میں ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے شرکت کی آپ کو سکیاں پل لاہور کے قریب آپ کی خانقاہ سید احمد شہیدؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ ☆......☆

نقوشِ نفیس

مفتی مزمل حسین کاپڑیا

حضرت سیّد نفیس شاہ صاحبؒ
کی حیات طیبہ ایک نظر میں!

● حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کی پیدائش ۱۳/ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۱/ مارچ ۱۹۳۳ء بروز ہفتہ موضع گھوڑیالہ سیالکوٹ میں ہوئی۔

● آپ کا نام ”انور حسین“ رکھا گیا، بعد میں آپ نفیس الحسینی کے نام سے معروف ہوئے۔

● آپ حسینی خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے، آپ کا نسبی تعلق حضرت سیّدنا زید بن علی بن حسینؒ سے ہے، اس لئے آپ شروع میں اپنے نام کے ساتھ زیدی کی نسبت لگاتے تھے، بعد میں اپنے جد امجد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے تعلق کی بنا پر حسینی نسبت اختیار کی۔

● آپ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے حضرت خواجہ صدرالدین ابوالفتح سیّد محمد حسینی المعروف خواجہ گیسو دراز تک پہنچتا ہے۔

● آپ کے والد سیّد محمد اشرف علی زیدی ماہر خطاط اور ”سیّد القلم“ کے لقب سے معروف تھے، قرآن کریم کی کتابت سے آپ کو خاص شغف تھا اور آپؒ نے اپنی زندگی میں سولہ مرتبہ قرآن کریم کی کتابت کی۔

● آپؒ کے سسر حکیم سیّد نیک عالمؒ بھی مشہور خطاط تھے، آپ کی تمام عمر قرآن کریم کی کتابت کی زندگی میں ۵۹ قرآن مجید تحریر کیے۔

● زبدۃ الاولیاء، سیّد السادات حضرت سیّد محمد عبدالغنی صاحب قادری نقشبندی آپؒ کے نانا تھے۔

● مولانا سیّد محمد اسلم شاہ صاحب جو فاضل دیوبند، حضرت علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور آپؒ کے ماموں تھے، انہوں نے حضرت شاہ صاحبؒ کو پیدائش گھٹی دی تھی۔

● ۱۹۴۶ء میں آریہ ہائی اسکول بھوپالوالہ ضلع سیالکوٹ (موجودہ نام جناح اسلامیہ ہائی اسکول) سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔

● تقسیم ہند سے قبل آپ ”فیصل آباد“ آگئے اور اپنے ماموں مولانا سیّد محمد اسلم صاحب کے پاس رہے اور ان سے تعلیم وتربیت حاصل کی۔

● ۱۹۴۸ء میں سٹی مسلم ہائی اسکول فیصل آباد سے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

● اسی سال اپنے والد کی نگرانی میں فن خطاطی کا باقاعدہ آغاز کیا۔

● ۱۹۴۹ء میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں داخل لیا اور ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔

● ۱۹۵۱ء میں فیصل آباد سے لاہور منتقل ہوئے۔

● ۱۹۵۲ء/۱۹۵۳ء میں آپ کے خالو صوفی مقبول احمد حج کے لئے تشریف لے گئے تو انہیں اپنی ایک نعت ”بحضور امام الانبیاء“ کے عنوان سے لکھ کر دی اور انہوں نے مواجہ شریف پر آپ کی طرف سے نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

● ۱۹۵۲ء/۱۹۵۳ء میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لیا اور منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

● لاہور آمد کے بعد آپ کا وقت بڑی تنگی میں گزرا، اولاً آپؒ نے سیّدنا علی ہجویریؒ کی مسجد کے عقب میں دس روپے ماہوار پر ایک کمرہ لیا اور اس میں رہائش رکھی۔ آپ نے کچھ عرصہ روزنامہ احسان لاہور اور روزنامہ نوائے وقت میں بحیثیت کاتب کام کیا۔

● ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۶ء تک روزنامہ نوائے وقت میں خطاط اعلیٰ کی حیثیت سے کام کیا۔

● ۱۹۵۶ء میں نوائے وقت کی ملازمت سے مستعفی ہوکر آزادانہ فن خطاطی کا کام شروع کیا۔

● ۱۷/دسمبر ۱۹۵۷ء کو آپؒ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

● بیعت کے ایک سال کے عرصہ میں شیخؒ کی طرف سے آپ کو نعمت خلافت سے سرفراز کیا گیا۔

● ۱۶/اگست ۱۹۶۲ء، مطابق ۱۴/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ بروز جمعرات لاہور میں آپ کے شیخ کا وصال ہوا۔

● ۴/ستمبر ۱۹۶۷ء بمطابق ۲۸/جمادی الاولیٰ کو آپؒ کے سسر اور آپ کے والد کے چچازاد بھائی حکیم سیّد نیک عالمؒ کا انتقال ہوا۔

● ۱۹۵۶ء کے بعد ایک عرصہ تک شورش کاشمیری کے ہفت روزہ ”چٹان“ کے دفتر کی بالائی منزل پر کرایہ پر کمرہ لیا اور اس میں بیٹھ کر اپنی خطاطی کے جوہر دکھاتے رہے۔

● بعدازاں جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے مہتمم حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ نے اپنے جامعہ میں آپ کو ایک کمرہ دے دیا، ایک طویل عرصہ تک آپ وہاں شائقین فن کو خطاطی سکھاتے رہے۔

● ۱۹۸۳ء سے جامعہ مدنیہ کے سامنے آپ کا سادہ سا گھر مرجع خلائق رہا، جہاں قلم کی اصلاح لینے

والوں کے ساتھ قلوب کی اصلاح کے لئے بھی لوگ رجوع کرتے رہے۔

● ۱۹۵۶ء سے ۱۹۷۲ء تک "پاکستان خوش نویس یونین لاہور" کے نائب صدر رہے۔

● ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۸ء تک اسی یونین کے صدر رہے۔

● ۱۹۷۳ء میں سیکنڈ ویج بورڈ فار نیوز پیپر ایمپلائز گورنمنٹ آف پاکستان کی رکنیت اختیار کی۔

● ۱۹۷۶ء سے ۱۹۷۷ء تک نیوز پیپر ایمپلائز کنفیڈریشن کے سینئر نائب صدر رہے۔

● ۱۹۸۰ء میں پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس کی نمائش خطاطی میں آپ نے اول انعام حاصل کیا۔

● ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں پہلی مرتبہ حج کے لئے حرمین کے سفر کی سعادت حاصل ہوئی۔

● اس کے بعد متعدد بار رمضان المبارک اور حج کے موقع پر حرمین کے سفر کی سعادت حاصل ہوئی۔

● ۱۹۸۶ء میں حکومت پاکستان کی جانب سے پہلا صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی (پرائڈ آف پرفارمنس ایوارڈ) اور گولڈ میڈل آپ کو دیا گیا۔

● رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ مطابق ۶/مئی ۱۹۸۷ء کو آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا۔

● ۱۹۸۸ء میں بغداد میں منعقدہ عالمی مقابلۂ خطاطی اور نمائش میں آپ کو بطور منصف (جج) کے مدعو کیا گیا۔

● ۱۹۸۹ء میں اسلامی ورثہ کے تحفظ کے بین الاقوامی کمیشن کے تحت یاقوت المستعصمی کے نام پر استنبول میں منعقدہ دوسرے عالمی مقابلۂ خطاطی میں آپ کو منصف (جج) کے طور پر منتخب کیا گیا۔

● ۳۰/ربیع الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۸/اگست ۱۹۹۵ء کو آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا اور قبرستان میانی صاحب میں احاطۂ سادات گیسودرازؒ میں مدفون ہوئے۔

● جون ۲۰۰۰ء میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نائب امیر منتخب کیا گیا۔

● جون ۲۰۰۰ء مطابق ۲۳/صفر ۱۴۲۱ھ کو آپ کی خدمت میں اقرأ روضۃ الاطفال کی صدارت قبول کرنے کی درخواست کی گئی جو آپ نے قبول فرمائی۔

● ۱۴/صفر ۱۴۲۲ھ/۹/مئی ۲۰۰۱ء بروز پیر آپ کے اکلوتے صاحبزادے حافظ سید انیس الحسن اپنی والدہ کے انتقال کے صرف چار ماہ بعد انتقال کر گئے اور اپنے دادا سید اشرف علی زیدی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

● ۲۰۰۲ء میں آپؒ نے آخری سفر حج کیا، جس میں آپ کے پوتے زید الحسینی آپ کے ساتھ تھے۔

● حضرت شاہ صاحب "تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے، آپ کی مطبوعہ تصانیف میں برگ گل، مجموعہ کلام، نفائس النبی (نعتیہ کلام)، شجرۃ الاشراف، شمائم گلبرگ، شمائم گیسودراز، سادات گیسودرازؒ، قطب سوات حضرت سید احمد شہیدؒ سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے، حکایت مہر و وفا، قاسم العلوم والخیرات، شعر الفراق، مقالات خطاطی، نفائس القلوب، تاریخ حسینی و تذکرۂ مرشدی، تلخیص سیدنا علی و حسین ریحان عترت قابل ذکر ہیں۔

● آپ کے دست مبارک سے لکھے گئے مرقعات پر مبنی کتب یہ ہیں: الاسماء الحسنیٰ، اربعین صلوٰۃ وسلام، نستعلیق نامہ، نفائس اقبال، ارمغان نفیس۔

● تصانیف کے علاوہ آپ کے قلم سے متعدد تحقیقی مقالے ومضامین صادر ہوئے، جو مختلف رسائل واخبارات میں شائع ہوئے۔

آپ نے متعدد کتابوں کی مکمل کتابت اپنے دست مبارک سے کی جن میں دیوان غالب، کلام بابا بلھے شاہ، کلیات میر، شعر رباب، سیرت سید احمد شہیدؒ جلد دوم، قادیانیت قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کے کئی اجزا بھی شامل ہیں۔ دینی کتب کے ٹائٹل جو آپ کے قلم سے منظر عام پر آئے وہ سینکڑوں سے متجاوز ہیں۔

● رمضان ۱۴۲۶ھ کو آپ نے خانقاہ سید احمد شہیدؒ کا آغاز کیا۔

● ہندوستان، افغانستان اور انگلینڈ کے آپ نے متعدد اسفار کئے، جولائی ۲۰۰۷ء میں آپ نے ازبکستان کا سفر کیا۔

● ازبکستان کے سفر میں آپ کے کان میں تکلیف شروع ہوئی جو رفتہ رفتہ دماغ تک جاپہنچی اور "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق تکلیف میں اضافہ ہوتا رہا اور آپ اس سے صحتیاب نہ ہوسکے۔

● ۵/فروری ۲۰۰۸ء ۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بروز منگل صبح ساڑھے پانچ بجے کے قریب آپ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

● آپ کی نماز جنازہ دوپہر تین بجے بادشاہی مسجد لاہور کے قریب تحقیق اسٹیڈیم میں ادا کی گئی۔

● آپ کی نماز جنازہ میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔

● آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلیفہ، جامعہ عبیدیہ کے مہتمم مولانا سید جاوید حسین شاہ نے پڑھائی۔

● آپ کی خانقاہ سید احمد شہیدؒ کے پہلو میں آپ کی تدفین کی گئی۔

● ۶/فروری ۲۰۰۸ء کو آپ کے پوتے سید زید الحسینی کو آپ کا جانشین مقرر کیا۔ ☆……☆

مفتی خالد محمود، نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال

حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

عالم اسلام کی عظیم شخصیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی مسند کے وارث، لاکھوں مدارس و مساجد کے سرپرست، دینی تحریکات کے روح رواں، رئیس الخطاطین، اکابر علماء امت کے ماوی و ملجا، عاشق رسول، اہل بیت و اصحاب رسول سے سچی محبت کرنے والے لاکھوں دلوں کی دھڑکن، رہبر شریعت پیر طریقت حضرت اقدس سید نفیس الحسینی ۵/ فروری ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بروز منگل صبح کے وقت اس دار فانی سے منہ موڑ کر عالم بقا کی طرف روانہ ہوگئے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شئی عندہ باجل مسمّی۔

حضرت اقدس مرجع خلائق تھے، معلومات کا خزانہ اور مکارم اخلاق کا نمونہ تھے، زہد و تقویٰ کے پیکر تھے، آپ ان عظیم ہستیوں میں سے تھے جن کے وجود مسعود سے علم و علماء کا وقار قائم ہوتا ہے، جن کے دم سے خانقاہوں کی عظمت برقرار رہتی ہے، جن کے انفاس قدسیہ سے ارشاد و تلقین کی شمعیں روشن ہوتی ہیں، جو شمع کی مانند خود پگھلتے ہیں مگر مخلوق خدا پر

> یکایک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں
> گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں

ضوفشانی کرتے ہیں، جو خود جلتے ہیں، مگر دوسروں کو جلا بخشتے ہیں، جو خود بے قرار و بے چین رہ کر دوسروں کی راحت کا سامان کرتے ہیں، حضرت اقدس ان عظیم لوگوں میں سے تھے جن کے سایہ عاطفت میں بے کس و درماندہ افراد پناہ لیتے تھے، مجروح دل ان کے انفاس سے مرہم و شفا پاتے تھے، حضرت ان اکابر میں سے تھے، جن کے اٹھ جانے سے مسند ولایت بے رونق ہوجاتی ہے قصر ملت پر زلزلہ آجاتا ہے، گلشن دین اجڑتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

حضرت تو کامیاب زندگی گزار کر نفس مطمئنہ کے ساتھ اپنے رب کے حضور پہنچ گئے، یقیناً آپ کو "یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ" کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہوگا۔

حضرت تو چلے گئے مگر کتنے ہی لوگوں کا صبر و سکون ساتھ لے گئے۔ موت ایک اٹل قانون ہے، اس سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے نہ ولی، اس دنیا میں آنا ہی جانے کی تمہید ہے، ہر شخص ایک خاص وقت لے کر آتا ہے اور وقت مقررہ پر اس دنیا سے جاتا ہے "اذا جاء اجلھم لا یستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون" (جب ان کی موت آجائے تو اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہوسکتے ہیں، نہ اس سے آگے) اس لئے ہر شخص نے جانا ہے، حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی شہادت پر حضرت نے فرمایا: ہر ایک نے جانا ہے میں نے بھی اور آپ نے بھی مگر دیکھنا یہ ہے کہ کون کس ادا سے جاتا ہے، تو حضرت بھی کامیاب زندگی گزار کر ہم سے جدا ہوگئے، آج آپ کی جدائی پر ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل غمزدہ ہے اور کیوں نہ ہو حضرت کی شخصیت ہی ایسی تھی، حضرت طالبان رشد و ہدایت کے لئے مینارۂ نور تھے جس کی روشنی میں سالکین کے لئے راہ ہدایت پر گامزن ہونا آسان ہوجاتا ہے، آپ کا وجود اہل

> دل زخم زخم لوگو! کوئی ہے، جسے دکھائیں
> کوئی ہم نفس نہیں ہے، غم جاں کسے سنائیں

مدارس کے لئے وقار و طمانیت کا باعث تھا، آپ کے دم قدم سے ارشاد و تلقین کی شمعیں روشن اور تربیت و اصلاح کی محفلیں آباد تھیں، آپ عظیم المرتبت ہونے کے باوجود تواضع، انکساری کا پیکر تھے، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے لکھا اور بجا لکھا آپ تحریر فرماتے ہیں:

> "ہمارے مخدوم بزرگ حضرت سید نفیس الحسینی صاحب ملک و ملت کا وہ عظیم سرمایہ ہیں جن پر ہم جتنا بھی فخر کریں کم ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہار آفریں قلم بھی عطا فرمایا ہے اور پُرسوز دل بھی، ان کی خطاطی کے شاہکار مختلف حصوں میں گلزار بنے ہوئے تھے۔" (نفائس اقبال)

اس قدر بلند مقام اور عظیم المرتبت ہونے کے باوجود آپ کی یہ تواضع وانکساری ہی آپ کا کمال تھا، آپ صرف نام کے ہی نفیس نہیں تھے بلکہ آپ واقعتاً نفیس تھے، آپ کے کلام، آپ کے انداز، آپ کی سوچ ہر چیز میں نفاست تھی، لیکن سادگی کے ساتھ آپ کی ذات میں تکلف و تصنع نہیں تھا نہ خود نمائی تھی، آپ اعلیٰ اخلاق کے نمونہ تھے، آپ ایک ہمدرد اور دردمند دل رکھنے والے خلیق و ملنسار تھے، غمزدہ دل

آپ سے مل کر سکون محسوس کرتا تھا، خرد نوازی میں تو آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا، بارہا حضرت اقدس کی

اٹھ گئی برکتِ سحر گاہی
لیلۃ القدر بے قیام ہوئی

خدمت میں حاضری کا شرف ہوا، کیونکہ جب بھی لاہور جانا ہوتا تو کوشش یہی ہوتی تھی کہ حضرت کی خدمت میں حاضری ہوجائے اور جب بھی حاضری ہوتی حضرت انتہائی شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے، سینے سے لگاتے، حال احوال پوچھتے اور خوب دعاؤں سے نوازتے، اپنے پاس چارپائی پر یا سامنے کرسی منگوا کر اس پر بٹھاتے، ناشتہ یا کھانے کا موقع ہوتا تو ناشتہ کراتے یا کھانا کھلاتے، اس میں بھی حضرت کے یہاں تکلف نہیں تھا جو ما حضر ہو، دسترخوان پر خود بھی تشریف فرما ہوتے اور سب کو بٹھاتے اور کھانا تناول فرماتے۔ گھر سے حضرتؒ کے لئے جو پرہیزی کھانا آتا اس میں سے حضرت اپنے ہاتھ سے کھانا نکال کر میری پلیٹ میں ڈالتے یہ حضرت کی شفقت تھی، حضرت کی خدمت میں جب حاضری ہوتی اور اس وقت کوئی نئی کتاب آتی تو حضرت انتہائی شفقت والا معاملہ فرماتے ہوئے وہ کتاب بھی عنایت فرماتے، مسند زید بن علی، ریحان عشرت، سیّد احمد شہید، امام اعظم ابوحنیفہ، وقائع سیّد احمد شہید، اہل بیت، نفائس اقبال، برگ گل، اپنے والد محترم کا لکھا ہوا قرآن کریم کا نسخہ اور کئی کتابیں حضرت نے اس ناچیز کو دیں اور حضرت کی شفقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں درخواست کرتا کہ حضرت اپنے ہاتھ سے اس کتاب پر میرا نام لکھ دیں اور حضرت باوجودیکہ ہاتھ میں رعشہ تھا کمال شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے اس پر میرا نام تحریر فرماتے۔ رخصت کے وقت خوب دعائیں دیتے آج ان باتوں کو سوچتا ہوں تو حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ کہاں حضرت والا کا مقام اور کہاں یہ ادنیٰ حقیر سا خادم، جب حضرت کا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے تو دیگر علماء واکابر کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ یہ صرف اور صرف حضرت کی تواضع تھی، آپ نے ہمیشہ اپنی عظمت کو تواضع کے پردے میں چھپائے رکھا، لیکن اس نرم مزاجی وانکساری اور اس تواضع ومسکنت کے باوجود غلط اور ناجائز بات برداشت نہیں کرتے تھے، کوئی غلط بات سنی یا کوئی غلط کام دیکھا تو اس پر فوراً ٹوکتے اور تنبیہ کرتے تھے، اقرأ روضۃ الاطفال کے سلسلہ میں آپ تک کوئی شکایت پہنچتی تو آپ بلا کر تنبیہ فرماتے اور سرزنش کے ساتھ فہمائش کرتے۔

حضرت اقدس دودمان نبوت کے چاند اور حسینی خانوادہ کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کا نسب حضرت زید بن علی زین العابدینؒ کے واسطے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، حضرت زید بن علی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت زین العابدین کے صاحبزادے تھے، حضرت زید انتہائی حسین وجمیل تھے، غیر معمولی ذہین وفطین تھے، علم دوست ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بہادر اور نڈر تھے، امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

”میں نے زید بن علی کو دیکھا جیسے ان کے خاندان کے دوسرے حضرات کے مشاہدے کا موقع مجھے ملا، میں نے ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ فقیہ آدمی اور کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ان جیسا حاضر جواب اور صاف گفتگو کرنے والا آدمی اس عہد میں مجھے کوئی اور ملا۔“ (الروض النضیر، ص:۵)

امام شعبی سے لوگوں نے یہ روایت نقل کی کہ:

”زید بن علی سے بہتر بچہ شاید کسی عورت نے پیدا کیا ہو، ایسا فقیہ، اتنا بہادر اور قانع عابد وزاہد مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آیا۔“ (ریحان عشرت، ص:۸۵)

حضرت سیّد نفیس شاہ صاحب نے حضرت زید بن علی کے بارے میں تحریر فرمایا:

”حضرت سیدنا زید بن علی خانوادہ نبوت کے چشم وچراغ تھے، اہلبیت کرام کے علماء وفضلاء میں پایہ بلند رکھتے تھے، آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، آپ نے بڑے بڑے شیوخ کا زمانہ پایا، بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان سے احادیث روایت کیں، حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو دیکھا جو صحابہ کرام میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔“

”امام زید نے بعض صحابہ اور اسی طرح تابعین کی ایک جماعت سے روایت کی، امام زید نے اپنے والد ماجد علی بن الحسین سے اور اپنے برادر بزرگ محمد الباقر اور محمد بن اسامہ بن زید سے علم حاصل کیا، اسی طرح انہوں نے ابان بن عثمان، عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن ابی رافع سے روایت حدیث کی۔

حضرت امام زین العابدین کی وفات کے وقت حضرت زید کی عمر ۱۸ سال تھی، والد ماجد کی وفات کے بعد اپنے برادر بزرگ امام محمد باقر کی تربیت وعنایت

ان کی گمنام زندگی دیکھیں
وہ جنہیں شہرت دوام ہوئی

میں چلے گئے، وہ اپنے زمانہ کے بڑے علماء میں سے تھے اور لوگوں میں ان کا علم وفضل

مشہور تھا۔'' (مسند زید بن علی)

حضرت زید گونا گوں علمی اور روحانی صفات کے مالک تھے، ان کا خاندان مہبط وحی تھا، جس نے ساری دنیا کو علم وعمل کی دولت سے مالا مال کیا۔ حضرت زید ان تمام صفات سے متصف تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کا طرۂ امتیاز تھا، آپ کی ذات گرامی حدیث پاک اور فقاہت دین میں احادیث کے مرتبہ عالی پر فائض تھی، تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ آپ نے تیرہ، چودہ سال قرآن پاک کی تلاوت اور اس کے فہم وادراک میں صرف کئے جس کی وجہ سے وہ ''حلیف القرآن'' کے لقب سے ملقب ہوئے، آپ اپنے وقت میں قرأت قرآنیہ کے بھی امام تھے، اس پر مستزاد یہ کہ اپنے جد بزرگوار سیدنا حسین بن علی کی سنت جہاد کو ایک بار پھر زندہ کیا، ان کی اس خصوصیت کو حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے، اس وقت (ہشام بن عبدالملک اموی کے خلاف) حضرت زید کا میدان جہاد میں نکلنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر میں تشریف بری کے مشابہ ہے۔ (مسند زید بن علی)

چونکہ حضرت کا نسب حضرت زید بن علی سے جا ملتا ہے، اس لئے حضرت زید بن علی سے آپ کو حد درجہ عقیدت تھی، اسی عقیدت کا اظہار ہے کہ حضرت نے مسند زید بن علی پر اپنی نگرانی میں کام کروایا اور اسے خوبصورت انداز میں شائع کیا۔ حضرت زید پر ابو زہرہ مصری کی کتاب کا اردو میں ترجمہ کروا کر اسے شائع کروایا اور آخر حیات میں حضرت مولانا محمد یوسف خان ناظم تعلیمات مدرسۃ الفیصل للبنات کے ذمہ لگایا کہ وہ اس پر کام کریں، غالباً وہ اس پر اپنا کام مکمل کر چکے ہیں، اسی عقیدت کا مظہر ہے کہ آپ شروع میں اپنے نام کے ساتھ زیدی کی نسبت لگایا کرتے تھے۔

آپ کی عقیدت صرف حضرت زید بن علی تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ آپ کو تمام اہل بیت سے انتہائی عقیدت ومحبت تھی اور ان کی محبت کو آپ جزو ایمان اور نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے، اسی محبت وعقیدت کا اظہار ہے کہ آپ نے ریحان عشرت کے نام سے ایک کتاب مرتب کی، نام کے نیچے آپ نے تحریر فرمایا: ''بہار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند شگفتہ پھولوں کا گلدستہ'' اس کتاب میں متعدد مضامین آپ کے اپنے تحریر کردہ ہیں، اس کتاب اور آپ کے ان مضامین کے حرف حرف اور سطر سے سطر سے اہل بیت کی محبت ٹپکتی ہوئی نظر آتی ہے اور پھر آپ کے اشعار جو آپ نے اہل بیت کی محبت خصوصاً حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہے ان میں اپنی گہری محبت اور احترام کا کھلے دل سے اظہار کیا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر صحابہ کرام کی عظمت بھی آپ کے دل میں بھرپور انداز میں پائی جاتی ہے جو کہ اہل حق کا شیوہ اور ان کا طریقہ رہا ہے، آج کل کے بعض بدباطن افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں تو اہل بیت کی محبت میں دیگر صحابہ کرام کی تنقیص کرتے ہیں یا صحابہ کرام کی عقیدت وعظمت بیان کرتے ہوئے اہل بیت کی توہین کرتے نظر آتے ہیں۔

> نفیس کیا یہ وقت آیا، سلوک و احساں کے سلسلوں پر
> جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں، وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

ایک مرتبہ میں حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی قدس سرہ کے ساتھ کوہاٹ سے پشاور ہوتا ہوا لاہور حضرت کی خدمت میں پہنچا، حضرت نعمانی رحمہ اللہ کا خیال تھا کہ چند دن حضرت کی خدمت میں گزاروں گا، جمعہ کا دن تھا جمعہ کی نماز کے بعد حضرت کی خدمت میں بہت سے لوگ جمع تھے، ان میں علماء بھی تھے، یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات بھی تھے، تاریخ اور سیرت کے موضوع پر گفتگو ہوتی رہی، بہت سے حضرات تو چلے گئے مگر بعض علماء عشاء تک حضرت کی مجلس میں موجود رہے، تاریخ تو حضرت کا موضوع تھا ہی دوسری طرف حضرت مولانا نعمانی علم وتاریخ اور سیر کے بحر ذخار تھے، خوب مجلس رہی، حضرت نعمانی ناصبت کے تعاقب میں رہتے تھے، اس لئے یزید کا تذکرہ بھی رہا، مجھے یاد ہے کہ ایک صاحب نے جو فارغ التحصیل تھے اور حضرت نعمانی کا درس سن کر آئے تھے انہوں نے دوران گفتگو یزید کے موضوع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت معاویہ اور حضرت سفیانؓ کے بارے میں کوئی بات کہی حضرت نے فوراً انہیں ٹوک دیا کہ یہ حضرات صحابہ کرام تھے، ان کے بارے میں یہ گفتگو نہ کریں۔ حضرت کے اشعار میں آپ کے کلام میں آپ کی گفتگو اہل بیت کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے تو وہاں صحابہ کرام کی محبت بھی عظمت کے ساتھ نظر آئے گی:

جس قلب میں یارانِ نبی کی عقیدت ہو
کھلتے ہیں اسی قلب پر اسرار مدینہ
معمور صحابہؓ کی محبت سے رہے گا
وہ سینہ کہ ہے مہبط انوار مدینہ
وہ آل محمدؐ ہوں کہ اصحاب محمدؐ
ہیں زینت دربار دربار مدینہ
بوبکرؓ ہوں، عمرؓ ہوں وہ عثمانؓ ہو یا علیؓ
چاروں سے آشکار کمال رسول ہے

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے تعلق و محبت کی بنا پر آپ نے زیدی کی نسبت کے بجائے الحسینی کی نسبت اپنے نام کے ساتھ لگائی اور حضرت

اب اسی نسبت کو پسند کرتے اور اسے ہی لکھتے تھے، اپنے بچوں کے نام کے ساتھ بھی یہی نسبت لگایا کرتے تھے "حسینی" کو اپنے نام کا جزو بنانے کی وجہ حضرتؒ خود بیان کرتے ہیں:

"اگرچہ شروع ہی سے مذہبی رجحانات کا غلبہ تھا، لیکن (۵۳-۱۹۵۴ء) میں طبیعت تمام کی تمام تر تصوف کی طرف مائل ہوگئی، میں تصوف میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کے شدید جذبہ کے زیر اثر داخل ہوا، ان ہی کی محبت نے مجھے دین اسلام کا پر عزیمت راستہ دکھایا اور طریقت کی طرف مائل کیا:

اپنے اللہ کا صد شکر ادا کرتا ہوں
جس نے وابستہ کیا دامن شبیر کے ساتھ

اپنے مورث اعلیٰ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت، بے مثال قربانی، صبر و استقامت اور علو شان کے مقابلہ میں اپنی درماندہ زندگی کے حالات سے شرمندہ ہو کر انفعالی کیفیت میں دیر تک آبدیدہ رہا کرتا تھا، اسی طرح میرے جد امجد حضرت خواجہ گیسو درازؒ سے فطری محبت کے باعث آپ کے نام "محمد الحسینی" کے جزو آخر نے بھی ترغیب دلائی چنانچہ اسی خاندانی نسبت کے زیر اثر نفیس کے ساتھ "الحسینی" لکھنا شروع کر دیا، بالآخر عنایات خداوندی نے شیخ وقت قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی خدمت مبارک میں پہنچا دیا، گویا سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت میرے راہ سلوک و طریقت اختیار کرنے کا مقدمہ اور پیش خیمہ بنی۔" (برگ گل ص:۴۳)

حضرت شاہ صاحب کا سلسلۂ نسب چودہ واسطوں سے حضرت سید محمد الحسینی خواجہ گیسو دراز تک پہنچتا ہے۔ حضرت خواجہ گیسو درازؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کے جانشین حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں، حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"خاندان گیسو دراز کے ایک فرد فرید حضرت شاہ حفیظ اللہ حسینی جو اپنے آباء کرام کے محاسن و کمالات کے حامل تھے ۱۱۳۴ھ میں وارد پنجاب ہوئے اور سیالکوٹ کے مضافات کو اپنا مستقر بنایا، ان کی اولاد و امجاد اسی علاقے میں پروان چڑھی اور پھلی پھولی، بحمد للہ تعالیٰ راقم الحروف کا تعلق اسی خاندان گیسو دراز کی اسی شاخ سے ہے۔" (ریحان بہجت ص:۴۴۳)

حضرت نے اس خاندان میں آنکھ کھولی اور اسی ماحول میں آپ کی تربیت ہوئی، آپ کے والد اور آپ کے سسر جو آپ کے والد کے چچازاد بھائی تھے، اپنے وقت کے بہترین خطاط تھے اور قرآن کریم کی کتابت سے انہیں خاص شغف اور لگاؤ تھا، آپ کے والد سید القلم کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے، اپنے والد ماجد سے آپ نے خطاطی سیکھی اور اس خطاطی میں آپ نے نام پیدا کیا اور خط نفیس کے موجد قرار پائے، آپ نے اس فن میں خوب کمال حاصل کیا اور اس فن میں نئی نئی جہتیں تلاش کیں، بے شمار لوگوں کو خط سکھایا، آپ کے ہزاروں شاگردوں نے بھی اس فن میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ دنیا عام طور پر آپ کو اسی فن کے حوالہ سے جانتی ہے لیکن یہ خطاطی اور اس فن کی خدمات تو آپ کی زندگی کا ایک شعبہ اور ایک حصہ ہے۔

آپ اپنی نیک فطرت اور سلیم طبیعت اور خاندانی وجاہت و سیادت اور دینی ماحول میں تربیت پانے کی وجہ سے آغاز سے ہی دین اور تصوف کی طرف طبیعت مائل تھی، اس لئے آپ کو ایک ایسے شیخ کامل کی تلاش تھی، اپنے آپ کو جس کے سپرد کریں اور وہ آپ کی اس تشنگی اور اضطراب کو دور کر دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں پہنچا دیا، حضرت شاہ صاحب خود بیان کرتے ہیں:

"ایک عرصہ سے میرے دل کا حال یہ تھا کہ اندر ہی اندر خدا طلبی کی آگ سلگ رہی تھی، بزرگوں کے تذکرے اکثر میرے زیر مطالعہ رہتے تھے، اس طرح اپنے ذوق کو تسکین دیتا رہا، لیکن یہ پیاس کہاں بجھنے والی تھی بلکہ یہ تو کسی پیر مغاں کے انتظار میں تھی، جو صراحی دل سے کچھ اس طرح پلائے کہ ہونٹوں کو خبر تک نہ ہو اور پیمانہ قلب لبریز ہو جائے، آخر کار مشیت خداوندی نے مرشد المشائخ، قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کی خدمت بابرکت میں پہنچا دیا۔" (برگ گل)

مزنگ چونگی لاہور میں صوفی عبدالحمید صاحب کے بنگلہ پر حضرت رائے پوریؒ کا قیام تھا، وہاں حضرت شاہ صاحب" ۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ بمطابق ۴/ دسمبر ۱۹۵۷ء کو حضرت رائے پوریؒ کے دامن ارادت سے وابستہ ہوئے۔ اس کے بعد تو حضرت شاہ صاحب اپنے شیخ پر مرمٹے اور فنافی الشیخ کے درجہ پر پہنچ گئے، کئی ماہ آپ نے ہندوستان جا کر اپنے شیخ کی خانقاہ میں قیام کیا اور سلوک کے مدارج طے کیے۔

مسلک حقہ علماء و اکابر دیوبند کی یہ خصوصیت

رہی ہے کہ وہ صرف علوم ظاہری پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ تزکیہ باطن پر زور دیتے ہیں، اکابر دیوبند کے یہاں علوم ظاہری اور علوم باطنی کا حسین امتزاج نظر آتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اکابر "رھبان باللیل وفرسان بالنھار" کی عملی تصویر بھی دکھائی دیں گے۔ حضرت شاہ صاحب نے اکابر کے اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے رشد وہدایت کی مسند کو رونق بخشی، ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ کے دامن ارادت سے وابستہ ہوکر اپنے لئے راہ ہدایت کا تعین کیا، آخر حیات میں تو بکثرت لوگوں کا آپ کی طرف رجوع ہوا، خصوصاً علماء، دینی مدارس اور دینی تحریکات سے تعلق رکھنے والے حضرات آپ سے وابستگی کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے، حضرت بیعت کا لفظ استعمال نہیں فرماتے تھے، عام طور پر اسے توبہ سے تعبیر کرتے تھے کہ ہم بیعت نہیں کرتے توبہ کراتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم مرید نہیں بناتے ہم تو دوست بناتے ہیں، حضرت کے یہاں ایک اپنائیت پائی جاتی تھی اور حضرت اپنے متعلقین ومنتسبین کی بڑی نرمی اور ملائمت اور بڑے پیار بھرے انداز میں اصلاح فرمایا کرتے تھے، آپ کی مجلس میں شریک ہونے والا ہر شخص ایک اپنائیت اور راحت وسکون محسوس کرتا تھا، حضرت کے یہاں حوصلہ افزائی بھی بہت تھی، چھوٹی اور معمولی باتوں اور کاموں پر بھی خوب حوصلہ افزائی فرماتے جس کے نتیجہ میں ہر ایک کے دل میں مزید آگے بڑھنے اور کچھ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا۔

جذبۂ جہاد تو حضرت کو گویا ورثہ میں ملا تھا، اپنے آباؤ اجداد کی پیروی میں یہ جذبۂ جہاد ہمیشہ پروان چڑھتا رہا، آپ کو ان تمام مجاہدین سے بہت ہی محبت وعقیدت تھی جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر مردانہ وار راہ حق میں جہاد کرتے رہے، جن حضرات سے آپ کو بہت زیادہ عقیدت رہی ان میں حضرت سید احمد شہید قدس سرہ سرفہرست ہیں، اسی جہاد کی نسبت سے آپ کی مجالس میں آپ کی گفتگو میں حضرت سید احمد شہید کا تذکرہ بہت زیادہ ملتا ہے، آپ نے اپنی خانقاہ کا نام بھی اسی نسبت سے "خانقاہ سید احمد شہیدؒ" رکھا۔ افغانستان میں جب جہاد شروع ہوا تو عملاً آپ اس میں شریک ہوئے اور اس جہاد اسلامی کی تحریک کی سرپرستی فرماتے رہے، آپ نرے صوفی نہیں تھے بلکہ آپ کے یہاں جہاد وتصوف کا حسین امتزاج ملتا ہے جو آپ کے اکابر کا بھی طرۂ امتیاز رہا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو حضرت شاہ صاحب کی رگ رگ میں رچی بسی ہوئی تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی، اسم گرامی آتا تو فرط محبت میں آپ کی آنکھ آبدیدہ ہو جاتی اور آواز بھرا جاتی تھی، آپ کی زبان پر اکثر درود شریف کا ترانہ رہتا تھا، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا اظہار آپ کے نعتیہ کلام میں جس انداز میں ہوا ہے، اس کی نظیر مشکل سے ہی کہیں ملے گی، اسی محبت وعقیدت اور اسی تعلق کا ثمرہ تھا کہ آپ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور جو حضرات سارقان نبوت کے تعاقب میں رہے، ان کے ساتھ آپ شانہ بشانہ اور قدم بقدم چلتے رہے، ان حضرات کے ساتھ تعاون اور ان کی سرپرستی فرماتے رہے، اسی لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد متفقہ طور پر حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نائب امیر بنایا گیا اور آپ تاحیات اس جماعت کے نائب امیر رہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے کئی مرتبہ فرمایا کہ ہماری جماعت ختم نبوت کے امیر اور نائب امیر کے منصب پر، ہر دور میں اپنے وقت کے قطب فائز رہے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے قطب وقت ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔

اقرأ روضۃ الاطفال جو قرآن کریم کو ہر ہر گھر پہنچانے کی ایک عظیم الشان تحریک ہے جس کا قیام مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ اور امام

آرزو

یہی عرض کرنے کو جی چاہتا ہے
مدینے میں مرنے کو جی چاہتا ہے
یہ کس جانِ جاناں کا فیضِ نظر ہے
کہ جی سے گزرنے کو جی چاہتا ہے
بگڑنے ہی میں عمر گزری ہے ساری
خدایا! سنورنے کو جی چاہتا ہے

سید نفیس الحسینیؒ

اہلسنت حضرت مفتی احمد الرحمنؒ کے حکم اور مشورے سے ہوا تھا، آغاز میں حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ نے اپنے ساتھیوں راقم الحروف اور مفتی مزمل حسین کے ساتھ مشورہ میں یہ طے کیا تھا کہ ہم ہمیشہ اپنے کسی بزرگ کو اقرأ کا صدر بنائیں گے، چنانچہ اقرأ کے پہلے صدر حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ تھے، دوسرے صدر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تھے، آپ کی شہادت کے بعد حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں اقرأ کی صدارت قبول کرنے کی درخواست کی گئی جو آپ نے ازراہ شفقت قبول فرمائی، اس موقع پر اقرأ کی طرف سے جو قرارداد منظور کی گئی اس کا متن یہ تھا:

”اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد اقرأ روضۃ الاطفال کے ارکین کا مورخہ ۱۵/ جون ۲۰۰۰ء کو اجلاس ہوا، اجلاس میں صدر کے انتقال سے پیدا ہونے والی صورت حال پر غور کیا گیا، اجلاس میں متفقہ طور پر طے ہوا کہ حضرت مولانا سید انور حسین نفیس شاہ الحسینی مدظلہ العالی کی خدمت میں درخواست پیش کی جائے کہ وہ اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کی صدارت قبول فرما کر اقرأ کو شرف بخشیں۔“

اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے حضرت اقدس نے اپنے دست مبارک سے یہ تحریر لکھ کر دی:

”بندہ ناچیز توکلا علی اللہ اقرأ روضۃ الاطفال کا اہتمام قبول کرتا ہے۔“

نفیس الحسینی

۲۳/صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

حضرتؒ اس سے قبل بھی اقرأ کی سرپرستی فرمایا کرتے تھے اور اقرأ کی کامیابی کے لئے خوب دعائیں کرتے تھے، اس کے بعد تو اس سرپرستی، دعاؤں اور توجہات میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ آپ اقرأ کی تقریبات میں تشریف لاتے، جب تک صحت نے اجازت دی، حضرت کئی شاخوں کے افتتاح میں بھی تشریف لاتے، ہمیں بلا کر اقرأ کے بارے میں دریافت کرتے رہتے، بہت سے امور پر ہمیں ٹوکتے، بعض شکایات پر اپنی ناراضگی کا اظہار بھی فرماتے، غرضیکہ حضرت کو اقرأ سے قلبی لگاؤ تھا اور حضرت اسے اپنا ادارہ کہتے تھے۔ حضرت کے وصال سے ہم اور ہمارا یہ ادارہ حضرت کی دعاؤں سے محروم ہو گیا، اللہ تعالیٰ حضرت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور حضرت کو درجات عالیہ نصیب فرمائے، حضرت کے پسماندگان اور جملہ متعلقین و منتسبین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆........☆☆

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

سائبانِ شفقت

مفتی محمد بن جمیل

حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی قدس سرہ کی جدائی کے غم سے دل افسردہ ورنجیدہ اور آنکھیں اشکبار ہیں، رہ رہ کر حضرت اقدس کے بعد آپ کی شفقت یاد آتی اور رلاتی ہے کہ حضرتؒ کے بعد آپ کی سی شفقت کہاں میسر آئے گی؟ اس موقع پر حضرت اقدسؒ کے اشعار مستعار لیتا ہوں جو آپ نے اپنے والد بزرگوار کی رحلت پر فرمائے تھے، ہمارا بھی حضرت کی جدائی میں یہی حال ہے:

دل زخم زخم لوگو! کوئی ہے، جسے دکھائیں
کوئی ہم نفس نہیں ہے، غم جاناں کے سنائیں
یکا یک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں
اٹھا سائبان شفقت، بڑی تیز دھوپ دیکھی
نہیں دور دور چھاؤں، کہاں اپنا سر چھپائیں

حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت اقدس میں جب بھی حاضری ہوئی، آپ نے انتہائی شفقت، محبت کا معاملہ فرمایا، میں جب بھی حضرت سے ملتا، حضرت مجھے گلے لگاتے اور اپنے قریب بٹھاتے۔

کراچی میں یقیناً حضرت شاہ صاحب کی زیارت ہوئی ہوگی، کیونکہ آپ کئی مرتبہ کراچی تشریف لائے، مگر مجھے کراچی میں حضرت سے ملاقات یا زیارت یاد نہیں۔ حضرتؒ سے میری ملاقات اس وقت ہوئی جب میں اپنے والد مفتی محمد جمیل خان کی شہادت کے چند دن بعد مفتی خالد محمود، مفتی مزمل حسین کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مفتی خالد محمود نے حضرت سے میرا تعارف کرایا کہ یہ مفتی محمد جمیل شہیدؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں تو حضرت نے بے اختیار مجھے گلے لگایا اور بہت دیر تک گلے لگائے رکھا اور میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے رہے اور فرماتے رہے، یہ ہمارا بھی بیٹا ہے، حضرتؒ پر والد صاحبؒ کی شہادت کا بہت اثر تھا حضرت نے فرمایا: ہر ایک نے جانا ہے، میں نے بھی جانا ہے آپ نے بھی جانا ہے، مگر دیکھنا یہ ہے کہ کون کس ادا سے جاتا ہے؟ یہ کہہ کر آپ آبدیدہ ہوگئے، آپ کی آواز بھرا گئی، اس مجلس میں دیر تک حضرت اقدس، والد صاحب کا تذکرہ کرتے رہے اور ہم سب کو تسلیاں دیتے رہے، جبکہ خود حضرت شاہ صاحب بہت غمزدہ تھے اور ابو کی شہادت کا بہت زیادہ آپ کی طبیعت پر اثر تھا۔

یہ میری پہلی ملاقات تھی، اس کے بعد تو حضرت کی شفقتیں عنایتیں مجھ پر بہت زیادہ رہیں، جب ابو کی شہادت کے بعد والدہ اور بھائی بہنوں کے ساتھ پشاور منتقل ہوگیا تو میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت کو بتایا کہ میں پشاور منتقل ہوگیا ہوں، تو حضرت نے بڑی شفقت ومحبت کا اظہار فرمایا کہ بھائی میں آپ کے گھر پشاور آؤں گا اور بچوں سے ملوں گا، حالانکہ اس وقت حضرت نے اپنے ضعف کی وجہ سے اسفار بالکل ترک کئے ہوئے تھے، اس کے بعد کسی موقع پر مفتی خالد محمود نے کراچی آنے کی دعوت دی تو آپ نے صاف منع کردیا، اس موقع پر بھی میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ان سے وعدہ کیا ہوا ہے ان کے گھر پشاور جانا ہے۔

جب مفتی مزمل حسین اور مفتی خالد محمود نے مجھے لاہور آنے کے لئے کہا کہ تم مستقل لاہور آجاؤ اور اقرأ کا کام سنبھالو، تو میں نے حضرتؒ سے اس کا ذکر کیا، حضرت نے فرمایا: ضرور آؤ، لاہور والے اولاً کسی کو قبول نہیں کرتے، مگر بعد میں قبول کرلیتے ہیں اور مجھے نصیحت کی کہ لاہور آنے کے بعد آتے رہا کرو اور مشورے کرتے رہا کرو، چنانچہ میں کوشش کرتا کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور حضرت کی خدمت میں حاضری دوں، ایک مرتبہ کئی دنوں بعد حضرت کی خدمت میں حاضری دی تو حضرت نے فرمایا: ''اچھا آپ لاہور میں ہی ہیں، میں تو سمجھا کہ لاہور سے چلے گئے ہیں'' حضرت کے اس جملہ میں خوبصورت شکوہ اپنے تعلق کا اظہار اور مجھے تنبیہ بھی تھی کہ اتنے دن غیر حاضر رہنا مناسب نہیں۔

حضرت اپنے اکابر کے طرز پر کاربند اور اکابر کے عقائد پر پختگی کے ساتھ پابند تھے، ایک مرتبہ کسی نے حضرت سے شکایت کی کہ اقرأ والوں نے ایک ایسے شخص کو ایک شاخ میں ناظم بنایا ہے جو اکابر دیوبند کے مسلک سے کچھ ہٹا ہوا ہے۔ حضرت نے مجھے بلا کر کہا کہ اس کی تحقیق کرو اور یہ ثابت ہوجائے تو اسے اپنے ادارہ سے علیحدہ کرو اور یہ بھی فرمایا کہ جب کسی کا انٹرویو تو اس کے عقائد ونظریات بھی پوچھا کرو بلکہ ان عقائد پر دستخط لیا کرو، اس موقع پر ''المہند علی المفند'' دی جو حضرت نے اپنی نگرانی میں خود طبع کرائی تھی اور کہا یہ ہمارے اکابر کے عقائد ہیں، اس کا مطالعہ کرو، حضرت ایک سچے عاشق رسول، سنت کے پیروکار تھے، آج حضرت کی شفقتوں کو یاد کرکے دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔☆

مولانا سعید احمد جلال پوری

ایک عہد ساز شخصیت

حضرت نفیس الحسینیؒ تعارف، خدمات اور کمالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر، تحریک سیّد احمد شہیدؒ کے حدی خواں، خانقاہ رائے پور کے گل سرسبد، سلسلہ عالیہ قادریہ کے روح رواں، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے عاشق زار اور خلیفہ اجل، سلوک واحسان اور بیعت وارشاد کے بے تاج بادشاہ، اکابر دیوبند کے ترجمان، فکر ولی اللّٰہی کے داعی ومناد، اسلاف کی روایات کے امین، مسلک حقہ دیوبند کے شارح، خانقاہ سیّد احمد شہیدؒ لاہور، کے بانی و صدر نشین، ہفت قلم خطاط و سلطان القلم قطب الارشاد حضرت اقدس سیّد انور حسین شاہ الحسینیؒ المعروف نفیس رقم ۵/فروری ۲۰۰۸ء، مطابق ۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ صبح ساڑھے پانچ بجے طویل علالت کے بعد راہی عالم آخرت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ باجل مسمّی۔

حضرت اقدس سیّد انور حسین الحسینی نفیس رقم کا نسبی تعلق گلبرگہ ہندوستان کے مشہور صوفی و بزرگ حضرت خواجہ محمد الحسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، حضرت خواجہ گیسو درازؒ کی اولاد میں سے ایک بزرگ شاہ حفیظ اللہ حسینیؒ ۱۱۳۴ھ میں ہندوستان سے منتقل ہوکر سیالکوٹ آگئے تھے، حضرت سیّد نفیس شاہ الحسینیؒ انہیں کی اولاد میں سے تھے، حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کے والد ماجد جناب سیّد محمد اشرف علی المعروف سیّد القلم اور آپ کے سسر حکیم سیّد نیک عالم ”ماہر خطاط تھے۔

> آپؒ اعلیٰ درجے کے خطاط وخوش نویس بلکہ سلطان القلم، بہترین نقاد، بلند پایہ مورخ، محقق، مضمون نگار، مصنف، قادر الکلام شاعر، ثناء خوانِ نبوت، مذاہب و ادیان کے ماہر، قدیم و جدید کے حسین امتزاج، اصلاح و ارشاد کے قطب الاقطاب، جہاد و مجاہدین کے سرپرست، باطل و باطل پرستوں کے خلاف سیف بے نیام، تمام دینی، مذہبی اور جہادی تحریکوں کے سرپرست اور روح رواں تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی ولادت باسعادت ۱۱/مارچ ۱۹۳۳ء، مطابق ۱۳/ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ کو موضع گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد سیّد محمد اشرف علی شاہ تقسیم ہند سے کچھ عرصہ قبل سیالکوٹ سے لائل پور، حال فیصل آباد منتقل ہوگئے تھے۔

آپ کی مڈل تک ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں ہوئی، مزید عصری تعلیم کے لئے آپ کو لائل پور کے اسکول میں داخل کیا گیا تو آپ نے صرف ۱۵ سال کی عمر میں ۱۹۴۸ء میں سٹی مسلم ہائی اسکول لائل پور سے اول درجہ میں میٹرک کا امتحان پاس کرلیا، چونکہ آپ نے جس خاندان اور ماحول میں آنکھ کھولی تھی وہ خالص دینی اور علمی گھرانہ تھا اور آپ کے والد ماجد بھی خطاط وخوش نویس تھے، اس لئے بچپن سے ہی آپ کو خطاطی اور خوش نویسی سے دلچسپی اور انس تھا، اس لئے آپ نے میٹرک کے بعد اپنے والد ماجد سے باقاعدہ خطاطی سیکھنا شروع کی تو بہت جلد آپ اعلیٰ درجے کے خطاط اور خوش نویس قرار پائے۔ خطاطی کی مشق کے ساتھ ساتھ آپؒ نے مزید تعلیم بھی جاری رکھی، چنانچہ ۱۹۵۰ء میں آپؒ نے گورنمنٹ کالج لائل پور میں داخلہ لیا اور یہاں سے ایف اے کا امتحان پاس کیا، ۱۹۵۱ء میں آپ لائل پور سے لاہور منتقل ہوگئے، لاہور آنے کے بعد آپ نے اورینٹل کالج لاہور کے شعبہ اردو و فارسی میں اردو زبان وادب کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی، اور آپ اردو اور فارسی کے ماہر لسانیات قرار پائے۔

عصری اور لسانیات کی تعلیم سے فراغت کے بعد آپؒ نے اپنے آبائی پیشہ خطاطی کی طرف توجہ دی، حضرت نفیس شاہ صاحبؒ نے اگرچہ خطاطی کی مکمل تعلیم اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کی، لیکن نظری مشق اس دور کے اعلیٰ درجے کے خطاطوں کی خطاطی اور کام دیکھ کر کی، یوں آپ کا شمار دنیا بھر کے اعلیٰ خطاطوں میں ہونے لگا۔

آپ نے اگرچہ خطاطی اپنے دور کے نامور خطاط تاج الدین زرین رقم وغیرہ کا کام دیکھ کر سیکھی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی اس فن سے لگن، محنت اور جدوجہد نے حضرت شاہ صاحب کو اس فن کے بام عروج تک پہنچادیا، بلکہ کئی وجوہ سے حضرت شاہ صاحبؒ اپنے اساتذہ سے بھی گوئے

سبقت لے گئے، چنانچہ ان کے اساتذہ میں سے کوئی نسخ کا ماہر تھا تو کوئی دیوانی کا، کوئی نستعلیق کا امام تھا تو کوئی رقاع کا، کوئی ثلث میں بے مثال تھا تو کوئی خط کوفی میں، مگر حضرت نفیس شاہ صاحب قدس سرہ بیک وقت تمام مروجہ خطوں کے ماہر اور استاد تھے، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے مروجہ تمام خطوں میں ایسی مجتہدانہ تبدیلیاں کیں کہ ماہرین فن حضرت شاہ صاحبؒ کو اس فن کا امام کہنے لگے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کا لوہا منوالیا اور اساتذہ علم و فن آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے لگے۔

آپؒ نے اپنے دینی، مذہبی اور ملی ذوق کے تحت ہمیشہ دینی اور علمی شخصیات اور اہل حق کا کام کیا، آپ نے کبھی کوئی ایسی کتاب یا ٹائٹل نہیں لکھا، جس کا حق اور اہل حق کے ساتھ میل نہ بیٹھتا ہو، آپ نے اپنی کتابت کی ابتدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکھی گئی مشہور زمانہ کتاب ”رحمۃ للعالمین“..... قاضی سلمان منصور پوریؒ..... سے کی۔

ابتدائی طور پر آپ کی نشست گنپت روڈ کے ایک پرانے مکان کی دوسری منزل میں رہی، اسی دوران آپ کی شہرت ہوئی اور آپ کی طرف متلاشیانِ ہنر وفن کا رجوع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپؒ کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوگیا اور آپ کا شمار اس دور کے چوٹی کے خطاط عبدالمجید زریں رقم اور یوسف سدیدی کی صف میں ہونے لگا، کچھ عرصہ آپ کی بیٹھک حضرت میاں میرؒ کی درگاہ کے قریب بھی رہی لیکن آخر میں مولانا حامد میاںؒ کی خواہش پر آپ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور منتقل ہوگئے لیکن جب اسی مدرسہ کے سامنے آپ نے اپنی رہائش اختیار کی تو آپ کی نشست بھی اپنے گھر میں منتقل ہوگئی۔ چنانچہ ۱۹۷۰ء سے تادم صحت حضرت گھر پر ہی اپنے قلم اور فن کی جولانیاں دکھاتے اور علم و ہنر کی خوشبو بکھیرتے رہے۔ اس دوران آپ سے ہزارہا تلامذہ اور شاگردوں نے کسب فیض کیا اور کئی ایک نے اس میدان میں نام کمایا، آپ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ جس پر آپ کے علم و ہنر اور فن کی چھاپ تھی اور جس کی خطاطی پر حضرت شاہ صاحب کی خطاطی کا گمان ہوتا تھا، وہ آپ کے اکلوتے اور ہونہار فرزند حافظ مولوی سید انیس الحسینیؒ تھے، جن کا حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی زندگی میں ۸/ اکتوبر ۲۰۰۱ء مطابق ۲۰/ رجب ۱۴۲۲ھ کو جوانی میں انتقال ہوگیا اور حضرت شاہ صاحب کو اپنے اس جواں سال، ہونہار، فاضل اور لائق و فائق صاحبزادے کی وفات کا بہت بڑا صدمہ ہوا۔

آپ نے اپنی دینی، مذہبی اور ملی ذوق کے تحت ہمیشہ دینی اور علمی شخصیات اور اہلِ حق کا کام کیا، آپ نے کبھی کوئی ایسی کتاب یا ٹائٹل نہیں لکھا، جس کا حق اور اہلِ حق کے ساتھ میل نہ بیٹھتا ہو

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ تقریباً نصف صدی تک اپنے ہنر وفن کی جولانیاں دکھاتے رہے۔ آپ نے اردو، عربی اور فارسی میں جو فن پارے چھوڑے ہیں ان کو یکجا کیا جائے تو ایک بے مثال مرقع تیار ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کے متعلقین کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس عنوان پر کام شروع کردیا ہے، چنانچہ انہوں نے خط ثلث میں لکھے گئے آپ کے اسماء حسنیٰ، اسی طرح ایوانِ اقبال لاہور کے لئے لکھے گئے ۴۱ کتبے..... جو شاعر مشرق کے منتخب اشعار پر مشتمل ہیں..... اور نستعلیق نامہ کو نہایت خوبصورت انداز سے شائع کر کے بہت ہی عمدہ کارنامہ انجام دیا ہے۔

جبکہ آپ کے دوسرے منتشر فن پاروں کو یکجا کر کے شائع کرنا اور آپؒ کے علم وفن کو آنے والی نسلوں تک پہنچانا آپؒ کے متعلقین و منتسبین کے ذمہ قرض ہے۔ امید ہے وہ اس طرف توجہ فرمائیں گے، یوں تو حضرت شاہ صاحبؒ کے شاہکار بے شمار ہیں، البتہ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) خط نسخ میں قرآن کریم کے متعدد اجزاء، (۲) دیوانِ غالب مکمل، (۳) کلام بابا بلھے شاہؒ، (۴) کلیات میر، (۵) سیرت سید احمد شہیدؒ جلد دوم، (۶) قادیانیت از مولانا علی میاںؒ، (۷) اسماء حسنیٰ مکمل، (۸) نفائس اقبال، (۹) کتاب خطاطی برائے جماعت نہم دہم، اور (۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ وغیرہ۔

اس کے علاوہ آپ کی پتھروں پر خطاطی کے لئے مسجد صلاح الدین لاہور، مسجد علی چوک موہنی روڈ لاہور، مسجد فیض الاسلام گنپت روڈ لاہور، مسجد چوہدری ہسپتال شیش محل روڈ لاہور وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

جبکہ آپ نے بے شمار کتب، رسائل اور جرائد کے ٹائٹل بھی مرتب فرمائے۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

مولانا ابوالکلام آزاد کے مشہور اخبار ”الہلال“، تفسیر معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ، معارف الحدیث مولانا منظور نعمانیؒ، سیرت النبی علامہ شبلی نعمانیؒ، ماہنامہ البلاغ کراچی مفتی اعظم نمبر، ماہنامہ بینات حضرت بنوری نمبر، ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور قرآن نمبر، ماہنامہ حق چار یار، ندائے ملت، بادبان، صحافت، رحیق، الرشید، ماہنامہ انوار مدینہ، ماہنامہ البلاغ، ماہنامہ بینات کراچی، اختلاف امت اور صراط مستقیم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، شیعہ سنی اختلافات مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، جیس

بڑے مسلمان مولانا عبدالرشید ارشدؒ، معالم العرفان فی دروس القرآن مولانا صوفی عبدالحمید، حجۃ الوداع و عمرات النبی مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، بیس مردان حق مولانا عبدالرشید ارشدؒ، اشاعت اسلام مولانا حبیب الرحمن مہتمم دارالعلوم دیو بند قابل ذکر ہیں۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی فن خطاطی میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں آپ کو متعدد اعزازات وانعامات سے بھی سرفراز کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء میں حکومت پاکستان کی جانب سے منعقدہ پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس کی نمائش خطاطی میں آپ کو اول انعام دیا گیا، اسی طرح قرآنی خطاطی کل پاکستان نمائش کے موقع پر بھی آپ کو

حضرت سیدنفیس شاہ الحسینیؒ کے خلفاء کی فہرست

حضرت اقدس سید محمد انور حسین شاہ نفیس الحسینی قدس سرہ کا ذوق ومزاج خالص رائے پوری تھا، چونکہ رائے پوری خانقاہ میں اخفاء کا زیادہ اہتمام ہوتا تھا، اس لئے حضرت نفیس شاہ صاحبؒ بھی فرمایا کرتے تھے: ہمارے سلسلہ میں خلفاء کی فہرست جاری کرنے کا اصول نہیں ہے، بلکہ آپ فرماتے: اللہ تعالیٰ جس سے کام لینا چاہیں گے اس کو چمکا بھی دیں گے۔ تاہم خدام اور متعلقین کے اصرار پر حضرت شاہ صاحب نے اپنے خلفاء کی فہرست مرتب کروائی ہے۔

خلافت واجازت دراصل شیخ کی طرف سے اعتماد کی سند ہوتی ہے، اگر کوئی خلیفہ یا مجاز عنداللہ مقبول ہوتو اس کا نام خلفاء کی فہرست میں چاہے نہ بھی ہو، اس کے مرتبہ ومقام میں کوئی فرق نہیں آئے گا، اور اگر خدانخواستہ کسی کو اپنے شیخ سے اجازت وخلافت نہ ہوتو چاہے لاکھ بار بھی اس کا نام خلفاء میں شائع کیا جائے، عنداللہ اس کا درجہ نہیں بڑھے گا، اس لئے درج ذیل فہرست وہ ہے جو حضرت شاہ صاحبؒ کے خدام: سید زید الحسینی نبیرہ وجانشین حضرت شاہ صاحبؒ، جناب رضوان نفیس صاحب خادم وخلیفہ اور جناب عتیق انور صاحب خادم وخلیفہ حضرت نفیس شاہؒ، نے مہیا کی ہے، اگر اس میں کسی کا نام نہ آیا ہوتو اس کی ذمہ داری کم ازکم ہفت روزہ ختم نبوت پر نہیں ہونی چاہئے۔

۱:...... خانقاہ حضرت سید احمد شہیدؒ لاہور کے امیر حضرت سید سلمان حسینی ندوی لکھنؤ۔

۲:...... جناب بھائی عبدالقادر، سرگودھا۔

۳:...... جناب سید زید الحسینی نبیرہ وجانشین حضرت نفیس شاہؒ۔

۴:...... مولانا طارق جمیل تبلیغی مرکز رائیونڈ، لاہور

۵:...... مولانا عبدالمجید، شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑپکا۔

۶:...... مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری، جانشین امیر شریعتؒ، ملتان۔

۷:...... مولانا سید جاوید حسین شاہ، مہتمم جامعہ عبیدیہ، فیصل آباد۔

۸:...... مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

۹:...... مولانا ظفر احمد قاسم، مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ خالد بن ولید، وہاڑی۔

۱۰:...... قاری محمد شاہ، دینہ۔

۱۱:...... مولانا عبدالرحمن، استاذ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ لاہور۔

۱۲:...... قاری سیف اللہ اختر مجاہد اسلام، لاہور۔

۱۳:...... بھائی عطاء الحق جالندھری، مقیم خانقاہ سید احمد شہید، لاہور۔

۱۴:...... مولانا برکۃ اللہ، برطانیہ۔

۱۵:...... راؤ عبدالسلام رائے پوری، مقیم خانقاہ سید احمد شہیدؒ لاہور۔

۱۶:...... مولانا عبداللہ، مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ قادریہ بھکر۔

۱۷:...... مولانا مفتی محمد عیسیٰ، گوجرانوالہ۔

۱۸:...... مولانا عبدالحلیم چشتی، جامعہ علوم اسلامیہ علوم بنوری ٹاؤن، کراچی۔

۱۹:...... مولانا اللہ وسایا، مرکزی راہنما وخازن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔

۲۰:...... مولانا منظور احمد، استاذ الحدیث خیر المدارس، ملتان۔

۲۱:...... مولانا سید انور شاہ، دیپالپور۔

۲۲:...... جناب قاری تقی الاسلام، لاہور۔

۲۳:...... مولانا فضل الرحمن درخواستی، خانپور۔

۲۴:...... مفتی سعید احمد، رائیونڈ۔

۲۵:...... مولانا محمد یوسف خان، استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

۲۶:...... مولانا محمد ایوب سورتی قاسمی ماکھنگوی، باٹلی، برطانیہ۔

۲۷:...... مولانا محمود حسنی، رائے بریلی، انڈیا۔

۲۸:...... مفتی ڈاکٹر عبدالواحد، لاہور۔

۲۹:...... مولانا محمد افضل، چیانوالی ضلع سیالکوٹ

۳۰:...... مولانا محمد اجمل، استاذ الحدیث جامعہ ربانیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

۳۱:...... مولانا حمید الرحمن عباسی، شیخ التفسیر شیرانوالہ، لاہور۔

اول انعام دیا گیا، اس کے علاوہ آپ کو بغداد اور ترکی میں منعقدہ عالمی مقابلہ خطاطی اور نمائش میں بطور منصف مدعو کیا گیا۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ ہمہ جہت اور ہمہ پہلو شخصیت کے حامل تھے۔ آپ علم وادب، اردو، فارسی اور عربی زبان کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے، چنانچہ آپ کے ذاتی کتب خانہ میں ہزاروں نادر و نایاب کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ بلاشبہ جوئی کتاب شائع ہوتی حضرت شاہ صاحبؒ اس کی تحصیل کی کوشش فرماتے۔ آپ کو دینی وعلمی کتب کے ساتھ کس قدر تعلق اور لگن تھی؟ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرتؒ نے تمام اہم کتب اپنی آرام گاہ کی

۳۲:...... جناب حافظ خالد حسن، جامعہ اشرفیہ لاہور۔
۳۳:...... مولانا عبدالملک عتیق، مدینہ منورہ۔
۳۴:...... مفتی طیب، جامعہ امدادیہ، فیصل آباد۔
۳۵:...... جناب ڈاکٹر سعید قبولہ، ضلع پاکپتن۔
۳۶:...... قاری محمد حنیف جالندھری، مہتمم خیر المدارس ملتان۔
۳۷:...... مولانا ارشاد الحق، خیر پور ٹامیوالی، ضلع بہاولپور۔
۳۸:...... جناب قاری احسان اللہ، قصور۔
۳۹:...... جناب قاری محمد مشتاق، قصور۔
۴۰:...... مولانا محمد حسن، لاہور۔
۴۱:...... جناب سید کلیم الرحمن، لاہور۔
۴۲:...... مولانا امان اللہ، جامعہ مدنیہ جدید لاہور۔
۴۳:...... مولانا محب النبی، لاہور۔
۴۴:...... مولانا پروفیسر عبدالرشید، کراچی۔
۴۵:...... مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، فیصل آباد۔
۴۶:...... جناب قاری محمد یٰسین، دارالقرآن، فیصل آباد۔
۴۷:...... مفتی امداد اللہ انور، ملتان۔
۴۸:...... جناب ملک محمد صدیق ڈوگر، ملتان۔
۴۹:...... مولانا محمد اشرف، گوجرانوالہ۔
۵۰:...... جناب نجیب الرحمن لدھیانوی فیصل آباد۔
۵۱:...... جناب جلیل الرحمن انوری، فیصل آباد۔
۵۲:...... مولانا احمد علی، ٹیکسلا، مقیم لاہور۔
۵۳:...... مولانا عیسیٰ منصوری، برطانیہ۔
۵۴:...... جناب ڈاکٹر مقصود، لاہور۔
۵۵:...... مولانا عبدالحفیظ، جاتی شاہ، لاہور۔
۵۶:...... جناب قاری شاکر، لاہور۔
۵۷:...... جناب قاری شبیر احمد، مدینہ منورہ۔
۵۸:...... جناب فیضان نگرامی، انڈیا۔
۵۹:...... جناب قاری طاہر، کراچی۔
۶۰:...... جناب اقبال انصاری، لاہور۔
۶۱:...... جناب سلطان حنیف، ہنگو۔
۶۲:...... جناب سید اظہار احمد گیلانی، لاہور۔
۶۳:...... جناب پروفیسر میاں محمد افضل، اوکاڑوی۔
۶۴:...... جناب قاری شبیر احمد، چیچہ وطنی۔
۶۵:...... جناب رضوان نفیس، لاہور۔
۶۶:...... جناب رفیق ازہر، اوکاڑہ۔
۶۷:...... حضرت مولانا شبیر احمد سالوجی، ساؤتھ افریقہ۔
۶۸:...... جناب سید ممتاز الحسن گیلانی مرحوم فیصل آباد۔
۶۹:...... مولانا محمد طیب لدھیانوی، کراچی۔
۷۰:...... مولوی حماد الرحمن لدھیانوی، فیصل آباد۔
۷۱:...... جناب قاری نور محمد انیس شہداد پور ضلع سانگھڑ۔
۷۲:...... جناب ڈاکٹر شہزاد، شہداد پور۔
۷۳:...... مفتی شریف اللہ، اسکردو۔
۷۴:...... جناب پروفیسر سیف اللہ خالد، ملتان
۷۵:...... جناب خالد محمود قاسمی، فیصل آباد۔
۷۶:...... سید معاویہ شاہ بخاری، ملتان۔
۷۷:...... جناب پروفیسر زبیر حسین شاہ، مانسہرہ۔
۷۸:...... مولانا غلام فرید، شیر انوالہ لاہور۔
۷۹:...... جناب حکیم عبدالواحد، سیالکوٹ۔
۸۰:...... مولانا فیاض خان سواتی، گوجرنوالہ۔
۸۱:...... مولانا عبدالکریم ندیم، خان پور۔
۸۲:...... مولانا محمد صبور بخاری، دبئی۔
۸۳:...... مولانا عبدالعزیز، ڈھڈیاں شریف۔
۸۴:...... قاری سعید احمد، ڈھڈیاں شریف۔
۸۵:...... مولانا عبدالحمید، لاری اڈہ لاہور۔
۸۶:...... مولانا اکرام الحق خیری، برمنگھم۔
۸۷:...... جناب عتیق انور، لاہور۔
۸۸:...... جناب قاری رفیق، لاہور۔
۸۹:...... جناب ڈاکٹر جمیل ثابت اخون، لاہور۔
۹۰:...... جناب پیرجی عتیق الرحمن، کمالیہ۔
۹۱:...... جناب مسعود، چاہ میراں، لاہور۔
۹۲:...... جناب صدیقی، لاہور۔
۹۳:...... قاری اصغر علی، والٹن، لاہور۔
۹۴:...... جناب پیرجی عبدالحفیظ، چیچہ وطنی۔
۹۵:...... مفتی محمد انور اوکاڑوی، ملتان۔
۹۶:...... مولانا خدا بخش، ملتان۔
۹۷:...... جناب پیر عبدالجلیل، چیچہ وطنی۔
۹۸:...... مفتی خالد محمود، اقرأ روضۃ الاطفال کراچی۔
۹۹:...... مولانا عبدالمجید سکھروی مرحوم
۱۰۰:...... مولانا انور ملتان مرحوم، لاہور
۱۰۱:...... جناب قاری عطاء اللہ مرحوم
۱۰۲:...... جناب قاری سعید احمد مرحوم، جیا موسیٰ لاہور
۱۰۳:...... جناب مفتی خلیق احمد اخون، بہاونگر۔
۱۰۴:...... مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی، کراچی

الماریوں میں جمع فرمارکھی تھیں اور ان کی اجازت کے بغیر کسی قریب سے قریب خادم کو بھی ان کو ادھر سے ادھر کرنے کی اجازت نہ تھی۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کا ذوق تھا کہ علم و ادب کے مدفون خزانوں کو منظر عام پر لایا جائے، چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ کے کتب خانہ میں علم و ادب کے کئی نادر و نایاب اور غیر مطبوعہ کتب کے نسخے اور مخطوطے بھی تھے۔ آپ کا ذوق و مزاج تھا کہ ہمارا علم و فہم اس قابل نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے، اس لئے وہ اپنے اکابر و اسلاف کی قدیم و نایاب کتب کو حاصل کر کے انہیں خوبصورت انداز میں شائع کرنے کا اہتمام فرماتے۔

چنانچہ اب تک حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی مساعی سے متعدد ایسے نایاب گوہر وجود میں آچکے ہیں، مثلاً: شجرۃ الاشراف، شعر الفراق، اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب، سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما، قاضی اطہر مبارک پوری، امام ابوحنیفہؒ شہید اہل بیتؒ، سید احمد شہیدؒ سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے، قاسم العلوم والخیرات، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اپنے معاصر تذکرہ نگاروں کی نظر میں، الامام زید، حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقہہ، الامام محمد ابوزہرہ، المہند علی المفند، وقائع سید احمد شہیدؒ مکمل دو جلد، سیرۃ النبی، المعروف: سیرۃ ابن اسحٰق، تالیف محمد ابن اسحاق بن یسار، تحقیق: ڈاکٹر محمد حمید اللہ پیرس، سیرۃ النبویہ لابن اسحٰق تحقیق احمد فرید المزیدی، تفسیر الملتقط، حضرت خواجہ گیسو درازؒ، مکاتیب شیخ الحدیث بنام حضرت رائے پوریؒ، الامام الحسینؓ فی محراب الکتاب والسنۃ والتاریخ العالمی، از عبدالواحد خیاری سجستانی، اردو ترجمہ مسند حضرت سیدنا زید بن علی بن حسین بن علیؓ مولانا محمد اشرف گوجرانوالہ، شائم گلبرگہ، شائم گیسو درازؒ، گلدستہ کریم، نفائس القلوب، احوال و آثار شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آج کل حضرت شاہ صاحب قدس سرہ ابوزہرہ مصری کی ''الامام زیدؒ'' کا اردو ترجمہ کروا رہے تھے، چنانچہ آپ کے مسترشد و خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد یوسف خان استاذ حدیث جامعہ اشرفیہ نے اس کا ترجمہ مکمل فرمالیا ہے۔ اسی طرح آپ قادیانیت کے خلاف پہلے عدالتی فیصلہ ماریشش ۱۹۰۹ء کی ترتیب و تدوین اور اشاعت کے لئے فکر مند تھے، چنانچہ بحمد اللہ اس پر بھی کام مکمل ہوگیا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے جس خاندان اور گھرانے میں آنکھ کھولی، وہ علم و فضل اور سلوک و احسان کا گہوارہ تھا، آپ کے آباؤ اجداد چونکہ مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ گیسو درازؒ کی اولاد میں سے تھے، اس لئے خون میں وہی اثرات تھے، چنانچہ آپ کے دادا جان مرحوم کو مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے خصوصی لگاؤ اور محبت خاطر تھی، اس لئے انہوں نے اپنے بیٹے اور حضرت نفیس شاہ صاحب کے والد ماجد سید محمد اشرف علی کا نام بھی انہی کے نام پر اشرف علی رکھا تھا۔

حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ نے بھی اپنی خاندانی شرافت و نجابت سے بھرپور اور وافر حصہ پایا تھا، اس لئے شروع سے ہی آپ کی طبیعت و مزاج میں تقویٰ و طہارت، زہد و ورع کے آثار نمایاں تھے، گویا آپ پیدائشی ولی اللہ اور صوفی تھے، اس لئے تعمیر ظاہر کے بعد تعمیر باطن کے لئے آپ نے خانقاہ رائے پور کا رخ کیا اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے: ''قدر زر زرگر بداند یا بداند جوہری'' کے مصداق حضرت رائے پوری قدس سرہ نے پہلی ملاقات میں ہی بھانپ لیا تھا کہ یہ نوجوان غیر معمولی صفات و کمالات کا حامل ہے، اس لئے حضرت شاہ صاحبؒ نے جب اپنا نام انور حسین بتلایا تو فرمایا انور نہیں آپ ''نفیس'' ہیں، بس اس دن سے آپ کا لقب ''نفیس'' قرار پایا، یہ ایک خدا رسیدہ اور قطب وقت کی زبان سے نکلا ہوا بول تھا جسے من جانب اللہ ایسی شہرت و قبولیت نصیب ہوئی کہ اب دنیا حضرت سید انور حسین شاہ الحسینیؒ کو نہیں، حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کو جانتی ہے۔

ہمارے خیال میں بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ حضرت نفیس شاہ صاحب کا نام انور حسین تھا، یہی وجہ ہے کہ جب آپ کے تعارف میں سید انور حسین شاہ صاحب کہا جائے تو مخاطب کو پوچھنا پڑتا ہے کہ کون انور حسین شاہ؟ لیکن اگر سید نفیس شاہ کہا جائے تو فوراً دل و دماغ میں حضرت شاہ صاحبؒ کی شخصیت کا سراپا آجاتا ہے۔

ایک طرف اگر حضرت رائے پوری کی جانب سے اس نظر التفات اور محبت کا مظاہرہ ہوا تو دوسری طرف حضرت شاہ صاحب بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس بارگاہ کے اسیر ہوگئے۔

چنانچہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اس عہد کو ایسا نبھایا کہ زندگی بھر جب تک حضرت رائے پوری حیات رہے، جب بھی موقع ملتا حضرت شاہ صاحب عازم رائے پور نظر آتے۔

حضرت شاہ صاحب کا اپنے شیخ سے رواجی تعلق نہ تھا، بلکہ آپ اپنے شیخ کے عاشق زار اور محب صادق تھے، چنانچہ مہینوں آپ خانقاہ رائے پور میں قیام فرماتے تھے۔

اسی محبت و تعلق خاطر، اطاعت، فرمانبرداری اور اپنے شیخ کی تلقین فرمودہ تعلیمات پر مرمٹنے کی برکت تھی کہ بہت جلد آپ کو سلوک و احسان میں

اجازت وخلافت کے اعزاز سے سرفراز فرمادیا گیا۔

حضرت شاہ صاحب کو جن لوگوں نے جوانی اور آخر عمر میں دیکھا ہو، ان کو اندازہ ہوگا کہ اب حضرت شاہ صاحب رنگ روپ، چال ڈھال اور عادات واطوار میں حضرت رائے پوریؒ کی تصویر نظر آتے تھے۔

دراصل حضرت شاہ صاحب اپنے شیخ، قدوۃ السالکین قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی تصویر کا عکس، ان کے اخلاق و عادات اور اسوہ کا نمونہ اور ان کی سی جامعیت سے سرفراز تھے۔ اور جس طرح دوسرے اکابر دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات، اعمال وافعال، خصائل وشمائل سیرت وکردار، زہد واستغنیٰ، توکل وتحمل، تقویٰ وطہارت، جرأت و ہمت، شجاعت وبہادری، خداخوفی وبے باکی کے آئینہ دار تھے، اسی طرح حضرت رائے پوریؒ بھی اپنے اکابرو اسلاف کی صفات وکمالات کا عکس و پرتو تھے، اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو سربلند اور کفر وشرک کو سرنگوں کیا۔ حاضر و غائب کو اسلام کی دعوت دی، قلم وقرطاس کی مدد سے سلاطین وملوک کو خطوط لکھے، ان کو ایمان واسلام کی دعوت دی، مسلمانوں کے معاشی، معاشرتی انفرادی، اجتماعی اور خاندانی مسائل حل کئے، ان کو عدل وانصاف آشنا کیا، ان کے مسائل ومشکلات کو حل کیا، امور مملکت کو حسن وخوبی سے انجام دیا، بڑوں چھوٹوں، بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں، آزادوں، غلاموں، شوہروں، بیویوں، مسلمانوں، کافروں، حاکموں، محکوموں، افسروں، ماتحتوں کے حقوق وفرائض کی تعلیم دی، جہاد و قتال اور دعوت وتبلیغ کی حدود وقیود بتلائیں، اس کا انداز وسلیقہ سکھلایا، مبلغین ومجاہدین کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا۔ جہاد وقتال کا نظم سکھلایا، مسلم افواج کو سپاہ گری کے اصول وآداب سے آشنا کیا، اور ہر ایک کے دکھ، درد اور تکلیف کو اپنا دکھ، درد اور تکلیف سمجھا، ایثار و قربانی سکھلائی اور خود اس پر عمل کرکے دکھلایا، ٹھیک اسی طرح اکابر دیوبند نے بھی اپنے اپنے وقت میں ان اوصاف وکمالات کا درس دیا اور اس کا عملی مظاہرہ فرمایا، اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت امام، خطیب، داعی، مبلغ، مصلح، مجاہد، راعی، حکمران تھے اور اپنے ماننے والوں کی استعداد وصلاحیت کے مطابق ہر ایک سے جدا جدا معاملہ فرمایا، ان کی ضروریات کا تکفل فرمایا، ان کی مشکلات، مسائل کو حل فرمایا، ان کو بہیمیت و درندگی کی دلدل سے نکال کر ملکوتی صفات سے سرفراز فرمایا بلکہ رشک ملائک بنایا، ان کو ایثار و قربانی کا درس دیا اور انسانیت کو غیر اللہ کی عبادت و اطاعت سے نکال کر ایک اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ وابستہ کیا، ٹھیک اسی طرح ہمارے اکابر علمائے دیوبند اور ان کے منتسبین نے اس اسوہ نبوی کو اپنی زندگی کا مشن اور اوڑھنا بچھونا بنایا، اس سلسلہ میں ان پر مشکلات، مصائب، آزمائشوں اور تکالیف کے پہاڑ بھی توڑے گئے، انہیں قید وبند کی صعوبتوں سے بھی دوچار کیا گیا، مگر ان کے پائے استقامت میں ذرہ بھر لغزش نہیں آئی اور نہ ہی ان کے قدم ڈگمگائے، بلکہ ان کا ہر قدم منزل کی طرف بڑھتا رہا۔

> آپؒ تقریباً نصف صدی تک اپنے ہنر وفن کی جولانیاں دکھاتے رہے، آپ نے اردو، عربی اور فارسی میں جو فن پارے چھوڑے ہیں ان کو یکجا کیا جائے تو ایک بے مثال مرقع تیار ہوسکتا ہے۔

بعینہ اسی طرح حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور ان کے جانشین حضرت اقدس سید نفیس الحسینی قدس سرہ نے اپنے اکابر کے مشن کو زندگی بھر گلے لگائے رکھا اور دنیا بھر کی کوئی قوت وطاقت اور حکومت واقتدار ان کو اپنے مشن سے نہ ہٹا سکی، اور کسی قسم کی مشکلات ومصائب ان کی راہ نہ روک سکی۔

چنانچہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت تلاوت وتعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ و تصفیہ فرماتے تھے ٹھیک اسی طرح حضرت شاہ صاحبؒ بھی ان ہمہ جہت خدمات پر گویا مامور تھے، چنانچہ آپ بھی بیک وقت معلم، مزکی، مصلح، مجاہد، داعی، مبلغ اور امت مسلمہ کے دکھ درد اور مصائب ومشکلات پر کڑھتے، جلتے، تڑپتے، اور بلکتے تھے، خود تکلیفیں اٹھاتے مگر مسلمانوں کو راحت وآرام پہنچاتے تھے اور کیوں نہ ہوتا کہ یہ میراث نبوت تھی، اور آپؒ میراث نبویؐ کے محافظ ونگران تھے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔" (آل عمران)

ترجمہ: "اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں کا، پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ان کو کتاب اور کام کی بات۔"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں شامل تھا کہ آپ امت مسلمہ کو قرآن کریم کو صحیح طریقے کے مطابق پڑھنا سکھائیں اس کا معنی و مفہوم بتلائیں، اپنے ارشادات عالیہ سے اس کی تفسیر وتشریح کرکے بتلائیں اور ان کا تزکیہ کرکے ان میں اخلاق فاضلہ پیدا کریں۔

ظاہر ہے کہ اللہ کے نبی میں جو جامعیت ہوتی ہے اس کا کسی شخص یا جماعت میں موجود ہونا ممکن نہیں تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے ان امور کو افراد امت پر تقسیم کردیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے اور انفرادی طور پر جن امور کو انجام دیتے تھے ان میں سے ایک ایک شعبہ کو امت کی مختلف جماعتوں پر تقسیم کردیا گیا۔

چنانچہ قرآن کریم کی تلاوت، اس کا صحیح تلفظ، مخارج کی تصحیح اور اختلاف قرأت وغیرہ کو قرأ کرام کے حوالے فرمادیا، جو بحمد للہ صدر اول سے آج تک بحسن وخوبی اس کو انجام دے رہے ہیں اور قرآنی مدارس ومکاتب اسی خدمت پر مامور ہیں۔

دوسرے نمبر پر قرآن کریم کا معنی، مفہوم تشریح وتفسیر کا مرحلہ ارباب مدارس اور اصحاب تحقیق کے حوالہ کردیا، جنہوں نے اس کے مجمل، مفصل، محکم، متشابہ، ناسخ، منسوخ، محرم، مبیح وغیرہ سے بحث کی اور حضرات ائمہ اجتہاد نے اس سے فقہ، اصول فقہ اور مفسرین نے تفسیر واصول تفسیر کے اصول وضع کئے اور اس علم کو مدون کرکے امت کے لئے قرآن اور علوم قرآن سے اخذ واستفادہ کو آسان بنادیا۔ دینی مدارس اور جامعات سے متعلق حضرات کو اس خدمت کا اعزاز بخشا۔

تیسرے نمبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ اور ان کی چھان پھٹک، مرفوع، موقوف، صحیح، ضعیف، رواۃ حدیث اور رجال کے معاملے کو محدثین کے حوالہ کردیا اور ان خوش بختوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شعبہ کی تعلیم وتلقین اور وضاحت وتشریح، کتب حدیث کی ترتیب اور احادیث کے رواۃ کی چھان پھٹک کے عظیم کام کو حضرات محدثین اور ائمہ رجال کے حوالہ کیا، چنانچہ حضرات محدثین کو اس خدمت پر مامور فرمادیا گیا۔

چوتھے نمبر پر انسانیت کی سیرت وکردار کی اصلاح وتعمیر اور تزکیہ وتخلیہ کا مرحلہ تھا کہ انسانیت کو بہیمیت وحیوانیت کے جذبات سے پاک صاف کرکے ان میں ملکوتی صفات پیدا کی جائیں اور انسانیت کو رشک ملائک بنایا جائے، اسی کو تزکیہ نفس کہا جاتا ہے اور اسی کو حدیث شریف میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ومعیت میں اس کے لئے کسی مستقل نظام کی ضرورت نہ تھی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے یہ سب کچھ آپ سے آپ ہورہا تھا، اور ارشاد الٰہی: ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ....“ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار میں نمونہ ہے“ میں آپ کی حیات، آپ کا اسوہ حسنہ براہ راست اس کی راہ نمائی کررہا تھا تو اس کے لئے کسی مستقل نظام اور شعبہ کی ضرورت نہ تھی، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور اس شعبہ کی خدمت کسی کے سپرد کرنا تھی، تو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے ایک جماعت کو اس خدمت پر مامور فرمادیا، چنانچہ ارباب سلوک واحسان کو اس خدمت پر مامور فرمادیا گیا۔

یوں آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی امت کے مختلف افراد انجام دے رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگائے گئے تمام امور چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود ٹھیک اسی طرح تروتازہ موجود ہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ دور میں تھے۔

ان میں سے ہر ایک شعبہ اپنی جگہ اہم اور ہر شعبہ سے متعلق افراد لائق قدر ہیں لیکن بہرحال جس طرح ہر میدان میں کچھ کام اور کام کرنے والے اہم اور کچھ اہم ترین ہوتے ہیں اسی طرح ان شعبوں میں بھی کچھ اہم ہیں تو کچھ اہم ترین، کچھ اسباب ہیں تو کچھ نتائج وثمرات، کچھ جسم کی حیثیت رکھتے ہیں تو کچھ روح کی۔

ان میں سے کس کا کیا مقام اور حیثیت ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ سے سنئے، حضرت فرماتے ہیں:

”انبیاء علیہم السلام جن چیزوں کی اہمیت اور خصوصیت سے دعوت دیتے ہیں وہ بنیادی طور پر تین ہی چیزیں ہیں:

ایک مبدأ ومعاد وغیرہ سے متعلق عقائد کی تصحیح، اس شعبہ کو علماء عقائد واصول نے سنبھال لیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو مشکور فرمائے اور جزائے خیر دے۔

دوسرے عبادات ومعاملات اور معاشرت وغیرہ انسانی اعمال کی صحیح صورتوں کی تعلیم اور حلال وحرام کا بیان، اس شعبہ کی کفالت فقہائے امت نے اپنے ذمہ لی ہے اور اس میں انہوں نے امت کی پوری رہنمائی اور رہبری کی ہے۔

تیسرے اخلاص واحسان.... یعنی ہر عمل خالص لوجہ اللہ اور اس دھیان کے ساتھ کرنا کہ میرا مالک مجھے اور میرے عمل کو دیکھ رہا ہے.... اور یہ تیسری چیز دین وشریعت کے مقاصد میں سب سے زیادہ دقیق اور عمیق ہے اور پورے نظام دینی میں اس کی حیثیت وہ ہے جو جسم میں روح کی اور الفاظ کے مقابلہ میں معنی کی اور اس شعبہ کی ذمہ داری صوفیائے کرام نے لے لی ہے، وہ خود راہ یاب ہیں اور دوسروں کی رہنمائی کرتے ہیں، خود سیراب ہیں اور دوسروں کو سیراب کرتے ہیں، وہ بڑے باقصیب اور انتہائی سعادت مند ہیں۔“

(تفہیمات الٰہیہ ص:۱۴، ۱۳)

اس کی مزید تسہیل و تشریح کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی لکھنوقدس سرہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں کو دینی فہم اور کتاب وسنت کے علم کا کوئی حصہ عطا فرمایا ہے، وہ یقیناً محسوس کریں گے کہ چند سطروں کی اس مختصر سی عبارت میں حضرت شاہ صاحبؒ نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور ان کے لائے ہوئے نظام دینی کا نہایت جامع خلاصہ پیش کر دیا ہے اور آخر میں تصوف اور صوفیاء کرام کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے، اس سے تصوف کی حقیقت وغایت اور صوفیاء کرام کا کام ومقام پوری طرح سامنے آجاتا ہے، واقعہ یہی ہے کہ تصوف...... جیسا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا ہے...... دین و شریعت کی روح اور اس کا جوہر ہے اور صوفیائے کرام ہی اس دولت کے حامل و امین ہیں اور جس طرح جسم کبھی روح سے بے نیاز نہیں رہ سکتا، اسی طرح امت مسلمہ اپنے دینی وجود میں کبھی تصوف اور صوفیائے ربانی سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔

امت کو جس طرح ہر دور میں ان علماء اور فقہاء کی ضرورت ہے جو فاسد عقائد اور گمراہانہ خیالات سے امت کی حفاظت کرتے ہوئے عقائد حقہ کی تعلیم دیتے رہیں اور زندگی کے مختلف شعبوں عبادات معاملات، معاشرت وغیرہ کے متعلق اللہ و رسول کے احکام امت کو بتاتے اور حلال و حرام کے بارے میں ان کی رہنمائی کرتے رہیں، اسی طرح امت کی یہ بھی ایک دوامی ضرورت ہے کہ اس میں ایسے اصحاب ارشاد وربانیین پیدا ہوتے رہیں جن کی فکر و توجہ کا خاص نشانہ اور موضوع قلوب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ ربط و تعلق ہو جس کو کتاب وسنت کی زبان میں اخلاص و احسان کہا جاتا ہے......

اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا جو تکوینی انتظام فرمایا ہے، اس میں کتاب و سنت کی علمی و کتابی حفاظت کے ساتھ امت میں ایسے علماء، فقہاء اور صوفیائے ربانیین کا مسلسل وجود بھی شامل ہے اور امت کی گزشتہ ساڑھے تیرہ سو سال کی دینی تاریخ کی شکل میں وہ ہمارے سامنے موجود بھی ہے اور یہ محفوظ تاریخ بھی اس خداوندی انتظام کے سلسلہ کی ایک مستقل کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور اس کی صفت رحمت و ربوبیت نے جب ہمارے اس دور میں بھی.... جو بلاشبہ الحاد و مادیت اور خدافراموشی کا دور ہے.... دین کو زندہ و محفوظ رکھنے کا فیصلہ فرمایا تو اس کے حامل و محافظ بھی پیدا فرمائے۔ آج کے بحر ظلمات میں علماء حق اور صوفیاء ربانیین کا وجود...... خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کم ہو...... اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت کے اسی فیصلہ کا نتیجہ ہے اور یقین ہے

پیام آہی گیا

اللہ اللہ! جانِ جاناں کا پیام آہی گیا
لطف کا پروانہ اک دن میرے نام آہی گیا
جذبۂ بے اختیار شوق کام آہی گیا
اک فقیر بے نوا تک دور جام آہی گیا
عاجز و درماندہ، سرتا پا شکستہ، ہائے ہائے!
رفتہ رفتہ تا در بیت الحرام آہی گیا
آب حیواں کی تمنا تھی، سو پوری ہوگئی
چشمۂ زمزم پہ آخر تشنہ کام آہی گیا
اپنے ارماں پورے کرلے، خوب جی بھر کر یہاں
اے دل بیتاب! لے تیرا مقام آہی گیا
میری جاں جس پر فدا، کون و مکاں جس پر نثار
سامنے وہ روضۂ خیرالانامؐ آہی گیا
ان کی یہ ذرہ نوازی، ان کا یہ جود و کرم
بارگاہِ قدس میں بہرِ سلام آہی گیا
حاضری اب ہورہی ہے سال کے بعد اے نفیس
صبح کا بھولا ہوا گھر اپنے شام آہی گیا

کہ اللہ تعالیٰ جب تک دین کو اس دنیا میں زندہ باقی رکھنا چاہے گا اس کے خاص حاملین محافظین بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔“

(سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ ص:۱۲،۱۳)

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی جامعیت اور ہمہ گیری کسی میں ہونا ناممکن ہے، تاہم کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص میں پورے جہاں کے کمالات کو جمع فرمادے۔

کچھ اسی طرح کا معاملہ ہمارے ممدوح اور مخدوم حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کے ساتھ ہے کہ ان کو بھی اپنے جد امجد اور مورث اعلیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں سے وافر حصہ دیا گیا، چنانچہ آپ نہ صرف اعلیٰ درجے کے خطاط، خوش نویس، عمدہ مضمون نگار، پائے کے مصنف، محقق، تاریخ دان، مذاہب و ادیان کے عالم، قدیم و جدید کے فاضل، کامیاب مصلح و شیخ اور سلوک و احسان کے شناور تھے بلکہ آپ جہاں ایک طرف اعلیٰ درجے کے خطاط و خوش نویس بلکہ سلطان القلم تھے وہاں دوسری طرف آپ بہترین نقاد، بلند پایہ مورخ، محقق، مضمون نگار، مصنف، قادر الکلام شاعر، ثناء خوان نبوت، مذاہب و ادیان کے ماہر، قدیم و جدید کے حسین امتزاج، اصلاح و ارشاد کے قطب الاقطاب، جہاد و مجاہدین کے سرپرست، باطل و باطل پرستوں کے خلاف سیف بے نیام، تمام دینی، مذہبی اور جہادی تحریکوں کے سرپرست اور روح رواں تھے۔

کوئی شخص باور نہیں کرسکتا کہ ایک فقیر منش انسان جس کے رنگ ڈھنگ اور بود و باش میں کوئی کروفر نہیں، جس کے لباس و پوشاک اور رہن سہن میں کوئی انفرادیت نہیں اور جس کی زبان و بیان میں کوئی طنطنہ نہیں، اس کی نظر پورے عالم کے مسلمانوں اور ان کے مسائل پر ہے، وہ افغانستان کے مسلمانوں کی حالت زار پر نہ صرف روتا اور کڑھتا ہے، بلکہ ان کی ہمنوائی کے لئے ان بوڑھی ہڈیوں اور نحیف و نزار جسم کے ساتھ افغان مجاہدین کی سرپرستی کے لئے بنفس نفیس افغانستان کا سفر کرتا ہے، اور وہاں سپر طاقت سے نبرد آزما نہتے جانبازوں کی سرپرستی کرتا ہے، شمالی علاقہ جات کی دور دراز وادیوں کے بھولے بھٹکے مسلمانوں کی راہ نمائی کے لئے اسکردو اور چپلو کا سفر کرتا ہے اور وہاں کی نئی نسل کو دین و ایمان اور قرآن وسنت سے آشنا کرنے کے لئے اقرأ روضۃ الاطفال کی شاخوں کا اجرا کرتا ہے۔

اپنے اکابر و اسلاف کی کاوشوں کے مدفون خزانوں کو بروئے کار لانے کے لئے برطانیہ کا سفر کرکے انڈیا آفس لائبریری سے حضرت خواجہ محمد الحسینی گیسو درازؒ کی تفسیر الملتقط کا فوٹو حاصل کرتا ہے، اس کو مرتب کرتا ہے، اس کو منصۂ شہود پر لاتا ہے، پاکستان بھر کی دینی، مذہبی اور اصلاحی جماعتوں اور تحریکوں کی سرپرستی کرتا ہے، اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اقرأ روضۃ الاطفال کی سرپرستی کرتا ہے، یزیدیت و خارجیت کے اٹھائے ہوئے پروپیگنڈا کا مؤثر جواب دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخی کے منکرین پر ضرب کاری لگاتا ہے۔ حضرات سادات اور اہل بیت نبوی کا دفاع کرتا ہے اور ان کے مناقب وفضائل پر کتب کو منظر عام پر لاتا ہے، حضرات صحابہ کرامؓ کی عظمت کے جھنڈے گاڑتا ہے اور سلوک و احسان کے احیاء کے لئے جگہ جگہ خانقاہیں جاری کرتا ہے اور روزانہ ہزاروں خدا بیزاروں اور ملحدین کے پروپیگنڈے سے متاثر افراد کی راہ نمائی کرتا ہے، احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتا ہے، علماء، صلحاء اور عوام کی راہ نمائی کرتا ہے، ان کو اسلاف و اکابر سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا درس دیتا ہے اور شعر ونعت کے مجموعے ”برگ گل“ اور ”نفائس الحسینی“ مرتب کرتا ہے، بایں ہمہ کسی سے الجھتا ہے اور نہ ہی کسی کے کام کی توہین وتنقیص کرتا ہے، بلکہ اپنے آپ کو سب کا خادم وخوشہ چیں جانتا ہے۔

بلاشبہ یہ سب کچھ ان کی جامعیت اور کمال کی دلیل اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کا مظہر ہے اور اسوۂ نبویؐ کے رنگ میں رنگے جانے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کے فیوض و برکات سے امت کو مستفید ہونے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب اس دور کے قطب تھے، کیونکہ ایسی جامعیت قطب کے سوا کسی کے بس کی بات نہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی قطبیت کا اعلان تو اس سے پہلے حکیم العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بھی فرما گئے ہیں، اس لئے کہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے فرمایا تھا کہ ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ہمیشہ سے یہ اعزاز رہا ہے کہ اس کا امیر اور نائب امیر وقت کا قطب ہوتا ہے۔ ظاہر ہے حضرت شاہ صاحبؒ بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر تھے تو قطب کیونکر نہ ہوں گے؟

اے اللہ حضرت شاہ صاحبؒ کے درجات بلند فرما اور ان کو جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرما اور ہمیں ان کے جانے کے بعد ان کے اجر سے محروم نہ فرما اور ان کے بعد کسی آزمائش میں مبتلا نہ فرما اور ان کی جاری کردہ حسنات کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے سرفراز فرما اور ان کے اخلاف و پسماندگان کو ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ

لالۂ صحرائی

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کی شہادت پر حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ نے ”لالۂ صحرائی“ کے عنوان سے اپنی محبت و عقیدت کے پھول نچھاور فرمائے، جنھیں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

میرے عزیز دوستوں کا تقاضا ہے کہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے بارے میں کچھ لکھوں، میں کیا عرض کروں؟ میری حیثیت ہی کیا ہے؟ کیسے ان کی خوبیاں بیان کروں؟ کون کون سے محاسن کا اظہار کروں؟

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

مولانا شہیدؒ لالۂ صحرائی تھے۔ متوسط خاندان میں آنکھ کھولی، معمولی سے ایک گاؤں میں پروان چڑھے، کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ کمزور و ناتواں بچہ ایک دن فخر دین وملت بنے گا۔

اس بچے کو قدرت نے دینی مدرسے کی راہ دکھائی، شفیق اساتذہ سے تعلیم پائی، چھوٹے مدرسوں کے بعد پاکستان کے مایہ ناز جامعات جامعہ قاسم العلوم فقیروالی اور جامعہ خیر المدارس ملتان سے درسِ نظامی کی متاعِ بیش بہا حاصل کی۔ مولانا شہیدؒ کو اپنے اساتذہ سے بے پناہ محبت تھی۔

پہلے پہل جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ترجمان ماہنامہ ”الرشید“ میں ان کی تحریریں نظر سے گزریں، کچھ عرصہ بعد محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی نظر اس جوہر قابل پر پڑی، ماہنامہ بینات کی ترتیب پر انہیں فائز کردیا، مولانا شہیدؒ کے قلم کی جولانیاں اہل علم و فضل کو مسحور کرتی رہیں۔

وہ نہایت پاکیزہ ذوق کے مالک تھے، بہترین مضامین لکھے، بعض عمدہ عربی کتب کے ترجمے بھی کیے جو قسط وار شائع ہوتے رہے۔

حضرت بنوریؒ نے مولانا شہیدؒ کی خدمات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سپرد کردیں۔ مولاناؒ نے لٹریچر کے انبار لگادیے، دلائل و براہین سے قادیانیوں کے دانت کھٹے کردیے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی رحلت کے بعد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم نے آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر کے منصب پر فائز فرماکر ترجمان ختم نبوت کی حیثیت سے دنیا میں متعارف کرایا، آپ نے داعی و ترجمان ختم نبوت کے منصب کا حق ادا کردیا۔

برمنگھم (برطانیہ) کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں ہر سال تشریف لے جاتے، مولانا مفتی محمد جمیل خان اور دیگر احباب ان کے جلو میں ہوتے، شہر بہ شہر مساجد میں ہلکی پھلکی ایمان افروز تقریروں سے اجتماعات کو فیضیاب کرتے رہے۔ راقم السطور کو بھی دو مرتبہ ان کی رفاقت کی سعادت حاصل ہوئی۔

مولانا شہیدؒ نے روزنامہ جنگ کے ذریعے بھی بہترین دینی خدمات انجام دیں ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ مولانا کا مستقل کالم تھا، جو بے حد مقبول ہوا، اب یہ سلسلہ کئی جلدوں میں طبع ہوچکا ہے۔

مولانا شہیدؒ حمیت دینی سے سرشار تھے، باطل فرقوں کے خلاف ان کا قلم نیزہ بن جاتا تھا، اکابر علماء دیوبند پر اگر کسی نے کیچڑ اچھالا تو مولانا کا قلم حرکت میں آجاتا تھا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے آپ کو بڑی ہی عقیدت و محبت تھی، ایک روزنامہ میں نہایت نامناسب مضمون آپ کے خلاف لکھا گیا، مولانا شہیدؒ نے ماہنامہ ”بینات“ میں نہایت مدلل مقالہ لکھا اور دفاع کا حق ادا کردیا۔

حضرت مولانا کی ایک کتاب ”اختلاف امت اور صراط مستقیم“ بے راہ فرقوں کو راہ راست پر لانے کی بہترین کوشش ہے۔ قادیانی فرقے کے خلاف ان کی ہر تصنیف ضرب کاری کا حکم رکھتی ہے۔

۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں مولانا شہیدؒ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ماہنامہ ”بینات“ کی اشاعت خاص بنوری نمبر کے سلسلہ میں راقم السطور کا قیام جامعہ علوم اسلامیہ میں ہوا، دو ماہ مکمل ان کے ساتھ رفاقت رہی، مولانا لدھیانوی شہیدؒ کی ہر ہر ادا دلآویز تھی۔

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

مولانا بحر العلوم تھے، کثیر المطالعہ اور سریع القلم تھے، مسودہ نستعلیق لکھتے، کاٹ چھانٹ نہ کرتے۔ شہد کی مکھی کی طرح اپنے کام میں مشغول رہتے تھے، ان کی تحریروں سے ایک ایسا چھتہ تیار ہوا ہے جو اپنے اندر ”فیہ شفاء للناس“ کی خاصیت رکھتا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سلوک و تصوف کا بھی گہرا ذوق رکھتے تھے۔ مشائخ وقت میں حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ سے انہیں سلاسل تصوف کی اجازت حاصل تھی۔

اللہ تعالیٰ نے شہادت کی نعمت عظمیٰ سے انہیں مالا مال کیا۔ بفضلہ تعالیٰ یہ اعزاز ہے ان خدمات کا جو انہوں نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں انجام دیں۔

اللہ تعالیٰ روز محشر انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرمائے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

صاحبزادہ مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

سیّد نفیس شاہؒ کا حضرت بنوریؒ سے تعلق

حضرت اقدس سیّد انور حسین نفیس شاہ الحسینی قدس سرہ بلاشبہ اس دور کے قطب الارشاد تھے اور شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز اور ان کی فکر و فلسفہ کے داعی و مناد تھے۔ ہم نے اب تک جو پڑھا، سنا اور دیکھا اکابر علمائے دیوبند اور ان کے متعلقین و منتسبین بلاشبہ ہمہ جہت ہوتے ہیں۔ ان کا دائرہ عمل اور فکر و سوچ محدود نہیں ہوتی، وہ کسی ایک جہت سے نہیں سوچتے بلکہ ان کی فکر و نظر عالمی ہوتی ہے، وہ جس شعبہ سے بھی تعلق رکھتے ہوں، ان کی نگاہ ہر ایک پر ہوتی ہے، اور ہر ایک کی راہ نمائی، سرپرستی کرتے ہیں، وہ ''انا ولا غیری'' کا ناقوس نہیں بجاتے بلکہ ایک ایک کارکن اور ہر چھوٹے بڑے آدمی کی ترجیحات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں، چنانچہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اگرچہ غیر سیاسی اور خالص خانقاہی آدمی تھے، مگر بایں ہمہ ان کے دور میں ہر تحریک خواہ سیاسی ہو یا مذہبی، ملکی ہو یا ملی، دینی ہو یا فکری، ایک ایک پر ان کی نظر شفقت تھی، اور ہر ایک کی حسب استطاعت مدد و معاونت فرماتے تھے، اور ہر ایک کا ممکنہ تعاون فرماتے تھے، چنانچہ اس دور کی تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت، تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک احرار اور تحریک تحفظ ناموس صحابہؓ کو ان کی سرپرستی حاصل تھی۔

موجودہ دور میں حضرت اقدس سیّد نفیس شاہ الحسینی قدس سرہ بھی اپنے شیخ کے طرز پر ہر تحریک کے سرپرست تھے اور ہر تحریک اور ہر دینی جماعت کے افراد، کارکن اور راہ نما ان کو اپنا سرپرست و مربی سمجھتے تھے۔

صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان بھر کے علماء، بلکہ دنیا جہاں میں کہیں بھی کوئی اللہ کا بندہ دین کا کام کر رہا ہوتا تو آپ ان کے لئے دعائیں کرتے اور نیک جذبات رکھتے تھے۔

حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کو ہر اس آدمی اور شخصیت سے محبت و اخلاص کا تعلق تھا جو کسی بھی انداز سے دین شریعت اور مذہب و ملت کی حفاظت و صیانت کا کام کرتا تھا۔

تیرے شہکار ترستے ہیں تری صورت کو
تیرے ہاتھوں کے تراشیدہ صنم روتے ہیں

دیکھ کیا حال ہوا ہے ترے دیوانوں کا
روتے ہیں اور بصد رنج و الم روتے ہیں

اصل میں حضرت شاہ صاحبؒ خالص علمی اور تحقیقی آدمی تھے، تاریخ ان کا خصوصی موضوع تھا اور ایسے حضرات جو کسی بھی انداز سے علم و تحقیق اور دین و مذہب کی حفاظت و صیانت کا کام کرتے تھے، وہ ان کی دل و جان سے قدر اور مدد کرتے تھے۔

بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے کاز سے منسلک حضرات تو گویا ان کی جان تھے اور وہ اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی طرح ان کو عزیز رکھتے تھے۔

اسی مناسبت سے حضرت شاہ صاحب کو ہمارے والد ماجدؒ اور ان کے ادارہ سے خصوصی قلبی لگاؤ تھا، چنانچہ جب میرے والد ماجد قدس سرہ کا سانحہ ارتحال پیش آیا اور ماہنامہ بینات کی اشاعت حضرت بنوری نمبر کی ترتیب و تزئین اور کتابت کا مرحلہ پیش آیا تو ہمارے مخدوم اور میرے والد ماجدؒ کے ہم نام و ہم کام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس کی تیاری کے لئے آپؒ سے درخواست کی تو حضرت شاہ صاحبؒ جیسا صاحب فن اور مصروف شخص اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جامعہ علوم اسلامیہ آ گیا اور جب تک بینات نمبر مرتب نہیں ہو گیا، آپ اپنے تمام تلامذہ اور شاگردوں سمیت جامعہ علوم اسلامیہ میں قیام پذیر رہے اور رات دن کی محنت شاقہ کے بعد بینات بنوری نمبر کو شایان شان مرتب کیا، اس کے مضامین کی کتابت کرائی، اس کے عنوانات لکھے، اس کی سرخیاں بنائیں، اس کا ٹائٹل لکھا، غرض ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت سیّد نفیس شاہ صاحبؒ کے نزدیک حضرت بنوریؒ پر مرتب ہونے والا بینات کا خصوصی نمبر سب کاموں سے زیادہ اہم تھا۔ جب ہی تو آپ نے اپنی خانقاہ، اپنی نشست گاہ، اپنا گھربار، بیوی بچے چھوڑ چھاڑ کر دو ماہ سے زیادہ عرصہ تک جامعہ علوم اسلامیہ کے مہمان خانہ میں قیام فرما کر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، چنانچہ مدیر بینات حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید قدس سرہ حضرت کی اس محبت و عقیدت اور ایثار و قربانی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جن مخلصین نے اس سلسلہ میں قلمے، سخنے، دامے، درمے معاونت فرمائی ادارہ ان کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہے،

بالخصوص حضرت المخدوم سید انور حسین نفیس الحسینی ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ موصوف نے اپنے عزیز شاگردوں سمیت دو ماہ سے زیادہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں قیام فرمایا اور اس اشاعت خاص کی ترتیب و کتابت اور طباعت میں ہماری سرپرستی و نگرانی فرمائی، حق تعالیٰ شانہ حضرت موصوف کو ان کی اس عنایت و شفقت کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔''

(بینات خصوصی نمبر ص:۸۱۷)

صرف اسی پر بس نہیں فرمایا بلکہ آپ نے حضرت والد صاحب قدس سرہ کے سلوک و احسان اور بیعت و اجازت پر ایک خالص تحقیقی مضمون بھی قلم بند فرمایا، جو اسی اشاعت خاص میں اشاعت پذیر ہوا۔

اس کے علاوہ حضرت شاہ صاحبؒ نے کئی بار جامعہ علوم اسلامیہ کو اپنے قدوم سے سرفراز فرمایا اور ۲۰۰۱ء میں تو حضرتؒ کا ایک ہفتہ سے زیادہ جامعہ میں قیام رہا اور ان کی عطر بیز گفتگو اور خوشبو بکھیرتیں محافل آج بھی دل و دماغ کو معطر کرتی نظر آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحبؒ کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے اور ان کی جاری کردہ حسنات کو قیامت تک روز افزوں ترقیات سے مالا مال فرمائے۔

بلاشبہ حضرت شاہ صاحبؒ کی رحلت کا سانحہ ہمارے لئے اور خصوصاً حلقۂ دیوبند کے متعلقین و متوسلین کے لئے عظیم سانحہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور ان کے پسماندگان و متوسلین کو اس سانحہ کو سہارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

حاصل تمنائی

آہ! سیدنفیس الحسینیؒ

معتبر فی الطریق، اعتبارِ سلف
فخرِ اہلِ زماں، افتخارِ سلف
اُن کو کیوں کر بھلا، بھول پائے کوئی
آہ! رخصت ہوئے یادگارِ سلف

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
رینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جی'' برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

مولانا محمد عابد، لاہور

مختصر سوانحی خاکہ

حضرت سید نفیس شاہ صاحب

حدیث شریف میں آتا ہے:

"عش ماشئت فانک میت
واحبب من شئت فانک مفارقہ"

ترجمہ: ....."جتنا چاہو جی لو مگر تمہیں
بہر حال مرنا ہے اور جس سے چاہو جی لگا لو
مگر تمہیں اس سے جدا ہونا ہی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالی کے مطابق اس دنیائے فانی میں چل چلاؤ کا سلسلہ شروع ہے، جو شخص یہاں آ رہا ہے وہ جانے ہی کے لئے آ رہا ہے روزانہ سینکڑوں، ہزاروں لوگ اس دنیا میں آ رہے ہیں اور جا رہے ہیں، لیکن کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا جانا معمولی نہیں ہوتا، انہی شخصیات میں سے ایک شخصیت ۲۶/ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ ۵/ فروری ۲۰۰۸ء بروز منگل صبح پانچ بجکر پچیس منٹ پر دار فانی سے دار بقا کو رحلت فرما گئی۔ میری مراد علم وعرفان کے بحر بیکراں، مجسمۂ زہد وایثار، پیکر تقدس وتقویٰ، کوہ استقامت، نابغۂ روزگار، سلف صالحین کی چلتی پھرتی یادگار، حامی توحید وسنت، ماحیٔ شرک وبدعت، منبع فضائل وکمالات، مرجع خلائق، صبر ورضا اور توکل کی جیتی جاگتی تصویر، معرفت وعرفان کا دریا، جود وسخا کا چشمۂ صافی، مجاہد وزاہد، عارف کامل، عاشق صادق، حضرت سیّد انور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مشہور مقولہ ہے:

"عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ"

ترجمہ: "صالحین کے تذکرہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔"

ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کے لئے یادگار سلف صالحین حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ مختصر تذکرہ نذر قارئین کرتے ہیں۔

داستان عہد گل را از نظیری می شنو
عندلیب آشفتہ تر می گوید این افسانہ را

خاندان

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق سادات سے ہے، آپ نجیب الطرفین سیّد تھے، ہندوستان میں سادات کی ایک شاخ میں حضرت خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد الحسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ جیسے نامور چشتی بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نسب پندرہ واسطوں سے حضرت خواجہ گیسو دراز تک پہنچتا ہے۔ حضرت خواجہ گیسو دراز کا آبائی وطن خراسان اور مسلک حنفی اور مشرب چشتی تھا، حضرت خواجہ گیسو دراز کی بارھویں پشت کے جد امجد حضرت ابو الحسن زید الجندیؒ پہلے بزرگ ہیں جو برصغیر پاک وہند میں وارد ہوئے، آپ ایک لشکر کے ساتھ علم جہاد بلند کئے ہوئے فتح دہلی کے لئے تشریف لائے اور ایک معرکۂ عظیم میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے، یہ ترکوں (غوریوں) کی فتح دہلی سے پہلے کا واقعہ ہے اور غالباً چوتھی صدی ہجری کا زمانہ ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے مورث اعلیٰ شاہ حفیظ اللہ گلبرگوی ۱۱۳۴ھ میں دکن سے نقل مکانی کر کے پنجاب میں تشریف لائے۔

والدین مکرمین

حضرت شاہ صاحبؒ کے والد محترم سید محمد اشرف علی بن سید بڈھن شاہ بن سید محمد شاہ الحسینی سیالکوٹی تھے۔ ۱۳۲۵ھ، ۱۹۰۷ء میں بمقام گھوڑیالہ میں پیدا ہوئے، ابھی سات سال کے تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہوگئے، صابرہ وشاکرہ والدہ صاحبہ نے پرورش کی۔ ۱۹۳۰ء میں آپ کی شادی اپنے چچازاد بھائی، زبدۃ الاولیاء سید السادات حضرت سید محمد عبد الغنی شاہ صاحب قادری نقشبندی (م ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سے ہوئی، آپ حضرت شاہ صاحبؒ کی والدہ محترمہ تھیں، آپ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ/ ۹/ مئی ۱۹۸۷ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملی تھیں۔

محمد اشرف علی صاحبؒ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۸ء تک فیصل آباد میں قیام پذیر رہے۔ ستمبر ۱۹۶۸ء میں آپ مستقل طور پر لاہور منتقل ہوگئے، آپ اپنے دور کے خط نستعلیق اور خط نسخ کے ماہر خوشنویس تھے، آپ کے دست مبارک سے کتابت شدہ کئی کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں، آخری عمر میں صرف قرآن کریم کی کتابت فرماتے تھے، حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"والد صاحب نے یہاں (لائل پور موجودہ فیصل آباد) لطیف برادرز کے فتح محمد ٹرسٹ کے لئے قرآن مجید تحریر فرمایا، راقم سطور کی تحقیق کے مطابق لائل پور کی تاریخ

میں یہ پہلا قرآن پاک ہے جو اس شہر میں ارقام پذیر ہوا۔" (شجرۃ الاشراف ص:۴۲۹)

آپ نے اپنے دستِ مبارک سے بارہ قرآن پاک تحریر فرمانے کے علاوہ کچھ پارے تاج کمپنی کے لئے نیز اُپل کمپنی کے لئے پانچ پارے، بہاولپور کے چار پانچ پارے اور دو سورہ، مترجم مولانا ظفر اقبال مرحوم بھی تحریر فرمائے۔ ۳۰/ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ، ۲۸/ اگست ۱۹۹۵ء کو غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے قلب ذاکر و شاغل کے ساتھ اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے آیتِ مبارکہ: "ان رحمت اللّٰہ قریب من المحسنین" سے سالِ وفات ۱۴۱۶ھ نکالا۔

ولادت

۱۳/ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ/۱۱/ مارچ ۱۹۳۳ء بروز ہفتہ موضع گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے تھے:

"جس گھر میں میری پیدائش ہوئی اس گھر میں ایک اینٹ بھی پکی نہیں تھی تمام اینٹیں کچی تھیں۔"

حضرت شاہ صاحب کو پیدائشی گھٹی آپ کے ماموں حضرت مولانا سیّد محمد اسلم شاہ صاحبؒ نے دی تھی جو مولانا سیّد محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ (م ۱۳۵۲ھ، ۱۹۳۳ء) کے شاگرد اور فاضل دیوبند تھے، اس بنا پر حضرت نفیس شاہ صاحبؒ فرماتے تھے:

"میں تو پیدائشی دیوبندی ہوں کیونکہ مجھے پیدائشی گھٹی میرے ماموں مولانا محمد اسلم صاحب نے دی تھی جو فاضل دیوبند تھے۔"

قیام پاکستان کے وقت حضرت شاہ صاحبؒ اپنے ماموں مولانا محمد اسلم صاحب کے پاس لائل پور (فیصل آباد) میں مقیم تھے۔

تعلیم وتربیت

تعلیم وتربیت کے متعلق حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

"خطاطی میرا موروثی فن ہے، بچپن ہی سے اس کا شوق ہے، اپنے والد ماجد جناب سیّد محمد اشرف علی مدظلہ سے خطاطی کی تعلیم و تربیت پائی جو پاکستان کے سر برآوردہ خطاط قرآن اور خطِ نستعلیق کے ایک ماہر خوشنویس ہیں، اس وقت ان کی عمر تقریباً ۷۶ سال ہے، پیرانہ سالی کے باوجود قرآن پاک کی خطاطی میں مشغول رہتے ہیں، راقم سطور نے آریہ ہائی اسکول بھوپانوالہ ضلع سیالکوٹ سے (جو آج کل جناح اسلامیہ ہائی اسکول کے نام سے موسوم ہے) ۱۹۴۶ء میں مڈل پاس کیا۔ ۱۹۴۸ء میں سنی مسلم ہائی اسکول فیصل آباد سے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا اور فن خطاطی کا باقاعدہ آغاز کیا۔ ۱۹۴۹ء میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں داخلہ لیا اور ایف اے تک تعلیم پائی۔ خطاطی بھی ساتھ ساتھ جاری رہی والد ماجد سے خاطر خواہ فنی استفادہ کیا اور آج جو کچھ میرے پاس ہے وہ انہی کا ثمرۂ فیض ہے۔" (قلمی سوانحی خاکہ، مرقومہ ۲۶/ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ مطابق ۳/ مارچ ۱۹۸۱ء)

اس کے علاوہ لاہور آمد کے بعد ۱۹۵۲ء/ ۱۹۵۳ء میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لے کر منشی فاضل کا امتحان پاس کیا جو بی اے آنرز کے برابر ہے۔

لاہور آمد

۱۹۵۱ء میں حضرت شاہ صاحبؒ لاہور تشریف لائے، لاہور منتقلی سے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں:

"ناچیز کو اچھی طرح یاد ہے جب ۲۳/ ستمبر ۱۹۵۱ء کو وارد لاہور ہوا تھا، لاہور میں کچھ جاننے والے لوگ موجود تھے، اس لئے امید تھی کہ کوئی پریشانی نہ آئے گی لیکن یہ توقع بالکل غلط ثابت ہوئی، لہٰذا کچھ وقت سراسیمگی میں گزرا، مزید برآں اسی عرصہ میں مجھے بخار بھی آنے لگا، جس نے طوالت اختیار کر لی، ان دنوں میرا قیام قطب الاقطاب حضرت سیدنا علی ہجویری گنج بخش کی مسجد کے عقب میں تھا، دس روپے ماہوار کرائے پر ایک کمرہ لے رکھا تھا۔" (خطاط الملک تاج الدین زریں رقم احوال و آثار ص:۳)

راقم الحروف نے وہ کمرہ دیکھا ہے، الراعی بلڈنگ میں وہ کمرہ تھا، اب پرانی بلڈنگ گرا کر اس جگہ الراعی ماڈل گرلز اسکول قائم ہے۔

کسبِ معاش

کسبِ معاش سے متعلق خود حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

"۲۳/ ستمبر ۱۹۵۱ء کو فیصل آباد سے لاہور منتقل ہوا، یہاں کچھ عرصہ بعد منشی تاج الدین زریں رقم مرحوم (م ۱۹۵۵ء) سے رسم و راہ ہوئی۔ اگرچہ ان سے سلسلہ تلمذ اور تعلق مشق و اصلاح نہیں تھا لیکن میں نے متعدد بار ان کے قلم کی جولانیاں دیکھی ہیں، وہ صرف خطِ نستعلیق کے ماہر تھے، والد ماجد کے دیرینہ دوستوں میں سے تھے، انہوں نے بڑی شفقت سے سرپرستی فرمائی اور پہلے روزنامہ "احسان" لاہور اور پھر روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں ملازمت دلائی۔ ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک روزنامہ

"نوائے وقت" کے خطاط اعلیٰ کی حیثیت سے کام کیا، جس سے بہت شہرت ہوئی۔ ۱۹۵۶ء میں نوائے وقت کی ملازمت سے مستعفی ہوکر آزادانہ فن خطاطی کی خدمات انجام دینے کا آغاز کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے خوب خوب نوازا۔"

(قلمی سوانحی خاکہ ص:۱)

۱۹۵۶ء کے بعد آپ ایک زمانے تک شورش کاشمیری کے ہفت روزہ "چٹان" کی بالائی منزل پر کرایہ پر کمرہ لے کر اس میں بیٹھتے رہے۔ بعدازاں حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ (م:۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء) نے آپ کو جامعہ مدنیہ کریم پارک میں بلاکر کام کرنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا، ۱۹۸۳ء تک آپ یہاں شائقین علم وفن کو خطاطی سکھاتے رہے اوراپنے قلم معجز رقم سے گل وگلزار کھلاتے رہے۔ ۱۹۸۳ء کے بعد سے آپ نے اپنے دولت کدہ میں فیوضات باطنی وظاہری کے لئے بیٹھنا شروع کردیا۔

مناصب

حضرت شاہ صاحبؒ ایک عظیم المرتبت علمی و روحانی شخصیت تھے خواص وعوام ہر دو طبقہ کی علمی ودینی اصلاح وراہنمائی جس طرح آپ نے فرمائی اس کے احاطہ کے یہ چند صفحات متحمل نہیں۔ اس منصب اعلیٰ و حقیقی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر فرمایا کے علاوہ مندرجہ ذیل مناصب آپ کی شخصیت کا حصہ ہے:

۱:۔۔۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر۔

۲:۔۔۔اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کے صدر۔

۳:۔۔۔پاکستان کے متعدد دینی مدارس کے بانی وسرپرست۔

۴:۔۔۔۲۳ سال کی عمر میں پاکستان خوشنویس یونین لاہور کے نائب صدر ۱۹۵۶ء تا ۱۹۷۲ء

۵:۔۔۔پاکستان خوشنویس یونین لاہور کی صدارت ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۸ء۔

۶:۔۔۔عامل صحافی خوشنویس یونین کی صدارت ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۸ء۔

۷:۔۔۔سیکنڈ ویج بورڈ فار نیوز پیپر ایمپلائیز گورنمنٹ آف پاکستان کی رکنیت ۱۹۷۳ء۔

۸:۔۔۔آل پاکستان نیوز پیپر ایمپلائز کنفیڈریشن کے سینئر وائس پریذیڈنٹ ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۷ء۔

۹:۔۔۔لاہور کمیٹی آف آل پاکستان نیوز پیپر ایمپلائز کنفیڈریشن کی صدارت ۱۹۷۷ء تا ۱۹۷۹ء۔

۱۰:۔۔۔دائرۃ نفائس الخطوط کے بانی ومدیر۔

اعزازات

(۱) پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس کی نمائش خطاطی منعقدہ ۱۹۸۰ء میں اول انعام۔

(۲) قرآنی خطاطی کی کل پاکستان نمائش زیر اہتمام پاکستان پبلک ریلیشنز سوسائٹی، لاہور منعقدہ ۱۹۸۳ء میں اول انعام۔

(۳) حکومت پاکستان کی جانب سے پاکستان کے تمام خطاطوں میں پہلا صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی (پرائڈ آف پرفارمنس ایوارڈ) اور گولڈ میڈل ۱۹۸۶ء میں پیش کیا گیا۔

(۴) بغداد میں منعقدہ عالمی مقابلہ خطاطی اور نمائش ۱۹۸۸ء میں بطور منصف مدعو کئے گئے۔

(۵) اسلامی ورثہ کے تحفظ کے بین الاقوامی کمیشن (ICIPICH) کے تحت یا قوت المستعصمی کے نام پر استنبول میں منعقدہ دوسرے عالمی مقابلہ خطاطی ۱۹۸۹ء میں بھی بطور منصف مدعو کئے گئے۔

شاعری

حضرت شاہ صاحبؒ میں شاعری کا جذبہ پیدائشی اور فطری تھا۔ آپ ابھی انٹرمیڈیٹ کے طالب علم تھے کہ اس وقت سے ہی آپ نے سید انور زیدی کے نام سے شعرگوئی شروع کردی تھی، آپ کا سب سے پہلا غائبانہ سلام زوردار اور پُرتاثیر ہے، اس وقت یہ نعتیہ سلام کالج کے ادبی میگزین میں شائع ہوا تھا، چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

سلام اے شمع روشن، چشم عبداللہ کی بینائی
زمانہ تجھ پہ قرباں ہے فرشتے تیرے شیدائی
تری آمد سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
عنادل چہچہا اٹھے، بہار آئی، بہار آئی

شاعری کا رُخ

ابتدائی دور میں آپ نے غزلیات بھی کہیں اور نظمیں بھی۔ ۱۹۷۰ء کے بعد سے آپ کی شاعری کا وہ دور شروع ہوتا ہے، جس میں آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت میں ہدیہ ہائے عقیدت اور خدمت اقدس میں سلام پیش کئے، یہ نظمیں، غزلیات اور نعتیہ کلام "برگ گل" اور "نفائس النبیؐ" کے نام سے شائع ہوچکے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے کلام کے بارے میں یہ شعر پوری طرح صادق آتا ہے:

پڑی ہے جان تازہ اس سے مُردوں میں
ترا کلام بھی اعجاز ابن مریم ہے

تصنیف وتالیف

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو تصنیف و تالیف کا ذوق بھی عطا فرمایا تھا، آپ کی تالیف کا رُخ اکثر بزرگان دین کے تذکرہ وسوانح کی طرف رہا۔

آپ کی مطبوعہ تصانیف درج ذیل ہیں:

"برگ گل" (مجموعہ کلام)، نفائس النبیؐ (نعتیہ کلام)، شجرۃ الاشرف (شمائم گلبرگہ)، شمائم گیسو دراز، سادات گیسودرازؒ، قطب سواتؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے، حکایت مہر ووفا، قاسم

العلوم و الخیرات، شعرالفراق، مقالات خطاطی، نفائس القلوب، تاریخ حبیبی و تذکرۂ مرشدی، تلخیص سیدنا علیؓ و حسینؓ، ریحان عترت۔“

آپ کے مرتبات پرمبنی کتب

”الاسماء الحسنیٰ، اربعین صلوٰۃ وسلام، نستعلیق نامہ، نفائس اقبال، ارمغان نفیس۔“

ان کتب کے علاوہ آپ نے مختلف اخبارات و رسائل میں متعدد تحقیقی مقالے تحریر فرمائے جنھیں راقم الحروف نے بڑی محنت اور تگ و دو سے جمع کرلیا ہے انشاء اللہ بہت جلد شائع ہوں گے۔

سلوک وطریقت

حضرت شاہ صاحبؒ ۱۱/ جمادی الاولی ۱۳۷۷ھ، ۴/دسمبر ۱۹۵۷ء کو برصغیر کے مشہور و معروف روحانی پیشوا قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

حضرت شاہ صاحبؒ اپنی بیعت وسلوک کے متعلق خود تحریر فرماتے ہیں:

”۱۹۵۷ء میں برصغیر کے مشہور و معروف روحانی پیشوا حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا، جسے میں حاصل زندگی سمجھتا ہوں۔“

(قلمی سوانحی خاکہ ص:۱)

ایک دوسرے مقام پر آپؒ لکھتے ہیں:

”احقر نے ۱۹۵۶ء میں لاہور میں پہلی مرتبہ حضرت اقدس کی زیارت کی تھی اور کچھ دیر مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا تھا، اس کے بعد پھر نومبر ۱۹۵۷ء میں جب حضرت ہندوستان سے پاکستان تشریف لائے اور لاہور میں صوفی عبدالحمید خان صاحب کی کوٹھی پر تشریف فرما ہوئے تو مجھے ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت اقدس رائے پوری تشریف لائے ہوئے ہیں، یہ سنتے ہی میرے دل میں ایک غیر معمولی کشش پیدا ہوئی میں نے اسی وقت حمام میں جاکر غسل کیا اور پھر مسجد میں نوافل ادا کرکے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی درخواست کی جسے حضرت نے شرف قبولیت بخشا۔

بیعت کے بعد میرے دل کو بہت سکون حاصل ہوا، پھر ایک روز جب کہ مولانا سیّد حامد میاں صاحب بھی حضرت کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے حضرت سے مجھے ذکر کی اجازت دلائی اور مولانا موصوف نے حضرت سیّد محمد گیسو درازؒ (م ۸۲۵ھ) سے میرا تعلق نسبی بیان کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑے بزرگ تھے پھر فرمایا وہ شعر کس طرح ہے جو حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے ان کے بارے میں فرمایا تھا؟ اتفاق سے مجھے اس کا ایک ہی مصرعہ یاد تھا، حضرت سیّد مسعود علی آزاد کو بلایا اور پورا شعر دریافت فرمایا، آزاد صاحب کتاب ”بزم صوفیہ“ اٹھالائے اور پورا شعر پڑھ کر سنایا:

ہر کو مرید سیّد گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

فرمایا کہ حضرت چراغ دہلیؒ نے یہ بات قسم کھا کر فرمائی ہے...... ایک رات نماز عشاء کے بعد حضرت مولانا عبدالوحید صاحب کی معیت میں احقر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کیفیتِ ذکر عرض کی، حضرت اقدس نے اس وقت میرے بارے میں ایسے الفاظ فرمائے جن کا تعلق بشارت سے ہے اور جن کا بیان کرنا ضروری نہیں، لیکن میں اس کیفیت کو تا زیست محسوس کرتا رہوں گا۔“ (حیات طیبہ ص:۵۵۶، ۵۵۷)

اس حوالے سے حضرت شاہ صاحبؒ کا اپنے شیخ سے تعلق واضح ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کو آپ سے کتنا تعلق تھا اور آپ پر کتنی شفقت فرماتے تھے، بہرحال حضرت رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی شامل حال ہوئی اور آپ نے اجازت بیعت سے مشرف فرمایا۔

بیعت وارشاد

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی قائم فرمایا، لاکھوں فرزندانِ توحید نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور صدہا افراد آپ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کرکے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

یہ بات انتہائی قابل ذکر ہے کہ آپ نے اس سلسلہ میں عام مشائخ اور پیروں کی روش سے ہٹ کر خالصتاً اپنے شیخ کے طریقہ کو اپنایا۔ آپ بیعت برائے اصلاح وتربیت فرماتے تھے۔ آپ کے یہاں پیری مریدی کے مروجہ لوازمات نظر نہیں آتے تھے اور نہ ہی آپ کے یہاں مروجہ مجالس ذکر کے حلقے لگتے تھے بلکہ آپ اسلاف کرام کے طریقہ کے مطابق بیعت وارشاد کا مقصد سالک کے عقائد ونظریات کی اصلاح، سنت کے مطابق اعمال کا اہتمام اور تزکیہ نفس سمجھتے تھے اور اسی کی ترغیب دیتے تھے اور اسی میں کوشاں رہتے تھے۔

جدائی کا بہانہ

اٹھتے جاتے ہیں اس بزم سے ارباب نظر
گھٹتے جاتے ہیں میرے دل کے بڑھانے والے

جولائی ۲۰۰۷ء میں حضرت شاہ صاحبؒ کا ازبکستان جانا ہوا، سفر سے واپسی پر کان میں درد شروع ہوگیا، جس کی ابتدائی وجہ ایک معمولی سی پھنسی تھی اور وہ مذکورہ بالا سفر سے پہلے ہی تھی، علاج معالجہ ہوتا رہا، حضرت شاہ صاحبؒ کے معالج خصوصی ڈاکٹر شہریار صاحب بہت خصوصی توجہ دیتے رہے، بعدازاں کان

میں موجود رطوبت کان کے اندرونی حصے میں چلی گئی، آپریشن بھی ہوا، جس سے طبیعت کچھ سنبھل گئی اور حضرت گھر تشریف لے آئے۔ رمضان شریف کے بعد طبیعت میں نقاہت بہت زیادہ تھی اور کان کی تکلیف بھی شدت اختیار کر گئی تھی، جس کی وجہ سے دوبارہ ہسپتال جانا پڑا، عیدالاضحیٰ پر چند روز کے لئے گھر تشریف لائے لیکن خرابی طبیعت کی بنا پر ہسپتال تشریف لے گئے اس کے بعد ایک مرتبہ مزید طبیعت بحال ہونے پر گھر تشریف لے آئے چند دن گزرے تھے کہ پھر ہسپتال جانا ہو گیا، ڈاکٹر جمیل صاحب، بھائی زید الحسینی شاہ صاحب، بھائی رضوان نفیس صاحب، بھائی سید جلیل الرحمٰن صاحب، بھائی احمد علی صاحب، محمد محسن صاحب، بھائی محمد نعیم صاحب نے اس دوران حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔

وفات حسرت آیات

ڈاکٹرز حضرات سر توڑ کوششیں کرتے رہے لیکن قضا و قدر کا فیصلہ غالب آیا اور حضرت شاہ صاحبؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور ایک عالم کو یتیم کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح وہ آفتاب جو ۱۳/ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ، ۱۱/ مارچ ۱۹۳۳ء کو ضلع سیالکوٹ کی بستی گھوڑیالہ میں طلوع ہوا تھا، وہ ۲۶/ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ، ۵/ فروری ۲۰۰۸ء بروز منگل صبح پانچ بجکر پچیس منٹ پر بوقت تہجد اپنے مولیٰ کے آگے سجدہ ریز ہو گیا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے انتقال کی خبر عشاق و خدام پر بجلی بن کر گری، حضرتؒ کی وصیت کے مطابق خدام و متعلقین نے انتہائی صبر و ضبط سے کام لیا اور آہ و بکا اور گریہ و نالہ کی بجائے تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا۔ یہ روح فرسا خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، پاکستان کے کونے کونے سے قافلے چلنے لگے، لاہور کے اطراف و اکناف سے ہزاروں عقیدت مند، متعلقین، اقرباء و اعزاء اور روحانی اولاد حضرت شاہ صاحبؒ کے گھر جمع ہونی شروع ہو گئی۔

غسل و تکفین

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے کفن کا کپڑا پہلے سے تیار رکھا ہوا تھا، اسی سے حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم نے آپ کا کفن تیار کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے چند حضرات کے نام لے کر فرمایا تھا کہ یہ حضرات مجھے غسل دیں۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق ان حضرات اور چند دیگر حضرات نے مل کر غسل دیا، شرکائے غسل کے نام درج ذیل ہیں:

بھائی سید زید الحسینی شاہ صاحب، بھائی محمد رضوان نفیس، مولانا نعیم الدین، مولانا قاری سیف اللہ اختر، مولانا محمد حسن، مولانا عبدالرحمٰن، ڈاکٹر محمد جمیل، بھائی احمد علی، محمد محسن، بھائی محمد نعیم، بھائی محمد سعید، مولانا حبیب الرحمٰن، رانا پرویز، بھائی عبدالباسط صاحب اور راقم الحروف محمد عابد۔

گیارہ بجے غسل سے فراغت ہوئی، کچھ دیر کے لئے جنازہ گھر میں مستورات کے پاس رکھا گیا، یہاں اس کا ذکر ضروری ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ اپنی حیات میں خواتین کے سامنے نہیں جاتے تھے اور نہ ہی خواتین آپ کی مجالس میں شریک ہوتی تھیں، آپ خواتین کو پردہ کے پیچھے ہی سے بیعت فرمالیتے تھے، آپ مستورات کے لئے پردہ کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور پردہ کا خیال نہ رکھنے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے، اسی لئے حضرتؒ کی وفات کے موقع پر بھی اس بات کا خیال رکھا گیا کہ کوئی نامحرم خاتون اندر گھریلو مستورات کے ساتھ نہ ہو کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے جنازہ کے پاس آئے۔

تقریباً بارہ بجے حضرت شاہ صاحبؒ کے جنازہ کی چارپائی جامعہ مدنیہ کریم پارک کے صحن میں زیارتِ عام کے لئے رکھی گئی۔ عشاق و متوسلین اور متعلقین و منتسبین کا اژدحام تھا کہ قطار بنوا کر زیارت کروائی گئی، الحمدللہ انتشار کی صورت پیدا نہیں ہوئی، ظہر کی نماز تک زیارت کا سلسلہ چلتا رہا، زیارت اور دیدار کے لئے موقع دیا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انتہائی سکون کے عالم میں حضرت نفیس شاہ صاحب آرام فرما رہے ہیں، حسین و جمیل چہرہ اسی آب و تاب اور نور و سرور کے ساتھ ناظرین کے سامنے تھا جس طرح حیات میں چہرہ پر شادابی اور شگفتگی ہوتی تھی۔

نشانِ مردِ مومن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب اوست

ظہر کی نماز کے بعد جنازہ اٹھایا گیا اور عتیق اسٹیڈیم مینار پاکستان کی طرف روانہ ہوا، جب چارپائی اٹھائی گئی تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے سڑک کے دونوں اطراف ہاتھوں کی لمبی زنجیریں بنا کر راستہ بنایا، ہزاروں افراد جنازے کے ساتھ ساتھ چلتے رہے کریم پارک سے ایک بجکر پچاس منٹ پر جنازہ اٹھایا گیا اور دو بجکر پینتالیس منٹ پر عتیق اسٹیڈیم پہنچا، عتیق اسٹیڈیم میں پہلے سے ہزاروں افراد موجود تھے، اسپیکر کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے صفیں بنوانے میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑا، سوا تین بجے کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہم (خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحبؒ) نے نماز جنازہ کی امامت کے فرائض سرانجام دیے، لوگوں نے عتیق اسٹیڈیم میں جگہ ناکافی ہونے کے باعث باہر سڑک پر اور سڑک سے لے کر مینار پاکستان کے اندر تک صفیں بنا کر نماز جنازہ ادا کی، نماز جنازہ کے بعد جنازہ کی چارپائی کو ٹرک پر رکھ کر حضرت شاہ صاحبؒ کی خانقاہ سید احمد شہیدؒ لے جایا گیا۔

جب جنازہ خانقاہ پہنچا تو پہلے ہی سے سینکڑوں

افراد یہاں بھی موجود تھے، چونکہ حضرت شاہ صاحبؒ کے پوتے اور جانشین زید الحسینی شاہ صاحب نے ابھی جنازہ نہیں پڑھا تھا، اس لئے ان کی اجازت سے شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اس جنازہ میں بھی سینکڑوں افراد نے شرکت کی جو تنگ اسٹیڈیم نہیں پہنچ سکے تھے۔

تدفین

عصر کی نماز کے بعد جنازہ خانقاہ سے باہر لایا گیا، ایک مخصوص احاطہ میں حضرت شاہ صاحبؒ کی آخری آرام گاہ تیار کی گئی تھی، پانچ بجے حضرت شاہ صاحبؒ کو لحد میں اتارا گیا، لحد میں اتارنے والے خوش نصیب افراد کے نام درج ذیل ہیں: بھائی رضوان نفیس، بھائی محمد نعیم، بھائی احمد علی، مولانا قاری سیف اللہ اختر، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا خلیل الرحمٰن۔

اولاد و احفاد

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے پیچھے لاکھوں روحانی اولاد کے علاوہ دو پوتے اور پانچ پوتیاں چھوڑیں۔ یاد رہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ایک ہی فرزند تھے جو ۱۹/ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ، ۸/ اکتوبر ۲۰۰۱ء بروز پیر قضائے الٰہی سے وفات پاگئے تھے، ان کی عمر ۴۵ سال تھی، قرآن پاک کے حافظ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے فاضل تھے۔ بہترین خطاط اور اپنے والد محترم حضرت شاہ صاحبؒ کے انداز خطاطی کے امین و وارث تھے، اپنی والدہ محترمہ کی وفات کے صرف چار ماہ بعد قبرستان میانی میں احاطہ سادات گیسو دراز میں اپنے دادا بزرگوار سید محمد اشرف علیؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے تھے۔

جانشین

حضرت شاہ صاحبؒ کی وصیت کے مطابق آپ کے پوتے محترم زید الحسینی شاہ صاحب حفظہ اللہ کی دستار بندی کی گئی ہے اور آپ کو حضرت شاہ صاحبؒ کا جانشین مقرر کردیا گیا ہے، اس سلسلے میں ۲۷/ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ، ۶/ فروری ۲۰۰۸ء بروز بدھ حضرت شاہ صاحبؒ کے گھر ایک اجلاس ہوا، جس کی روئیداد حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہ نے تحریر فرمائی، جو درج ذیل ہے:

شرکائے مجلس

۱: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب۔
۲: حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب۔
۳: حضرت مولانا اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
۴: حضرت مولانا قاری سیف اللہ اختر صاحب۔
۵: حضرت مولانا طارق جمیل صاحب۔
۶: حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب۔
۷: حضرت مولانا عمر بنوری صاحب۔
۸: محترم جناب رضوان نفیس صاحب۔

اجلاس کی صدارت حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے فرمائی، اس موقع پر حضرت شاہ صاحبؒ کے اعزاء، معتقدین، مجازین جو موجود تھے، سب اس میں شریک ہوئے، حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ کی وصیت کے مطابق آں مرحوم کے جانشین متفقہ طور پر آپ کے پوتے زید الحسینی ہوں گے، مذکورہ بالا سب حضرات نے مل کر سید زید الحسینی کی دستار بندی کرائی۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبدالمجید مدظلہ نے سید زید الحسینی کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا: ''حضرتؒ کی خواہش، امید و توقع کے مطابق آپ ان کی جانشینی کا حق ادا کریں گے، آپ کی دستار بندی کرائی جاتی ہے، آپ حضرتؒ کی وصیت و خواہش کے مطابق اپنے آپ کو حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب فیصل آباد اور حضرت مولانا سلمان ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ کی زیر تربیت رکھیں اور ان کی مکمل راہنمائی و سرپرستی میں اپنی تکمیل کریں، خانقاہ شریف کے تمام امور ان حضرات کی راہنمائی سے اور خاندانی امور خاندان کے بڑے حضرات کی راہنمائی میں سرانجام دیں۔'' جاوید حسین عفا اللہ عنہ

۶/ فروری ۲۰۰۸ء

اوصاف و کمالات

حضرت شاہ صاحبؒ کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ میرے جیسا کم علم اور کوتاہ قلم کیا کرسکتا ہے کہ یہ تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، آپ کو ذات رسالت مآبؐ سے اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ اجمعین سے خاص لگاؤ تھا، اہل بیت عظام کے تو آپ عاشق تھے، اسی کا اثر تھا کہ ساری زندگی آپ اہل بیت کے فضائل و محاسن سناتے رہے اور اہل بیت کا دفاع کرتے رہے، آپ میں استغناء کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، تواضع اور عاجزی آپ کا شعار تھی، نام و نمود سے نفرت تھی، اپنے لئے کبھی بھی کوئی تعظیمی القاب پسند نہیں فرماتے تھے، خوش خلقی وضع داری اور ملنساری میں اپنی مثال آپ تھے، ہر طبقہ کے افراد آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کی مجلس میں آکر ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ حضرت شاہؒ کو سب سے زیادہ تعلق مجھ ہی سے ہے، خورد نوازی میں ممتاز تھے، چھوٹوں کو آگے بڑھاتے، حضرت سید احمد شہیدؒ سے خاص قلبی و روحانی تعلق تھا، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا ابوالحسن ندوی المعروف علی میاں صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کے خانوادہ سے خاص تعلق اور لگاؤ رکھتے تھے۔ الغرض حضرت کے بہت سارے کمالات ایسے تھے جن کا تعلق مشاہدہ سے ہے صفحہ قرطاس پر تحریر کے احاطہ میں لانا ممکن نہیں۔

قلم بشکن، سیاہی ریز، کاغذ سوز، دم درکش
حمید ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

اے رسولِ امیںﷺ، خاتم المرسلیںﷺ

سید نفیس الحسینی

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیںؐ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمانِ قریش کے درِّ ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

سدرۃ المنتہٰی رہ گزر میں تری، قابَ قوسین گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضَو ترے سرمدی تاج کی، زُلف تاباں حسیں رات معراج کی
لیلۃ القدر تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ، مجتبیٰ، تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، علیؓ
شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں، دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی

گوہرِ نایاب

میرے والد ماجد شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات نماز جنازہ کے شرکاء ایسے مبارک ہوتے ہیں کہ جن کی شرکت کی برکت سے اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمادیتے ہیں اور بعض مرتبہ میت اتنی بابرکت ہوتی ہے کہ ان کے طفیل جنازے میں شرکت کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیتے ہیں۔

۵/فروری ۲۰۰۸ء کو صبح پانچ بجکر ۴۶ منٹ پر جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ مخدوم العلماء حضرت اقدس سیدانور حسین نفیس رقم الحسینی نوراللہ مرقدہ کا وصال ہوگیا، اس خبر کے ساتھ ہی بہت ساری یادوں نے دل کو گھیرلیا۔

مجھے حضرت شاہ صاحبؒ حضرت اباجی شہیدؒ کے ساتھ دفتر ختم نبوت میں بیٹھے نظر آنے لگے، جب حضرت اباجیؒ نے دوران گفتگو غیور کا لفظ ارشاد فرمایا تھا تو حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت اباجی رحمہ اللہ کو مخاطب کرکے فرمایا: مولانا! یہ لفظ غیور نہیں، غَیُور ہے! فعلول کے وزن پر...... حضرت اباجیؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ماتھا کا بوسہ لیتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا: جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مجھے ۲۰۰۲ء کا سفرحج بھی یاد آرہا تھا، جب اس مقدس سفر میں حضرت شاہ صاحبؒ کے قدموں میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی، اور حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ: لاؤ بھئی مولوی یحییٰ کی بھی دستار بند کردیں، چنانچہ حضرتؒ نے اپنے دست مبارک سے میرے سر پر عمامہ باندھا اور یہی عمامہ پورے سفرحج میں اس روسیاہ کو زینت بخشتا رہا۔

مجھے اسی سفر کی اور بھی بہت ساری یادیں دل و دماغ میں آکر ستانے لگیں...... اسی سفر میں مجھے حضرت شاہ صاحبؒ کی جوتیاں اٹھا کر مدرسہ صولتیہ جانے کا موقع نصیب ہوا اور حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کے صاحبزادہ و جانشین حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کی مجلس ہوئی تھی اور رخصت کے وقت حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: مولانا! میں ابھی مدینہ طیبہ جارہا ہوں اس پر حضرت مولانا محمد طلحہ مدظلہ نے فرمایا کہ: کل چلے جایئے گا! آج ہمارے پاس رہیں!

حضرت شاہ صاحبؒ اس وقت تو رخصت ہوگئے، لیکن جب لفٹ سے نیچے تشریف لائے تو لفٹ دوبارہ اوپر لے جانے کا حکم دیا اور حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے ٹھیک ہے! ہم کل ہی چلے جائیں گے! اس پر حضرت مولانا محمد طلحہ مدظلہ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے: آج جاتے بھی کیسے؟ ہم نے جو آپ کو کیل دیا تھا، حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا: کیل کیا دیا؟ کھونٹے سے باندھ دیا!

اسی طرح کی بے شمار یادوں نے آنکھیں نم کردیں، اب اس شکستہ دل میں ایک ہی خواہش تھی کہ کسی طرح جنازے میں شرکت کی سعادت مل جائے، لیکن جب کراچی اور لاہور کے فاصلے کا تصور کیا تو ہمت کا حال دل سے بھی زیادہ شکستہ تھا۔

بس حضرت شاہ صاحبؒ کی کرامت کا ہی ظہور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سیاہ کار کو بھی جنازے میں پہنچادیا۔ عتیق اسٹیڈیم میں جنازے کی تیاری ہورہی تھی اور میں اسٹیڈیم کی ابتدائی صفوں میں تھا اور پنجوں کے بل کھڑا ہوکر مجمع کی آخری صف کا اندازہ لگانے کی کوشش کررہا تھا کہ اپنی بخشش کی حرص میں کتنے لوگ آئے ہوئے ہیں؟ اتنے میں ایک عمر رسیدہ بزرگ نے میرے کان میں سرگوشی کی کہ: بیٹا! قطب کا جنازہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

میں سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو اتنا خوش نصیب بناتا ہے کہ وہ جس میدان میں قدم رکھیں ترقیاں ان کے قدموں کی خاک چاٹتی ہیں، گویا وہ ایسے گوہرنایاب ہوتے ہیں کہ جن کی قیمت ادا کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ نے جب میدان خطاطی میں قدم رکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ مقام عطا فرمایا کہ پوری دنیا میں اس کا بدل نہ مل سکا۔

اسی طرح جب حضرت رائے پوریؒ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر میدان تصوف میں قدم رکھا تو اللہ تعالیٰ نے وہ مقام عطا فرمایا کہ سیدالاولیاء قرار پائے۔

یہ وہ دو حسین صفتیں تھیں کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا کہ ان کے ظاہر (قلم) نے ان کے باطن پر اثر کیا تھا یا باطن (سلامت قلبی) نے ان کے ظاہر پر اثر؟ بہرحال دونوں صفات ایسی تھیں کہ ان میں کوئی ایک بھی کسی انسان میں ہو، وہ کبھی مرتا نہیں!

خطاط کے قلمی فن پارے اور صوفی کے نالہ ہائے سحرگاہی، رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں، قلم جس کی قسم رب نے کھائی اور ولایت جس کے بارے میں رب

کہے کہ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ چھوتا ہے، میں اس کا قدم بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے۔

مینار پاکستان پر جاکر بادشاہی مسجد کی طرف دیکھئے قدم آدم جتنا کلمہ طیبہ حضرت شاہ صاحبؒ کی یاد دلا رہا ہے، اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ:

کچھ طوطیوں کو یاد، کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستاں کہیں

خانقاہ سیّد احمد شہیدؒ میں جاکر دیکھئے دنیا کے رذائل میں لت پت رہنے والوں پر جب اس ولی کامل کی نگاہ پڑی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے گرویدہ ہوکر عشق خداوندی میں "اللہ ہُو ہُو" کے نعرے لگاتے زبان حال سے یہ کہتے نظر آرہے ہیں کہ:

نمیرد ہر آں کس کہ زندہ شد دلش بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

جب حضرت شاہ صاحبؒ میدان ادب میں قدم رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ مقام عطا فرمایا کہ شعراء بھی یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ یہ الہامی کلام ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا تھا:

اے سراپا نفیس انفس دو جہاں، سرور دلبراں دلبر عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جان حزیں، تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

چنانچہ کسی نے سنایا کہ حضرتؒ کے وصال سے ایک یوم قبل مدینہ منورہ سے ایک صاحب نے فون پر اپنا خواب سنایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ صاحبؒ سے فرمارہے ہیں کہ: "تمہارا کام مکمل ہوگیا اب آجاؤ۔"

عمر بھر کی بیقراری کے قرار کے لئے اتنا ہی کافی تھا بس اس مرد قلندر نے اپنی "سفید" کملی اوڑھی اور پوری ملت اسلامیہ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ سوگوار چھوڑ دیا، چہرے کی مسکراہٹ کہہ رہی تھی:

لوگ کہتے ہیں کہ مرگیا مظہرؒ
حالانکہ اپنے گھر گیا مظہرؒ

چند حسین یادیں

مفتی عبدالقیوم دین پوری

مرشد العلماء، سیّد الخطاطین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت اقدس مولانا سیّد انور حسین نفیس شاہ الحسینی قدس سرہ کی زیارت باسعادت کئی بار ہوئی، اپنے نانا جان حضرت اقدس حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے ہاں خان پور میں دو تین بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور خدمت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ تقریباً سات سال قبل دوران سفر حج حضرت شاہ صاحبؒ کی زیارت میدان عرفات میں ہوئی، آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے سید انیس الحسینی مرحوم بھی تھے۔ حضرت موصوف ختم نبوت حج گروپ کی سرپرستی فرمارہے تھے۔ وقوف عرفات سے فراغت کے بعد حضرت اقدس شاہ صاحب قدس سرہ کو حضرت قاری عبدالملک صاحب مدظلہ استاذ القراء جامعہ دارالعلوم کراچی، حضرت شاہ صاحب قدس سرہ ہی کا نعتیہ کلام سنا رہے تھے۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ اور تمام سامعین چشم تر سماعت فرمارہے تھے، تھوڑی دیر بعد حضرت شاہ صاحبؒ وضو کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ کے صاحبزادہ نے لوٹا لے لیا، میں بھی پیچھے پیچھے چل پڑا اور حضرت شاہ صاحب کے صاحبزادہ سے لوٹا مانگنے لگا تاکہ پانی بھر کر لاؤں، تو حضرت شاہ صاحبؒ نے دیکھ لیا اور فرمایا: "نہیں بھائی"! میں نے کہا "حضرت مجھے بھی خدمت کا موقع عنایت ہو؟" تو فرمایا: "آپ کا تعارف؟" میں نے کہا کہ میں آپ کے ایک شاگرد مولانا عبدالسمیع دین پوری کا بیٹا ہوں، کراچی ختم نبوت دفتر میں خادم ہوں، تو فرمایا: اب، بالکل بھی نہیں اس لئے کہ ایک تو آپ نجیب الطرفین ہیں، دوسرے آپ ختم نبوت کا کام کررہے ہیں، بہرحال جب میں نے اصرار کیا تو حضرت نے اجازت دے دی اور میں پانی لے آیا، پانی سے وضو فرمایا پھر واپس پنڈال میں تشریف لے آئے۔

گزشتہ سال کا واقعہ ہے کہ میرے ماموں مولانا فضل الرحمن درخواستی مقیم مکہ مکرمہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ہاں تشریف لے گئے اور یہ ارادہ کرکے گئے تھے کہ کچھ دن حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں رہوں گا اور خوب اپنے دل کی صفائی کراؤں گا، تو ماموں جان نے فرمایا کہ "میں تقریباً بیس دن حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں خانقاہ میں رہا، حضرت شاہ صاحبؒ نے خوب دعائیں دیں اور نہایت ہی شفقت کا برتاؤ کیا اور آخر میں جب رخصت کیا تو اپنی تقریباً تمام مطبوعات ہدیۃً عنایت فرمائیں اور ان پر اپنے قلم مبارک سے تحریر بھی رقم کردی۔"

آخری ملاقات حضرت شاہ صاحبؒ سے چند ماہ قبل والد صاحب اور بھائی مولانا عبدالجلیل صاحب کی معیت میں لاہور جاکر کی، ملاقات کے دوران والد صاحب نے اپنا نام بتایا، حضرت نے اشارہ سے فرمایا: ہاں یعنی پہچان گیا ہوں، پھر والد صاحب مدظلہ نے مختصراً ہمارا بھی تعارف کرایا تو حضرت شاہ صاحبؒ نے صرف اتنا فرمایا کہ گفتگو پر قدرت نہیں ہے۔ ہم تھوڑی دیر حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں بیٹھے رہے پھر والد صاحب مدظلہ نے دعا کی درخواست کی اور حضرت نے دعا فرمائی اور ہم مصافحہ کرکے اپنی قیام گاہ جامعہ مدنیہ آگئے۔

یہ چند ٹوٹی پھوٹی یادیں تھیں جو قارئین کی نذر کی جارہی ہیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ کے درجات کو بلند تر فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل اور فلاح دارین عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

کچھ اہلِ دل و اہلِ نظر یاد رہیں گے

محمد وسیم غزالی

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ سے میری پہلی ملاقات حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے توسط سے ہوئی۔ وہ کچھ اس طرح کہ جب حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ نے اقراء ڈائجسٹ شروع کیا تو طے ہوا کہ اس کی ''لوح'' حضرت سید نفیس شاہؒ سے لکھوائی جائے۔ راقم الحروف حضرت نفیس شاہ صاحب کو صرف ایک ماہر خطاط کی حیثیت سے جانتا تھا۔

جب میں حضرت مفتی احمد الرحمنؒ، حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے ہمراہ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا ایک وجیہہ چہرہ، روشن پیشانی، لبوں پر مسکراہٹ، تواضع اور انکساری، پُرمغز بیان، سراپا خلوص، گفتگو میں سلاست اور لباس میں سادگی، سو فیصد سنت کے پیروکار، ایک سادے سے کمرے اور کتابوں کے درمیان، ایک چھوٹے سے گدے پر تشریف فرما اپنے زریں مشق پر کچھ کتابت کر رہے ہیں۔

حضرت مفتی احمد الرحمنؒ نے شاہ صاحب سے کہا کہ حضرت! یہ جمیل اور اس کے ساتھی ایک اسلامی

> آہ! ترا انداز محبت
> عشق میں شعلہ، حسن میں شبنم
> آہ! کہ تجھ بن چین نہیں ہے
> یاد ہے تیری پیہم پیہم

ڈائجسٹ نکال رہے ہیں اور آپ کے پاس دعا کرانے اور اپنے ڈائجسٹ کی لوح لکھوانے آئے ہیں، آپ ان پر شفقت فرمائیں۔ حضرت شاہ صاحب نے شفقت فرماتے ہوئے اقراء ڈائجسٹ کی ترقی اور کامیابی کیلئے دعا کی اور ہمارے ڈائجسٹ کی لوح بہت ہی خوبصورت انداز کی خطاطی کر کے دی، اس کے ساتھ ہی میں نے حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ سے کہا کہ حضرت سے اپنا اور میرا نام بھی لکھوالیں۔ اس پر حضرت مفتی محمد جمیل خان صاحبؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے درخواست کی کہ یہ غزالی وزیٹنگ کارڈ کیلئے آپ سے اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں، اس کا نام لکھ دیجیے، حضرت شاہ صاحبؒ نے شفقت فرماتے ہوئے میرا اور مفتی محمد جمیل خان کا نام اسی وقت لکھ کر دے دیا۔ یہ میری حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ سے پہلی ملاقات تھی۔ میں نے شاہ صاحب کے بارے میں جیسا سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا، حضرت شاہ صاحبؒ مجسم تواضع کے پیکر تھے میں نے دیکھا کہ ان کی خانقاہ میں ان کے شاگردوں کے علاوہ ملنے والوں کا ایک بڑا حلقہ ہے۔ میرے علم میں یہ نہیں تھا کہ حضرت شاہ صاحب ایک ماہر خطاط، عمدہ مضمون نگار، قادر الکلام شاعر کے علاوہ ایک بلند پایہ صوفی بزرگ اور شیخ طریقت بھی ہیں۔

اس ملاقات کے بعد تو جب بھی مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے ساتھ لاہور جانا ہوا، حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس ضرور سلام کے لئے حاضری ہوئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ ہمارا ایک سفر ختم نبوت کانفرنس کے لئے انگلینڈ کا ہوا۔ یہ ایک روزہ انگلینڈ کی ختم نبوت کانفرنس ہوتی ہے، اس کانفرنس کی تیاری کے لئے ختم نبوت کے مبلغین اور بزرگ حضرات انگلینڈ کے ایک ایک شہر جا کر وہاں کی مسجدوں میں ختم

> اے غمِ جاناں! اے غمِ جانم!
> دل ہے پُرخوں، آنکھیں پُرنم
> تجھ سا دیکھا نہ تجھ سا پایا
> اتر، دکھن، پورب، پچھم

نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ اسی مقصد کیلئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ، حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، حضرت مفتی خالد محمود، صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا قاری عبدالملک، حافظ محمد ایوب، کارڈیف کے بھائی نعمان اور راقم الحروف بھی شامل تھا۔ بھائی نعمان صاحب کی بڑی گاڑی میں تقریباً پورے انگلینڈ کا سفر ہوا، یہ سفر لندن سے شروع ہوا، ہم نے تقریباً ایک ہفتے میں اولڈھم، شیفیلڈ، لیسٹر، راچڈیل، بلیک برن، پریسٹن، لنکاسٹر، گلاسگو، کارڈیف، بری، ڈیوزبری اور کئی شہروں کے دورے کئے، ان شہروں میں اکثر و بیشتر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مفتی محمد جمیل خان بیان کرتے اور حضرت نفیس شاہ صاحبؒ سے حضرت شہیدؒ دعا کرایا کرتے تھے۔ ہمارا یہ سفر برمنگھم ختم نبوت کانفرنس سے ایک دن پہلے مکمل ہوا۔ اس کی تفصیلات تو بہت ہیں مگر یہ چونکہ مضمون حضرت شاہ صاحبؒ کی نسبت سے لکھا جا رہا ہے، اس لئے یہ بتلانا مقصود ہے

کہ اس سفر میں حضرتؒ سے کسی قدر ساتھ رہنے کی وجہ سے تعارف مزید گہرا ہوگیا اور حضرتؒ کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

اس سفر میں حضرت شہید اسلامؒ اور حضرت شاہ صاحبؒ کی معیت سے ہم نے بہت ہی لطف اٹھایا، یہ اس لئے کہ ہمارے یہ بزرگ سفر میں حضر کی نسبت مختلف ہوتے ہیں، چنانچہ ان حضرات کا ایک دوسرے کے لئے ایثار و محبت اور دوسرے ہمسفروں کیلئے ایک سبق ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس سفر میں حضرت شاہ صاحبؒ کے پاؤں میں ایک کیل سے زخم ہوگیا تھا، جو شوگر کی وجہ سے ٹھیک ہونے کی بجائے تکلیف دہ تھا مگر اس کے باوجود حضرت شاہ صاحب پورے سفر میں زبان پر کسی قسم کا کوئی حرف شکایت نہیں لائے اور کانفرنس مکمل ہونے کے بعد اس کا علاج کرایا۔ ہمارا یہ سفر بہت طویل تھا مگر حضرت شاہ صاحب کے مزاج میں ذرا بھر خشونت، درشتی تلخی نام کو بھی نہیں آئی، جبکہ اکثر طویل سفر اور بیماری سے انسان بیزار ہوجاتا ہے۔ ختم نبوت کانفرنس کی تکمیل کے بعد حضرت شاہ صاحب اور ہم نے عمرے کیلئے حرمین کا سفر کیا۔

اس سفر کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ سے جب بھی ملاقات ہوئی حضرت شاہ صاحبؒ مجھ سے بہت ہی محبت اور شفقت سے پیش آتے، فرماتے کہ غزالی صاحب تو ہمارے سفر کے ساتھی ہیں، حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے ساتھ حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس جب بھی جانا ہوا تو حضرت شاہ صاحبؒ اقرأ روضۃ الاطفال اور اقرأ ڈائجسٹ کا پوچھتے اور اسی سلسلہ میں اپنی رائے بھی دیتے، بلکہ اس کی تعریف وتنقید بھی کرتے۔ میں حضرت شاہ صاحبؒ سے اپنے بچوں کے حافظ ہونے کیلئے خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتا حضرت شاہ صاحبؒ بہت خشوع و محبت سے دعا فرماتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ سے جو ایک بار ملتا وہ آپ کا گرویدہ ہوجاتا، آپ کی شخصیت میں نورانی کشش تھی۔

مولانا ضیاء القاسمی صاحبؒ کے انتقال کے موقع پر تعزیتی پروگرام کے سلسلہ میں فیصل آباد جانا ہوا، وہاں حضرت شاہ صاحب بھی تشریف فرما تھے، پروگرام ختم ہونے کے بعد حضرت شاہ صاحب کو آرام کے لئے کسی دوسری جگہ جانا تھا، مگر حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ بہت مصروف تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ تم حضرت شاہ صاحبؒ کو گاڑی میں وہاں لے جاؤ، میں حضرت شاہ صاحب کو اس دوسرے گھر لے گیا۔ حضرت شاہ صاحب نے میری خیریت لینے کے بعد، وہاں موجود حضرات سے کہا کہ: غزالی صاحب

فانی فی اللہ! باقی باللہ!
ختم النبی پر ان کا عالَم
ذکر کی دنیا، سُونی سُونی
فکر کا عالَم، درہم برہم

ہمارے پرانے ہمسفر ہیں اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا: غزالی صاحب آپ کیلئے ایک شعر ہے۔ میں نے کہا، حضرت ارشاد:

یاد غزال چشم و ذکر سمن عذاراں
جب چاہا کرلیا ہے کنج قفس بہاراں

بلاشبہ اس وقت میں بہت ہی منفعل ہوگیا کہ حضرت اس ناکارہ سے اتنی توجہ اور اتنی محبت سے پیش آرہے ہیں؟ شاہ صاحب ہمیشہ اس ناکارہ کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی اور محبت کا برتاؤ کرتے، آپؒ کی شخصیت میں قدرت نے ایک جاذبیت اور کشش رکھی تھی وہ متحمل مزاجی اور نرم کلامی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔

انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنا آخری وقت اپنے عزیزوں اور پیاروں کے درمیان گزارے ویسے تو ہر صاحب ایمان مسلمان کے پیارے اور جان سے عزیز ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مگر حضرت شاہ صاحبؒ کے نسبی عزیز اور پیارے آخری نبی الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے ہمیشہ سے ان کی خواہش آرزو تھی کہ وہ مدینہ منورہ میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں۔

حضرت شاہ صاحبؒ نجیب الطرفین تھے یعنی آپ ماں، باپ دونوں کے اعتبار سے سیّد تھے، اس لئے آپ کا نسب خانوادہ رسالت سے جاملتا ہے، اسی لئے وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت حسنینؓ سے سرشار تھے، آپ نے ایک مرتبہ مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ سے کہا کہ:

آخری بات کہنے کو جی چاہتا ہے
مدینے میں رہنے کو جی چاہتا ہے

اس وقت تو حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ نے کچھ نہ کہا مگر اس ملاقات کے بعد جب رمضان المبارک میں حرمین کا سفر ہوا، تو حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ نے سب سے پہلے حضرت شاہ صاحبؒ کے قیام مدینہ کے لئے مقامات مقدسہ پر خصوصی دعائیں کیں، اس کے بعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اپنے سعودی دوستوں سے حضرت شاہ صاحبؒ کی قیام مدینہ منورہ کی آرزو کی تکمیل کے لئے درخواست اور بھرپور کوششیں شروع کردیں۔ اسی سال حضرت شاہ صاحبؒ سے مدینہ منورہ میں ملاقات ہوئی حضرت اعتکاف میں تھے، مفتی صاحبؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے کہا کہ حضرت امید ہے جلد ہی آپ کی تمنا پوری ہوجائے۔

اے باد صبا راہ تیری دیکھ رہا ہوں
اب آکے سُنا جو بھی وہ ارشاد کرے ہے

شاید اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ اس کے بعد

حضرت شاہ صاحبؒ پر امراض و آلام کا ایسا حملہ ہوا کہ وہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اس کے بعد اگرچہ آپ کے حرمین کے اسفار تو رہے۔ مگر ان کی وہ تمنا کہ آخری ایام مدینہ منورہ میں اور روضہ رسولؐ پر بسر ہوں، پوری نہ ہو سکی۔

یہ عشق تو ہر حال میں راضی برضا ہے
اب جو بھی ترا حسن خدا داد کرے ہے

حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ ان کو علمائے حق اور بزرگان دین سے اور بزرگان دین کو ان سے خصوصی اور قلبی تعلق ہوتا تھا، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بعد مفتی صاحبؒ کا حضرت شاہ صاحبؒ سے تعلق زیادہ ہو گیا تھا وہ اپنے معمولات کے بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ سے خصوصی دعائیں کراتے اور مشورے لیتے تھے، جب مفتی صاحبؒ نے حضرت شہید اسلام نمبر نکالنے کا پروگرام بنایا تو ان کی خواہش ہوئی کہ اس کے ٹائٹل پر ”یاد شہید اسلام حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ“ حضرت شاہ صاحبؒ سے لکھوایا جائے، انہوں نے اس بارے میں حضرتؒ سے درخواست کی تو حضرت شاہ صاحبؒ نے معذرت کی کہ اب مجھ سے لکھا نہیں جاتا کمزوری کے باعث لکھنے سے معذور ہوں۔ حضرت مفتی صاحبؒ، مولانا محمد طیب لدھیانوی اور ہم کچھ ساتھی خصوصی طور پر شہید اسلام نمبر کی تیاری کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس کئی دن مسلسل جاتے رہے، حضرتؒ نے کئی مفید مشوروں سے بھی نوازا، جو شہید نمبر کے لئے کار آمد ثابت ہوئے۔

حضرت شاہ صاحبؒ سے حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی شہادت تک سال میں کئی مرتبہ مسلسل ملنا رہا اور مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ جب بھی شاہ صاحبؒ سے ملے، انہوں نے اس ناکارہ کا سلام حضرتؒ کی خدمت میں ضرور پیش کیا اور مجھے کہا بھی کہ میں حضرت شاہ صاحب کے پاس ہوں آپ کا سلام اور دعاؤں کی درخواست کر دی ہے۔ حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی شہادت کے بعد بھی بزرگوں سے ملنے کا یہ سلسلہ کچھ اس طرح جاری رہا کہ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری، حضرت مفتی خالد محمود صاحب کے توسط سے حضرت نفیس شاہ صاحب، محدث اعظم، شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ، خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی سال میں ایک دو مرتبہ زیارت ہو جاتی ہے اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ان حضرات کو کہ انہوں نے اس ناکارہ پر شفقت فرمائی، میری حضرت شاہ صاحبؒ سے آخری ملاقات

شاد باش اے مکینِ خُلد، تری
تربتِ خام خوش مقام ہوئی

مری تحریر رہ گئی قاصر
ان کی توصیف ناتمام ہوئی

ابھی شوال میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر چناب نگر جاتے ہوئے لاہور میں حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری صاحب، مولانا امان اللہ خالدی صاحب، مولانا محمد طیب لدھیانوی، بھائی ریاض اور مفتی محمد بن جمیل کی ہمراہی میں ہوئی، حضرتؒ بیماری کے باعث خاصے کمزور تھے اور لوگوں سے ملنے پر پابندی تھی مگر آپ نے شفقت فرماتے ہوئے ملاقات کی اجازت دی، حسب معمول بڑی محبت وشفقت سے پیش آئے سب سے معانقہ اور مصافحہ کیا حضرت شاہ صاحبؒ سے حضرت مفتی سعید صاحب نے جب بھی ملاقات کی تو شاہ صاحبؒ بڑی توجہ فرماتے اور مفتی سعید صاحب، شاہ صاحبؒ کے ذوق کے مطابق گفتگو کرتے جس سے حضرت شاہ صاحبؒ کی طبیعت میں نشاط آ جاتا اور حضرتؒ کافی دیر تک بلا تکلف گفتگو فرماتے تھے، بھائی طیب لدھیانوی کے بارے میں مفتی سعید احمد صاحب نے حضرت شاہ صاحبؒ سے پوچھا حضرت آپ نے مولانا طیب صاحب کو خلافت دی ہے نا؟ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ہاں، ہاں! مولانا طیب صاحب کو خلافت دی ہوئی ہے، یہ میرے خلیفہ ہیں اور بھائی طیب کو اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ آپ اپنی مسجد میں ذکر کرایا کریں، اس ملاقات میں ہم کافی دیر حضرتؒ کے پاس رہے، جب ہم نے حضرت شاہ صاحبؒ سے اجازت چاہی تو حسب معمول آپؒ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ ان حضرات کو کھانا کھلائیں، اور پھر ہم حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ سے اجازت لے کر رخصت ہوئے، مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ میری آخری ملاقات ہے۔ اور اس کے بعد اس عظیم ہستی کے دیدار سے ہم ہمیشہ کیلئے محروم ہو جائیں گے۔

مے کدے کی بہار بیت گئی
بند اب وہ صلائے عام ہوئی

موت برحق ہے کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں اور اپنے وقت پر سب ہی کو جانا ہے لیکن جانے والوں میں کچھ ایسے خوش بخت ہوتے ہیں کہ زندگی ان کے نقش پا سے راستے ڈھونڈتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کو حق تعالیٰ نے ظاہری وباطنی کمالات اور کئی خوبیوں سے نوازا تھا، آپ فن خطاطی کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے تھے، آپ سلسلہ قادریہ کے پیر طریقت، شیخ ورہنما، فاضل ادیب، محقق، متعدد دینی مدارس کے سرپرست اور تاریخ اسلامی کے اسکالر کے علاوہ عشق حقیقی سے سرشار خوش کلام شاعر اور محب وطن اور سنت جہاد کے علمبردار تھے۔

بھولے ہیں نہ بھولیں گے نفیس اہل محبت
کچھ اہل دل و اہل نظر یاد رہیں گے

سال نو کی پہلی سہ ماہی میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام

ضلعی وعلاقائی ختم نبوت کانفرنسیں

۱:۔ ۶،۷ مارچ ختم نبوت کانفرنس، رحیم یار خان اور ضلع بھر کا تبلیغی دورہ۔
۲:۔ ۸ مارچ ختم نبوت کانفرنس، نواب شاہ
۳:۔ ۹ مارچ ختم نبوت کانفرنس، محراب پور
۴:۔ ۱۰ مارچ ختم نبوت کانفرنس، گمبٹ
۵:۔ ۱۱ مارچ ختم نبوت کانفرنس، سکھر
۶:۔ ۱۲ مارچ ختم نبوت کانفرنس، پنوں عاقل
۷:۔ ۱۳ مارچ ختم نبوت کانفرنس، گھوٹکی
۸:۔ ۱۶ مارچ ختم نبوت کانفرنس، بہاولنگر
۹:۔ ۱۷ مارچ ختم نبوت کانفرنس، وہاڑی
۱۰:۔ ۱۸ مارچ ختم نبوت کانفرنس، خانیوال
۱۱:۔ ۱۹ مارچ ختم نبوت کانفرنس، ساہیوال
۱۲:۔ ۲۰ مارچ ختم نبوت کانفرنس، پاکپتن
۱۳:۔ ۲۱ مارچ ختم نبوت کانفرنس، اوکاڑہ
۱۴:۔ ۲۲ مارچ ختم نبوت کانفرنس، جھنگ
۱۵:۔ ۲۳ مارچ ختم نبوت کانفرنس، خوشاب
۱۶:۔ ۲۴ مارچ ختم نبوت کانفرنس، میانوالی
۱۷:۔ ۲۵ مارچ ختم نبوت کانفرنس، بھکر
۱۸:۔ ۲۶ مارچ ختم نبوت کانفرنس، لیہ
۱۹:۔ ۲۷ مارچ ختم نبوت کانفرنس، چنیوٹ
۲۰:۔ ۲۸ مارچ ختم نبوت کانفرنس، دن کو چناب نگر، رات کو فیصل آباد
۲۱:۔ ۲۹ مارچ ختم نبوت کانفرنس، شیخوپورہ
۲۲:۔ ۳۰ مارچ ختم نبوت کانفرنس، لاہور
۲۳:۔ ۳۱ مارچ ختم نبوت کانفرنس، سیالکوٹ
۲۴:۔ یکم اپریل ختم نبوت کانفرنس، نارووال
۲۵:۔ ۲ اپریل ختم نبوت کانفرنس، گوجرانوالہ
۲۶:۔ ۳ اپریل ختم نبوت کانفرنس، دن کو بھمبر، رات کو گجرات
۲۷:۔ ۴ اپریل ختم نبوت کانفرنس، دن کو منڈی بہاءالدین، رات کو چکوال
۲۸:۔ ۵ اپریل ختم نبوت کانفرنس، حافظ آباد
۲۹:۔ ۶ اپریل ختم نبوت کانفرنس، چیچہ وطنی
۳۰:۔ ۷ اپریل ختم نبوت کانفرنس، ملتان

مقامی علماء کرام ومرکزی رہنما خطاب فرمائیں گے۔

تمام مسلمانوں اور جماعتی احباب ان کانفرنسوں میں بھرپور شرکت فرما کر انہیں کامیاب فرمائیں۔

سراپا شفقت

جناب الحاج عتیق انور، لاہور

ہوس نے کردیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہوجا، محبت کی زباں ہوجا

جب بھی عمرہ یا حج کا ارادہ ہوتا اور حرم نبویؐ میں حاضری ہوتی تو دوسری خواہش حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہیؒ سے ملاقات کی ہوتی۔ مفتی عاشق الٰہی بلند شہریؒ بالکل ایک باغ و بہار شخصیت، مصلح اور اپنی مثال آپ تھے، جس کی وجہ سے میری طبیعت میں کشش پیدا ہوئی اور میں نے حضرت مفتی صاحب سے بیعت کی درخواست کرڈالی، مفتی صاحب یہ بات سنتے ہی بہت سنجیدہ اور کچھ دیر خاموش ہوگئے اور فرمایا کہ: ’’بیٹا مجھے اجازت نہیں ہے‘‘ اور پھر اپنے لہجے سے ہی یہ تاثر دیا کہ: ’’آپ تو بہت صاحب ذوق ہیں اور میں تو بالکل سادہ سا انسان ہوں اور آپ تو وہ لاہور میں ہے نا سیّد نفیس الحسینیؒ ان کے پاس چلے جانا!‘‘

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

یہ بات وہیں ختم ہوگئی، بعد میں راقم کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ سے ہوگیا، بلکہ حضرت لدھیانویؒ کا لاہور کا پروگرام اور میزبانی مجھ نااہل کے ذمہ ہوتی۔ حضرت

> محبت کے سکے، عقیدت کی نقدی
> یہی لے کے زادِ سفر آگیا ہوں

لدھیانویؒ جب لاہور پہنچتے تو مسکراتے ہوئے اپنے شیریں لہجے میں پوچھتے: ’’مجھ سے کیا کروانا ہے؟‘‘ میں پورا پروگرام بتاتا تو شروع شروع میں حضرت لدھیانویؒ پوری بات سن کر پوچھتے شاہ جی (حضرت سیّد نفیس شاہ رحمہ اللہ) کے پاس کب چلنا ہے؟ گویا یہ میری ضرورت ہے اور دیگر پروگرام اپنی جگہ۔ ایک دو مرتبہ کے بعد ہمیں اندازہ ہوگیا کہ حضرت لدھیانویؒ کے لاہور کے پروگرام میں شاہ صاحبؒ سے ملاقات کو شامل کرنا بھی ضروری ہے، مجھے یاد ہے کہ کئی بار رات گئے بھی جانا ہوا گویا کم از کم ایک ملاقات تو لازم تھی، ادھر حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کو بھی انتظار رہا کرتا تھا، یوں بندہ کو حضرت سیّد نفیس شاہ الحسینیؒ سے نہ صرف تعارف ہوا بلکہ حضرت شاہ صاحب کی شخصیت ہمارے لئے بڑی پُرکشش بنتی گئی اور حضرت شاہ صاحبؒ بالکل دوستوں کی طرح اور بہت ہی غیر محسوس انداز میں انتہائی شفقت فرماتے، اسی طرح ہمیں یہ بھی تجسس ہوا کہ حضرت رائے پوریؒ کیا ہوں گے؟ چنانچہ میں نے ایک مرتبہ (جب میرے شیخ حضرت لدھیانویؒ، حضرت شاہ صاحبؒ کے گھر سے نکلنے لگے تو) حضرت لدھیانوی شہیدؒ سے پوچھا: حضرت رائے پوریؒ کیسے تھے؟ حضرتؒ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: ’’بالکل ایسے ہی تھے جیسے شاہ صاحب ہیں۔‘‘

حضرت شاہ صاحبؒ کی اپنے ایک ایک اکابر پر فدائیت اپنی جگہ، مگر حضرت شاہ صاحبؒ کو حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ گیسودرازؒ، حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے عشق کی حد تک محبت تھی، ایسا محسوس ہوتا جیسے ہر باب اور ہر مضمون میں یہ آپ کے محورِ عشق تھے، کوئی بھی موضوع ہوتا، حضرتؒ ہمیشہ انہیں چار اکابر کی حیات طیبہ کا حوالہ دیا کرتے اور یہ حوالے اور واقعات حضرت شاہ صاحبؒ کو ازبر تھے، چنانچہ ایک مرتبہ

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ دارالعلوم کراچی جانا ہوا، حضرت مولانا شمس الحق صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب حضرت کو اچانک (بغیر اطلاع کے) مسجد میں دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ گھر چائے کے لئے اپنے گھر لے گئے۔ وہاں مولانا تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اکابر میں سے کسی کا کوئی واقعہ نقل کیا، جس میں ایک جگہ غالباً کا لفظ استعمال کیا، جب بات مکمل کرکے مولانا خاموش ہوئے تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے تمام تاریخی کتب کے حوالوں اور دیگر خاص مناسبتوں کے ساتھ وہ واقعہ نقل فرمادیا، اس پر مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم فرمانے لگے: ’’حضرت! علم تو یہ ہے جو ہم آپ سے حاصل کرتے ہیں‘‘...... حضرت مولانا شمس الحق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ’’میں نے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جیسا استاد اور مولانا مسیح اللہ خانؒ جیسا پیر نہیں دیکھا۔‘‘ حضرت مولانا شمس الحقؒ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل حضرت کے بیٹے نے ان سے شمس الحق سے کہا: ’’اب تو مولانا مسیح اللہ خانؒ اس دنیا میں نہیں رہے تو اب میں کیا کروں؟ اور کس کے ہاتھ پر بیعت کروں؟‘‘

اس پر مولانا نے کہا کہ ''لاہور جا کر سید نفیس الحسینی کے ہاتھ پر بیعت کرو:''

حیات جاوداں عشق کو مل گئی حفیظ
مرکر ہوس کو کیا ملا، مرگ دوام کے سوا

اسی طرح چند سال قبل جب جامعہ فاروقیہ کراچی کے اساتذہ کی وین پر فائرنگ ہوئی اور کئی اساتذہ شہید ہوگئے، تو حضرت سید نفیس شاہ جامعہ فاروقیہ تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ سے دریافت کیا: حضرت تعزیت کا سنت طریقہ کیا ہے؟...... حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھائے بغیر تعزیت کی تعلیم کی گئی ہے، حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: میں نے بھی اکابر سے یہی سنا ہے، مگر ہمارے کچھ حضرات کے یہاں پتہ نہیں ہاتھ اٹھا کر تعزیت کا رواج کہاں سے آیا ہے؟ اسی طرح میرے شیخ حضرت نفیس شاہ گکھڑ حضرت شیخ مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ کے یہاں تعزیت کے لئے گئے تو حضرت شیخ مدظلہ نے جوس کے دو پیکٹ منگوالئے اس کا حضرت شاہ صاحبؒ کی طبیعت پر بڑا اثر ہوا، بعد میں فرمایا: ہم تو تعزیت کے لئے گئے تھے، افسوس کہ حضرت شیخ مدظلہ کو تواضع کا تکلف کرنا پڑا، پھر فرمایا: ''یہ دو روپے کا تو آیا ہوگا؟'' حالانکہ اس وقت وہ تقریباً ۱۰ روپے کا تھا، حضرت کی دنیا سے لاتعلقی کا یہ حال تھا۔ دوسری طرف حضرت شاہ صاحبؒ کی دینی معلومات کا یہ حال تھا کہ اسی ملاقات میں حضرت مولانا شبیر احمد خان (ناظم اعلیٰ اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان) نے دریافت کیا کہ نماز میں تشہد پر سبابہ (شہادت کی انگلی کے اشارہ) کا کیا حکم ہے؟ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: یہ سوال حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کیا تھا، اس کا انہوں نے یہ جواب دیا تھا:

''تشہد میں جو رفع سبابہ کیا جاتا ہے، اس میں تردد تھا کہ اس اشارہ کا بقاء کس وقت تک کسی حدیث میں منقول ہے یا نہیں؟ حضرت قدس سرہ کی حضور میں پیش کیا گیا، فوراً ارشاد فرمایا کہ ترمذی کی کتاب الدعوات میں حدیث ہے کہ آپ نے تشہد کے بعد فلاں دعا پڑھی اور اس

ہاتھ میں تیرے ہاتھ دیا ہے
لاج بھی تیرے ہاتھ ہے ہمدم

حشر میں ہم کو بھول نہ جانا
یاد کے لائق گرچہ نہیں ہم

میں سبابہ سے اشارہ فرمارہے تھے اور ظاہر ہے کہ دعا قریب سلام کے پڑھی جاتی ہے، پس ثابت ہوگیا کہ اخیر تک اس کا باقی رکھنا حدیث میں منقول ہے، اس سے سرعت انتقال ذہنی اور ملکۂ استنباط بخوبی روشن ہے اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ اس مسئلہ کو ''باب التشہد'' میں ڈھونڈتے ہیں اور وہاں ملتا نہیں، اس سے سمجھتے ہیں کہ حدیث میں نہیں ہے۔

میرے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا حضرت شاہ صاحبؒ سے جیسا تعلق تھا، وہ پہلے لکھ چکا ہوں، اسی طرح حضرت شاہ صاحبؒ کا بھی یہ حال تھا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تصانیف کے منتظر رہتے، ایک مرتبہ راقم حضرت لدھیانویؒ کی کوئی کتاب لے گیا، حضرت شاہ صاحبؒ اس کے مطالعہ میں ایسے محو ہوئے کہ تقریباً ۳۰ یا ۴۰ منٹ تک اس کتاب کو دیکھتے رہے، حضرت شاہ صاحبؒ نے جب کتاب بند کی تو میری طرف دیکھا اور فرمایا: ''اوہ! آپ ابھی بیٹھے ہیں، میں سمجھا کہ آپ چلے گئے......'' اسی طرح ایک کتاب میں حضرت لدھیانویؒ کا اصل خط مع کمپوزنگ کے لگا ہوا تھا تو حضرت شاہ صاحب دیر تک عدسہ سے اصل خط کا عکس دیکھتے اور محظوظ ہوتے رہے پھر فرمایا کہ: ''مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا خط بڑا عمدہ اور پختہ تھا......''

بھولے ہیں نہ بھولیں گے نفیس اہل محبت
کچھ اہل دل و اہل نظر یاد رہیں گے

ایک مرتبہ سفر میں راقم الحروف حضرت لدھیانویؒ اور حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ تھا اور ہر دو حضرات کی باتوں اور بزرگوں کے واقعات سے محظوظ ہو رہا تھا، اسی دوران حضرت لدھیانویؒ نے فرمایا: ''شاہ جی جب کوئی داڑھی منڈا میرے پاس آتا ہے، اول تو میں اس کی منت کرتا ہوں اور

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ولی اللٰہیہ امدادیہ

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ ◄ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ ◄ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ
حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہ ◄ حضرت سید احمد شہید رائے بریلوی قدس سرہ
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ ◄ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہ
حضرت مولانا سید عبداللہ اکبرآبادی قدس سرہ ◄ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ
حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ
حضرت مولانا محمد زاہد قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ
حضرت سید بہاء الدین نقشبند قدس سرہ ◄ حضرت سید میر کلال قدس سرہ
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ
حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ
حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی قدس سرہ ◄ حضرت امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ
حضرت خواجہ ابوبکر علی دقاق قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ ابوالقاسم نصرآبادی قدس سرہ
حضرت خواجہ ابوبکر شبلی قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ
حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ ◄ حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ
حضرت امام علی رضا قدس سرہ ◄ حضرت امام موسیٰ کاظم قدس سرہ
حضرت امام جعفر صادق قدس سرہ ◄ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر قدس سرہ
حضرت سلمان فارسیؓ صاحب رسول اللہؐ ◄ خلیفۂ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین

حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

درخواست کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا احساس/ خیال کرو لیکن جب بھی میری بات بے اثر محسوس ہوتی ہے تو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا.....'' حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ''آپ یہ گمان رکھا کریں کہ بعض داڑھی منڈے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو اکابر کی روایات سنائیں تو دل موم ہو جائے گا اور بعض داڑھی والے ایسے ہوتے ہیں کہ آپ ان کو پوری تفسیر پڑھ کر سنا دیں تو ان کو اصلاح کی توفیق نہیں ہوتی'' حضرت لدھیانویؒ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: شاہ جی! میرے لئے دعا کریں:

عشق کے مکتب میں عارف کچھ تو ہے
جو یہاں آتا ہے جاتا نہیں

ایک مرتبہ ایک صاحب ہاتھ میں خط اٹھائے حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت کو خط دیا اور دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا۔ سائل کی طبیعت میں عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی۔ حضرت کے پاس حضرت کے احباب میں سے ایک صاحب کو وہ خط پڑھنے کو دے دیا، جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا کہ: ''سائل نے رات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اللہ والے سے تعلق جوڑنے کو کہا، تو میں (سائل) نے عرض کیا کہ میرا فلاں شخص سے اصلاحی تعلق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ضروری نہیں پیروں کے بیٹے بھی پیر ہوں، تم سید نفیس الحسینی کے پاس چلے جاؤ'' اس پر حضرت دیر تک روتے رہے۔

اسی طرح ایک شخص حضرتؒ کے پاس حاضر ہوا وہ حرمین کے سفر پر جا رہا تھا، حضرت نے کہا: بھئی! ہمارا سلام بھی عرض کر دینا، اس شخص کا اصلاحی تعلق چونکہ حضرت شاہ صاحبؒ سے تھا، اس لئے اس کا کہنا ہے کہ دل میں خیال آیا کہ میں حضرت کا نام کیسے لکھو ویسے ہی یاد رکھوں گا، جب مدینہ شریف سے واپسی ہونے لگی تو رات کو خواب دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، دریافت کیا وہ فہرست کہاں ہے؟ پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں تو نفیس الحسینی کا نام نہیں اور پھر سب سے اوپر حضرت کا نام لکھ دیا، جب خواب سے بیدار ہوا تو فہرست میں سب سے اوپر حضرت کا نام لکھا دیکھا اور واپسی پر حضرت کو خواب بیان کیا۔

حضرت نے فہرست لی، چومی اور آنکھوں سے لگائی اور فرمایا: اب یہ فہرست کسی کو نہ دکھانا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی زبانی:

نگاہ برق نہیں، چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

☆☆..............☆☆

مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی، کراچی

عاشقِ رسولؐ اور عظیم سرمایہ

میرے مربی و مرشد حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت کا واقعہ ایک ایسا سانحہ ہے کہ آج تک بھلائے نہیں بھولتا۔ اباجی شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد ہر خاص و عام دل شکستہ اور دل گرفتہ تھا۔

بزرگوں سے سنا ہے کہ زخم کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو صبر ہی آ کر مرہم رکھتا ہے، جب زخم بڑا ہو تو مرہم کا اثر قبول کرنے میں دیر لگتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ زخم بھر جاتا ہے، اسی طرح وقت کے ساتھ ساتھ صبر بھی آ جاتا ہے۔ لیکن کچھ زخم ایسے ہوتے ہیں کہ قدرتی طور پر ان پر وقفے وقفے سے چوٹ لگتی رہے تو یہ دوبارہ ہرے ہو جاتے ہیں پہلی تکلیف دوبارہ لوٹ کر آ جاتی ہے۔ اباجی شہیدؒ کی شہادت کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ میرے مربی و مرشد ثانی استاذ محترم حضرت مفتی نظام الدین شامزیؒ کو دن دہاڑے بڑی سنگ دلی سے شہید کر دیا گیا۔ بندہ کے لئے اپنے مشفق و محسن مربی و استاد کی مفارقت بہت گہرا اثر چھوڑ گئی گویا ابھی زخم بھرنا شروع ہی ہوا تھا کہ ظالموں نے ایک اور کاری ضرب لگا کر اس زخم کو اور گہرا کر دیا۔ مشیت الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ بندہ کے پاس اور چارہ ہی کیا ہو سکتا ہے؟

ابھی میرے مربی و مرشد حضرت مفتی شامزیؒ کی شہادت کا لہو کراچی کی سرزمین نے خشک ہی نہیں ہونے دیا تھا کہ علوم نبوت کے دو عظیم آفتاب و ماہتاب کے خون کا نذرانہ طلب کر لیا گیا۔ شہیدان ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کے خون سے سرزمین کراچی کو دوبارہ رنگین و مزین کیا گیا۔ یہ علوم نبوت کے وہ چراغ اور قندیلیں تھیں جن کی روشنی لیل و نہار میں آفتاب و مہتاب بن کر پورے عالم کو منور کر رہی تھیں۔ شہدائے ختم نبوت کی شہادت سے تاریکی کی وحشت نے ایک خوف بن کر ماحول کو اپنی لپیٹ میں لیا یوں لگتا ہے کہ ان بندگانِ خدا کے رخصت ہو جانے کے بعد بے سکونی اور فتنوں کے بند دروازہ میں دراڑ پیدا ہو گئی ہے، نئے نئے فتنے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔

ملک عزیز کے طول و عرض میں ہر جگہ بدامنی، قتل و غارت لوٹ کھسوٹ، ظلم و تشدد، عریانی اور فحاشی کے مہیب سائے ہیں۔ جہاں یہ تمام پریشانیاں ذہنوں کو متاثر کرتی جا رہی ہیں۔ وہاں اہل دین اور مذہبی حلقوں کے لئے ایک المیہ یہ بھی ہے کہ اہل اللہ اور اہل علم ہستیاں بہت تیزی سے دنیا سے رخصت ہو کر ہمیں داغ مفارقت دے رہی ہیں۔

۲۶/ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۵/فروری ۲۰۰۸ء نماز فجر کی ادائیگی کے بعد جب گھر میں داخل ہوا تو موبائل پر ایک پیغام موصول ہوا کہ حضرت اقدس مولانا نفیس شاہ الحسینی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ پیغام میرے عزیز القدر برادر جناب مفتی خلیق احمد صاحب کی طرف سے موصول ہوا تھا۔ موبائل پر رابطہ کرنے کے بعد اس خبر کی تصدیق ہوئی۔ حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کا نام گرامی سنتے ہی ایک پُر نور شفقتوں بھری شخصیت کی تصویر نظروں کے سامنے گردش کرنے لگی۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت والا کے معصومانہ چہرے، محبت بھری اور کانوں میں رس گھولنے والی دھیمی دھیمی آواز کی ایک بازگشت گردش کرنے لگی۔ دل پر ایک بار پھر غیر اختیاری طور پر غم اور افسوس کے بادل امنڈنے لگے۔

حق بات یہ ہے کہ قحط الرجال کا زمانہ ہے برگزیدہ اور بزرگ ہستیاں یکے بعد دیگرے دار فانی سے کوچ کرتی چلی جا رہی ہیں، علم و عمل کا خاطر خواہ حصہ دن بدن اٹھتا چلا جا رہا ہے، اور تلچھٹ پیچھے رہتی جا رہی ہے، جیسے حدیث پاک میں ہے:

”یذھب الصالحون الاول فالاول وتبقی حفالة کحفالة الشعیر او التمر لایبالیھم اللہ بالة۔“

(مشکوٰۃ ص:۴۵۸)

ترجمہ:..... ”نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور (انسانیت کی) تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی جیسا کہ ردی جو اور کھجور رہ جاتی ہیں۔“

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

”ان اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء۔“

(مشکوٰۃ ص:۳۳)

ترجمہ:..... ”بے شک اللہ تعالیٰ اس علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ بندوں کے سینوں سے چھین لے بلکہ قبض علم کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ علماء

(ربانی) کو اٹھاتا رہے گا۔"

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بقائے انسانیت کا دارومدار دو چیزوں پر ہے، علم صحیح اور عمل صالح، اور یہ دونوں چیزیں آہستہ آہستہ ختم ہوتی جارہی ہیں، جس طرح انسانوں کی جسمانی صحت نسل درنسل کمزور ہوتی جارہی ہے، اسی طرح اخلاق صحت بھی دن بدن کمزور ہوتی چلی جارہی ہے، انسانیت چلتی پھرتی لاشیں رہ گئی ہیں، اجل (موت) کا ہاتھ انسانیت کے دسترخوان سے قیمتی قیمتی دانوں کو بتدریج اٹھاتا جارہا ہے، بہت کم حضرات ایسے نظر آتے ہیں، جو انسانیت کے شرف واخلاق کے امین ہوں۔

ان اکابرین کے سانحہ ارتحال کا ایک المناک پہلو یہ ہے کہ امت مسلمہ ان فیوض وبرکات سے محروم ہوتی چلی جارہی ہے، جن کا تعلق ان کی ذات سے ہوتا ہے، ان کی تنہائی و نیم شبی کی دعائیں، بارگاہ خداوندی میں ان کی گریہ وزاری، پوری امت کا غم اور درد دل ان کے ساتھ ہی رخصت ہوجاتا ہے اور اس نقصان کی تلافی ناممکن ہوجاتی ہے۔ غروب آفتاب کے بعد آپ روشنی کے لئے ہزاروں قمقمے روشن کرلیں مگر آفتاب کی روشنی کی جو حرارت وبرکت ہے وہ نصیب نہیں ہوگی۔ اہل اللہ روشن قندیل کی مانند ہوتے ہیں جو اندھیرے اور ظلمت کو دور کرتے ہیں، جیسے یکے بعد دیگرے قندیلیں بجھتی جائیں اور ایک بھی قندیل روشن نہ رہے تو ہر طرف اندھیرا چھا جائے گا ایسے ہی اللہ والے ایک ایک کرکے جارہے ہیں اور کائنات میں علوم نبوت کی قندیلیں ایک ایک کرکے بجھتی جارہی ہیں، دن بدن نورانیت کم ہوتی جارہی ہے، اب امت مسلمہ کا فریضہ ہے کہ جتنے بھی دین کے چراغ اس وقت موجود ہیں ان کی قدر کرلیں ان کا تحفظ کریں ان سے خوب روشنی حاصل کریں ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔

☆......☆

عاشقِ رسولؐ

حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینیؒ

مولانا قاضی احسان احمد

عظیم روحانی شخصیات میں سے اہل اسلام کی ایک مایہ ناز شخصیت، سرمایہ اہل سنت والجماعت، ملک وملت کے بہی خواہ، ولی کامل، دور حاضر کے پُرسوز نغمہ شاعر، فن خطاطی کے بے تاج بادشاہ، دسیوں کتابوں کے مصنف، بیسیوں کتب کے مولف، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے سرپرست اعلیٰ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ، متعدد مدارس دینیہ کے لئے دعا گو، سیّد احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی امانت کے وارث، حضرت سیّد انور حسین المعروف نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۹/محرم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۵/فروری ۲۰۰۸ء، بروز منگل بوقت تہجد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یوں تو ہر انسان دنیا میں جانے کے لئے آیا ہے مگر کچھ ایسے بھی آتے ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جن کے دم قدم سے انسانیت راہ پاتی ہے، جن کی ہمہ گیر شخصیت اقوام عالم کے لئے رُشد وہدایت کا سبب بنتی ہے۔ لوگ ان مقبولان الٰہی کی یادوں کے سہارے جیتے ہیں، اور وہ دوسروں کو جینے کا سلیقہ اور حوصلہ دیتے رہتے ہیں، تاکہ ان کا دیا گیا درس حریت زندہ وجاوید رہے اور ان کا گلشن عشق ووفا آباد وشاداب رہے۔ ان کی زندگی میں جاری رہنے والی سلوک و احسان کی مجالس اسی طرح جاری وساری رہیں۔

ملک عزیز پاکستان میں بسنے والا، اسلام اور اہل اسلام سے عقیدت اور محبت کے جذبات رکھنے والا اس نام سے ناواقف نہیں ہوسکتا۔ علم وعمل کے اس عظیم پیکر کا تمام مذہبی حلقوں سے بہت گہرا تعلق اور واسطہ تھا، مدارس ہوں یا کہ خانقاہیں، ملک وملت کی حفاظت کرنے والے جانباز مجاہد ہوں یا تحفظ ناموس رسالت کے دیوانے، حضرت کا دست شفقت سب پر یکساں اور ہر وقت دراز رہتا، کسی لمحہ بھی حضرت ان عظیم کاموں سے اپنے آپ کو الگ نہیں کرتے تھے، اصلاح وارشاد کا عمل ہو یا کہ عظمت اسلام، عشق رسولؐ کی بات ہو یا کہ عظمت صحابہ کرامؓ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تطہیر وتقدس کا معاملہ، ہر وقت فکر و نظر انہی امور پر کاربند رہتی۔

سفر ہو یا حضر، دن کا اجالا ہو یا رات کی تاریکی، دل ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بے چین و بے قرار ہے، حق تعالیٰ نے فن شاعری کا بے انتہا ملکہ نصیب فرمایا، دوسری طرف حروف کو موتیوں کا جامہ پہنانا یعنی کمال خطاطی آپ کا طرۂ امتیاز تھا، رب کریم نے فن خطاطی میں آپ کو مجتہدانہ صلاحیت کا مالک بنایا تھا۔

پاک پیغمبر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اپنا پہلا غائبانہ سلام اشعار کی صورت میں قلم بند کرکے پیش کیا جس کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:

سلام اے شمع روشن چشم عبداللہ کی بینائی
زمانہ تجھ پہ قرباں ہے فرشتے تیرے شیدائی
تری آمد سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
عنادل چہچہا اٹھے بہار آئی بہار آئی

حضرت سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ مکمل طور پر اپنے مبارک نام کا حسین پرتو تھے، خاندانی نسبت و قرابت کے اپنے اثرات ہوتے ہیں جو حضرت شاہؒ کی شخصیت میں نمایاں تھے۔ ایک نہایت اہم صفت

جو ہمارے اکابر کی اجتماعی اور منفرد صفت ہے، وہ ہے اخفاء، اپنے آپ کو تشہیر سے کوسوں دور لے جانا، عاجزی و انکساری میں زندگی کی بہاریں گزار دینا، ساری زندگی اس درس کو سلوک و احسان کی محافل میں عام کیا کہ ہم کچھ نہیں ہیں اور واقعی ہم ہیں بھی کیا؟ ایک معمولی سے جھٹکے کی تاب نہیں لا سکتے، درحقیقت حضرت شاہ صاحبؒ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفت فنائیت سے کامل طور پر مزین و آراستہ تھے، جیسا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ہے: ”تصوف نام ہے اپنے آپ کو مٹا دینے کا۔“ اور ہمارے مخدوم محترم حضرت شاہ صاحبؒ بلا مبالغہ آج کے دور میں تصوف کے امام اور رہبر کامل تھے، جنہوں نے بے قرار اور بے چین دلوں کو اللہ، اللہ کی پُر رونق محافل میں قرار بخشا اور نامعلوم کتنے ٹوٹے ہوئے دلوں کو مالک کائنات سے جوڑا، کتنے گمراہان رشد و ہدایت کو راہ مستقیم پر گامزن کیا۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے ملک و ملت کے لئے جو گرانقدر کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کا احاطہ کرنا تو اس کوتاہ کے لئے مشکل ہے مگر عام لوگ حضرت شاہ صاحبؒ کو ایک خوش نویس خطاط کی حیثیت سے پہچانتے تھے، ذوق شعر کے حامل افراد آپ کو ایک نہایت سنجیدہ اور پُر وقار شاعر گردانتے تھے، اہل علم اور اصلاح و ارشاد سے تعلق رکھنے والا انسان ایک عارف ربانی اور عظیم رہنما، ملت کی حیثیت سے جانتا تھا، ان متعدد کمالات و خصوصیات میں صرف ایک واقعہ تاریخ کے اوراق میں سے پیش خدمت ہے:

”یہ ۱۹۷۴ء کی بات ہے جب قومی اسمبلی کے ارکان اسمبلی ہال میں موجود تھے، قادیانیوں کے کفر کا تار و پود بکھر رہا تھا، بعض ارکان اسمبلی مرزا ناصر کو اس کے کفریہ جملوں پر بار بار ٹوک رہے تھے، تمام ارکان اسمبلی قادیانیت کے خارج از اسلام ہونے پر متفق ہوگئے۔ مرزائیوں کے قومی اسمبلی میں بیانات کے جواب کے لئے مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی سربراہی میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا سمیع الحق نے ”ملت اسلامیہ کا موقف“ نامی کتاب مرتب کی، سیاسی حصہ کی تکمیل کے لئے مولانا سمیع الحق مدظلہ کی معاونت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور مولانا تاج محمودؒ نے کی مذہبی حصہ کی تکمیل کے لئے مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی معاونت، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ اور مناظر ختم نبوت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے کی کتاب کا جو حصہ مکمل ہوتا، رات ہی رات میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد اور چوہدری ظہور الٰہیؒ کو سنایا جاتا اس میں جو مناسب ترمیم و اضافہ ہوتا وہ کردیا جاتا اس کے بعد کتابت کے لئے ملک عزیز کی نامور شخصیت سید نفیس شاہ الحسینیؒ کے سپرد کردیا جاتا، حضرتؒ اپنے گرامی قدر رفقاء کی ایک ٹیم کے ہمراہ اس کی کتابت کرتے جاتے، مختصر وقت میں ایک کتاب تیار ہوئی، یہ حضرتؒ کی بہت بڑی خدمت تھی۔“

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحبؒ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اپنے جوار رحمت میں بلند ترین مقام نصیب فرمائے۔

☆☆..........☆☆

سید نفیس الحسینیؒ

حرم سے طیبہ کو آنے والے تجھے نگاہیں ترس رہی ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے اداس راہیں ترس رہی ہیں

رسول اطہرؐ جہاں بھی ٹھہرے، وہ منزلیں یاد کررہی ہیں
جبین اقدس جہاں جھکی ہے، وہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں

جو نور افشاں تھیں لحظہ لحظہ، حضور انورؐ کے دم قدم سے
وہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں، وہ بارگاہیں ترس رہی ہیں

صبائے بطحا غموں سے پُر ہے، فضائے اقصیٰ بھی دکھ بھری ہے
اب ایک مدت سے حال یہ ہے، اثر کو آہیں ترس رہی ہیں

خیال فرما کہ چشم عالم تری ہی جانب لگی ہوئی ہے
نگاہ فرما، کہ ساری امت کی میٹھی چاہیں ترس رہی ہیں

نفیس کیسا یہ وقت آیا، سلوک و احساں کے سلسلوں پر
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں، وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

سید نفیس الحسینیؒ

حیات وخدمات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت اقدس مرشد العلماء، مخدوم المشائخ سید انور حسین نفیس الحسینیؒ بھی اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف سدھار گئے۔ آپ ایک خلیق وملنسار انسان، غمزدہ دلوں اور حاجت مندوں کے بے حد غمگسار، حمیت دینی، غیرت اسلامی سے سرشار، تحریک ختم نبوت سمیت دینی، جہادی تحریکوں کے سرپرست تھے، سید نفیس الحسینیؒ ایک کامل شیخ طریقت، اپنے دور کے عظیم خطاط بلکہ سید الخطاطین تھے۔

آپ ۱۳/ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۱/ مارچ ۱۹۳۳ء کو گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، آپ کا خاندانی نام ”انور حسین“ ہے، جبکہ ”نفیس“ کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چودہ واسطوں سے حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ سے جاملتا ہے۔ پنجاب میں سادات گیسوئے دراز کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ حفیظ اللہ الحسینیؒ ۱۱۳۴ھ میں دکن سے تشریف لائے، آپ کے والد محترم شاہ اشرف علی الحسینیؒ اپنے زمانہ کے نامور خطاط قرآن کریم تھے۔ آپ نے خطاطی اپنے والد محترم سے سیکھی۔ ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا تو آپ لائل پور (فیصل آباد) میں تھے، اور ۲۳/ستمبر ۱۹۵۱ء کو لاہور منتقل ہوئے اور مختلف اخبارات کی سرخی نویس خطاط کی حیثیت سے خوش نویسی فرماتے رہے۔

۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء قطب الارشاد مخدوم العلماء والمشائخ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے دامن عفو وکرم سے وابستہ ہوگئے۔ سلوک و تصوف کی منازل آپ نے حضرت رائے پوریؒ سے طے کیں اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کے بقول حضرت رائے پوریؒ کے محبوب ترین خلفاء میں سے تھے۔ ۱۰/رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ مولانا برطانیہ کے سفر پر روانہ ہونے سے قبل حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتلایا کہ غالباً مولانا محمد علی جالندھریؒ فرماتے تھے کہ حضرت رائے پوریؒ اپنے دو خلفاء مولانا انیس الرحمن لدھیانویؒ (ابن رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ) اور حضرت سید نفیس الحسینیؒ سے بہت محبت فرماتے تھے اور دونوں کی رائے کو بہت وقعت دیتے۔ اس پر شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ: ”حضرت کو شاہ جیؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ سے بہت محبت تھی، ان دونوں میں کوئی ایک یا دونوں تشریف لاتے تو حضرت رائے پوریؒ ان سے بہت ہی محبت فرماتے۔“

مجلس سے محبت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور کارکنوں سے محبت انہیں اپنے شیخ حضرت قطب الارشاد مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے وراثت میں ملی۔ حضرت رائے پوریؒ کی خدمت میں شاہ جیؒ، قاضی احسان احمدؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ یا مجلس کے کارکنوں میں سے کوئی کارکن آجاتا تو حضرت رائے پوریؒ ہمہ تن گوش اس کی طرف متوجہ ہوجاتے، اور بقول مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ: ”اس طرح محسوس ہوتا کہ حضرت والا کسی اور کو جانتے ہیں نہیں“ ایسے ہی حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں میرے جیسے کارکن حاضر ہوتے تو حضرت شاہ صاحبؒ ہمہ تن گوش متوجہ ہوجاتے، نئے نئے حالات، واقعات، کارگزاری، مناظرانہ گفتگوئیں سنتے تو ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے۔

مجلس کے نائب امیر

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کی وفات کے بعد مجلس کے نائب امیر کے لئے حضرت لدھیانویؒ کی رائے گرامی یہ تھی کہ حضرت رائے پوریؒ

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

(جو مجلس کے تمام قائدین و مبلغین کے پیرو مرشد تھے) کے حلقہ کے کسی بزرگ کو نائب امیر بنایا جائے اور حضرت لدھیانویؒ نے حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ کا نام نامی پیش کیا، لیکن خود حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا لدھیانویؒ کی موجودگی میں ان سے بہتر کوئی نائب امیر نہیں ہوسکتا تو حضرت شہید کی شہادت کے بعد سے اب تک مجلس کے نائب امیر چلے آرہے تھے۔ ضعف و عوارض کے باوجود مجلس کے پروگراموں میں شرکت فرماتے، آخری تین چار سالوں سے سفر کرنے کی ہمت نہ رہی تو حضرت والا گھر سے خانقاہ سید احمد شہیدؒ تک تشریف لے جاتے اور پھر شام کو گھر تشریف لے آتے۔ لاہور کی حد تک مجلس کے پروگراموں میں شرکت فرماتے اور اس کے لئے مبلغین جب دعوت پیش کرتے تو عرض کردیتے کہ حضرت والا جتنی دیر چاہیں تشریف رکھیں اور جب چاہیں واپس تشریف لے آئیں، باجازت صحت جتنی دیر طبیعت کا تقاضا ہوتا تشریف رکھتے اور جب چاہتے اٹھ کر چلے جاتے، لیکن ہر سال ضرور شرکت فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں:

"جتنی محبت مجھ سے تھی اتنی کسی اور سے نہ تھی۔"

چنانچہ ہم جیسے خدام میں سے ہر خادم یہی محسوس کرتا کہ جتنی محبت مجھ سے ہے اتنی کسی اور سے نہیں۔

اہل بیت و عترت رسولؐ سے محبت

حضرت اقدس حسینی النسل تھے، اپنے آباؤ اجداد سے محبت ان کے رگ و ریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اپنے حلقہ کے ایک خطیب نے جو رد رفض میں ید طولیٰ رکھتے تھے، ملک میں روافض کی شرارتوں کی بنیاد پر ان کے "امام مہدی" کے متعلق جب سخت تقریریں شروع کیں تو حضرت والا یہ سمجھے کہ سرے سے امام مہدی کا انکار کیا جارہا ہے، تو آپ نے امام مہدی سے متعلق کئی ایک چھوٹی بڑی کتابیں چھپوائیں تاکہ امام مہدی کی تشریف آوری سے سرے سے انکار ہی نہ کردیا جائے۔ امام مہدی کا انکار گویا دین اسلام کے ایک اہم نظریہ کا انکار ہے۔

رد رفض میں کچھ لوگ اس حد تک آگے چلے جاتے ہیں کہ جس سے خارجیت و ناصبیت کی بو آنے لگتی ہے، تو حضرت شاہ صاحبؒ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر لکھی جانے والی مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب "المرتضیٰ" چھاپنے کا حکم فرمایا اور ایسے ہی امام زید رحمہ اللہ سمیت کئی ایک ائمہ اہل بیت پر شاندار کتابیں شائع کرائیں اور علماء کرام کو ہدیتاً عنایت فرمائیں۔

نعت گو شاعر

اللہ پاک پروردگار عالم نے جوانی کے آغاز ہی سے آپ کو شعر و شاعری کا ذوق عطا فرمایا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں جب آپ گورنمنٹ کالج لائل پور (فیصل آباد) میں سال اول کے طالب علم تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلا اور غائبانہ سلام عرض کیا، جو سید انور زیدی کے نام سے کالج کے ادبی میگزین میں شائع ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں:

سلام اے شمع روشن، چشم عبداللہ کی بینائی
زمانہ تجھ پہ قرباں ہے، فرشتے تیرے شیدائی
تری آمد سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
عنادل چہچہا اٹھے، بہار آئی، بہار آئی
ترے در سے کوئی سائل کبھی دامن نہیں لوٹا
تری رحمت کے آنچل کی ہے لامحدود پہنائی

قیام لائل پور (فیصل آباد) کے زمانہ میں آپ نے شاندار نظمیں لکھیں جو مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتی رہیں۔ آپ ۲۳/ستمبر ۱۹۵۱ء کو لائل پور سے لاہور منتقل ہوگئے اور روزنامہ "احسان" اور روزنامہ "نوائے وقت" میں بحیثیت خطاط، سرخی نویس پانچ برس تک کام کیا اور نعتیں نظمیں لکھیں جو مختلف اخبارات و جرائد میں شائع ہوتی رہیں۔

۱۹۵۱ء، ۱۹۵۲ء میں خاندانی بزرگ سید مقبول احمد شاہ سفر حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو روضۂ اقدس پر پیش کرنے کے لئے اپنی ایک نعت "بحضور امام الانبیاء سید المرسلین" لکھ کردی اور ان کی وساطت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنی عقیدت و محبت کا نذرانہ اشعار میں پیش کیا:

میں ہر آستاں چھوڑ کر آگیا ہوں
مواجہ پہ باچشم تر آگیا ہوں
رسالت پناہا! نبوت کلاہا!
ایک امید وار نظر آگیا ہوں
محبت کے سکے عقیدت کی نقدی
یہی لے کے زاد سفر آگیا ہوں

۱۹۸۳ء میں سفر حج پر تشریف لے گئے تو روضہ اطہر پر حاضری کے موقع پر درج ذیل نعتیہ اشعار پیش فرمائے:

اے رسول امیں! خاتم المرسلیں
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب
اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی
تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی
زلف تاباں حسیں رات معراج کی

لیلۃ القدر تیری منور جبیں
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

سید نفیس الحسینیؒ میں کی عجز و انکساری کا یہ عالم تھا کہ دربار نبویؐ میں حاضری کے وقت اپنے آپ کو بارگاہ رسالت میں حاضری کے قابل نہیں سمجھتے، چنانچہ فرماتے ہیں:

بارگاہ سید کونینؐ میں آ کر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا میں تو اس قابل نہ تھا

ایک صاحب سفر حج سے واپس آئے اور حضرت نفیس الحسینیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتایا کہ آپ کی لکھی ہوئی حمد کا ایک شعر طواف کے دوران رو رو کر گنگناتا رہا، تو حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ حمد بیت اللہ شریف میں لکھی اور کچھ اشعار جدہ میں۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں:

اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زمزم کا پلایا، میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا، میں تو اس قابل نہ تھا
خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں در در پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا
عہد جو روز ازل سے کیا تھا یاد ہے
عہد وہ کس نے نبھایا، میں تو اس قابل نہ تھا
تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضرا کا سایہ، میں تو اس قابل نہ تھا
بارگاہ سید کونین میں آ کر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا، میں تو اس قابل نہ تھا

حضرت شاہ صاحبؒ نے حمد، نعت اور مناقب کو اظہار خیال کا ذریعہ بنایا۔ آپ کتنے بڑے شاعر تھے، میرے جیسا وادیٔ شعر سے نابلد کیا تبصرہ کر سکتا ہے؟ بہر حال آپؒ کے نعتیہ کلام میں سے چند اشعار پیش کر دیے ہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کی معیت میں ۱۰/رمضان المبارک کو خانقاہ سید احمد شہیدؒ میں حضرت والا کی زیارت و دعا کے لئے حاضری ہوئی۔ حضرت والا نے اپنے نانا صاحبؒ کی بیماری اور آخری حالات بیان فرماتے رہے۔ نیز کئی ایک بزرگوں کے آخری حالات بیان فرماتے رہے، تو بندہ نے مجلس کے جواں سال مبلغ مولانا عزیز الرحمن ثانی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سفر آخرت کی تیاریوں میں ہیں، چنانچہ کچھ دنوں بعد اطلاع پہنچی کہ حضرت والا کان کے عارضہ میں ڈاکٹرز ہسپتال میں داخل ہو گئے، ڈاکٹرز ہسپتال میں مشہور دل کے معالج جناب ڈاکٹر شہریار، حضرت مولانا طارق جمیل کے بھائی، ڈاکٹر محمد جمیل اخون دن رات حضرتؒ کی خدمت میں مصروف رہے۔

تا آنکہ ۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۵/فروری ۲۰۰۸ء بروز منگل تقریباً ۵ بجے صبح خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ بہو، دو پوتے/پوتیاں اور ہزاروں مریدین، متعلقین، خدام اور درجنوں خلفاء سوگوار چھوڑے۔

آپ کی نماز جنازہ بادشاہی مسجد (عالمگیری) کے زیر سایہ عتیق اسٹیڈیم میں ادا کی گئی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق جنازہ میں ایک لاکھ سے زائد مسلمان شریک ہوئے، جس میں علماء و مشائخ اور طلبہ کی تعداد زیادہ تھی۔ نماز جنازہ کی امامت پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم جامعہ عبیدیہ فیصل آباد نے کی۔ اور دوسری نماز جنازہ آپ کی قائم کردہ خانقاہ سید احمد شہیدؒ پل سگیاں شیخوپورہ روڈ میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ امامت کے فرائض آپ کے خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ العالی صدر المدرسین جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا نے سرانجام دیے اور آپ کے جسد خاکی کو خانقاہ سید احمد شہیدؒ کے متصل ہزاروں افراد نے پرنم آنکھوں، آہوں اور سسکیوں کے ساتھ سپرد خاک کیا۔ آپ کی نماز جنازہ میں دیگر علماء کرام کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، معاون امیر مرکزیہ صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا سعید احمد جلال پوری، راقم الحروف، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مولانا عبدالرزاق مجاہد نے شرکت کی۔

☆☆..........☆☆

طلباء و طالبات، عوام الناس کیلئے خوشخبری
مفت
ختم نبوت خط وکتابت کورس
گھر بیٹھے بذریعہ خط وکتابت، عقیدہ ختم نبوت، حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ظہور حضرت مہدیؑ اور دجال کے بارے میں معلومات حاصل کریں
کورس کے اختتام پر ایک خوبصورت سند کا تحفہ
اپنے مکمل کوائف کے ساتھ درخواست مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجیں 0333-5126313
ختم نبوت خط وکتابت کورس پی او بکس نمبر 1347 اسلام آباد

مولانا فخر الزمان

فکر سید احمد شہیدؒ کے امین!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک کہ مسلمانوں کی ایک جماعت (اعلائے کلمۃ اللہ) کے لئے قتال پر قائم رہے یہاں تک کہ قیامت آجائے۔“

(مشکوٰۃ ص:۳۳۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ابتدائے اسلام سے آج تک مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی جماعت ہمیشہ کفار سے برسرپیکار رہی ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں جب انگریز نے اپنے پنجے گاڑے، مسلمانوں کی املاک پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مسلمانوں کے لئے اپنے دین و مذہب پر عمل کرنا مشکل بنادیا گیا تو وقت کے جلیل القدر علمائے کرام نے ان کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ خانوادۂ شاہ ولی اللہ کے سپوت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ نے سب سے پہلے یہ فتویٰ جاری فرمایا کہ: ”مسلمان دارالحرب میں ہیں“ جس کے نتیجے میں برصغیر کے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہوگئی۔ مسلمانانِ ہند کی قیادت و سیادت کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ہونہار اور لائق و فائق نوجوان سید احمد شہیدؒ کو اپنے برادر عزیز مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے سپرد فرمایا کہ اس پر عزم اور جوشیلے مجاہد کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جائے تاکہ مستقبل میں ہماری توقعات پر پورا اترے۔

چنانچہ روحانی اور جہادی تربیت کے بعد حضرت سید احمد شہیدؒ کی شخصیت میں نکھار آگیا آگے چل کر اللہ رب العزت نے مجاہدین کی قیادت و سیادت اور سرپرستی کی خدمات جلیلہ آپ کو تفویض فرمائیں۔

مرشد المجاہدین ولی دوراں حضرت سید انور حسین شاہ المعروف نفیس شاہ الحسینیؒ بھی اسی سلسلہ کی کڑی اور اس جماعت کے رکن رکین تھے، آپ کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے خاص قلبی و روحانی تعلق تھا اور ان کی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جدوجہد کا آپ پر گہرا اثر تھا، اسی بنا پر آپ نے اپنی خانقاہ کا نام سید احمد شہیدؒ رکھا۔

آپ چونکہ نجیب الطرفین سید تھے، آپ کے آباؤ اجداد نے ہمیشہ علم جہاد بلند کئے رکھا اور حق بات کہتے رہے۔ اسلامی تعلیمات اور خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آپ نے بھی ہمیشہ مجاہدینِ اسلام کی سرپرستی فرمائی، اور ان کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے اور ہمیشہ مسلمانانِ عالم کے لئے دعاگو رہے، آپ خود بھی بنفس نفیس عملاً جہادِ افغانستان میں شریک ہوئے، آپ کے متوسلین میں جہاں بڑے بڑے علماء کرام، حفاظ کرام اور شیوخ الحدیث موجود ہیں، وہاں بڑے بڑے مجاہدین بھی آپ سے عقیدت و محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت سید احمد شہیدؒ کی اصلاح و تربیت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے کی تو حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کی اصلاح و تربیت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حصہ میں آئی، یوں حضرت شاہ صاحبؒ کی فکروں کے محور اور حضرت شاہ صاحب کے شیخ و مربی ہم نام ہوگئے۔

مادہ پرستی کے اس دور میں جب قدریں بدل گئیں، افکار بدل گئے، نظریئے تبدیل ہونا شروع ہوگئے، مسلمان مسلمان کا خون چوسنے لگا، نظریہ جہاد کو دہشت گردی و تشدد پسندی کا نام دیا جانے لگا حق کو باطل اور باطل کو حق باور کرانے کی کوششیں ہونے لگیں، غیروں کو اپنا اور اپنوں کو غیر کہا جانے لگا، طبقہ اشرافیہ مصلحت پسندی کا شکار ہونے لگا، حکمراں بزدل ہوگئے، معماران ملت اغیار کی ہاں میں ہاں ملانے لگے، روسا: ”چلو ادھر کو ہوا ہو جدھر کی“ کا نعرہ الاپنے لگے، علماء مطعون اور میراثی معزز سمجھے جانے لگے۔

ایسے دور میں بھی حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی روش نہیں بدلی اور کسی مصلحت پسندی سے کام نہیں لیا اور کفار سے برسرپیکار مجاہدین کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ کی طرح برابر ان کی سرپرستی فرماتے رہے، اس کی پاداش میں آپ کو کئی بار تفتیش کے نام پر ہراساں کیا گیا اور ایک مرتبہ تو اسوۂ حسینی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حاکم وقت کی طرف سے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں، اس آزمائش و ابتلاء کے دور میں بھی حضرت شاہ صاحبؒ دلبرداشتہ نہ ہوئے۔

آپؒ سید احمد شہیدؒ کی فکر کے امین تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ امت کا ہر فرد ”باللیل رھبان وبالنھار فرسان“ کا مصداق بن جائے، آپ نے کئی ایک جہادی ترانے بھی لکھے۔ آپ کے شعری مجموعہ میں ایک حصہ جہاد کی تعریف پر مشتمل ہے، چنانچہ آپ کی یہ نظم آپؒ کے اسی ذوق کا مظہر ہے جو کہ ماہنامہ حکیم مشرق، لائل پور کے شمارہ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں سید انور زیدی کے نام سے شائع ہوئی۔

دلوں میں حکمت قرآن لئے ہوئے اٹھو
جلال بوذرؓ و سلمانؓ لئے ہوئے اٹھو
وہ ہند دعوت یلغار دے رہا ہے تمہیں
رگوں میں خون شہیداں لئے ہوئے اٹھو

یہ اس نظم کے چند اشعار ہیں جو حضرت کے شوق شہادت وجذبۂ جہاد کا پتہ دیتے ہیں۔ آپؒ نے دین کے معاملہ میں کبھی بھی مداہنت اختیار نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہمت و جوانمردی سے باطل کا مقابلہ کیا۔ آپؒ علامہ اقبال کے اس شعر کا سو فیصد مصداق تھے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

جہاں آپؒ باطل کے خلاف فولاد کی طرح سخت تھے وہیں آپؒ کی ذات مسلمانوں کیلئے نہایت شفیق تھی، آپ کی مجلس میں کوئی تکلف نہ ہوتا تھا، ہر خاص و عام کو آنے کی اجازت ہوتی تھی، جس شخص کو جو غرض ہوتی وہ نہایت آسانی سے آپ کے سامنے عرض کردیتا، آپ اس کی غرض پوری فرمادیتے۔ آپ کے نام نامی سے یہ سیاہ کار آپ کے شاعرانہ ذوق و نعتیہ کلام کی وجہ سے واقف تھا ہی، آپ کی زیارت پہلی بار جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں اس وقت ہوئی جب یہ سیاہ کار درجہ سابعہ کا طالب علم تھا، دارالحدیث کے سامنے جامعہ کے باغیچہ میں بعد نماز عصر دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش نہایت نورانی چہرہ تشریف فرما ہیں، ان کے اردگرد لوگوں کا مجمع ہے، نہایت دھیمے لہجے میں بات کررہے ہیں، کبھی کوئی سوال کررہا ہے، تو کبھی کوئی، آپ ہر شخص کے سوال کا نہایت اطمینان و بے تکلفی سے جواب دے رہے ہیں، ایک ہم درس سے پوچھا یہ کون شخصیت ہیں؟ جواب ملا: یہ حضرت نفیس شاہ صاحبؒ ہیں، عقیدت تو تھی ہی فوراً جاکر آپ کی مجلس میں شریک ہوگیا، وہاں کچھ کاتب حضرات بھی آئے ہوئے تھے جو حضرت سے اصلاح لے رہے تھے، خلاق عالم نے آپؒ کو عجیب صفات سے نوازا تھا، جہاں آپ خوش نویس تھے وہیں آپ خوش کلام بھی تھے۔

آپؒ کی صورت ایسی تھی کہ دیکھ کر خدا یاد آجائے، جب تک آپ کی مجلس میں حاضری رہی اطمینان وسکون کی بہار رہی، اس کے بعد لاہور میں بھی حضرت کی زیارت ہوتی رہی اور خانقاہ شریف میں بھی حاضری ہوئی اور ہر مرتبہ خوب دعاؤں سے نوازا۔

اگر کسی کو شفیق الامم، رحمۃ للعالمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی سے عشق کرنا ہو تو آپ سے سیکھے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک کے نتیجہ میں جب علماء کرام نے اپنی بے پناہ کوشش وجدوجہد اور ان گنت قربانیاں دے کر برصغیر سے انگریز کو دیس نکالا دیا تو انگریز نے سوچا کہ وہ کیا چیز ہے جو مسلمانوں کو بیٹھنے نہیں دیتی اور یہ اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کردینے کو تیار ہوجاتے ہیں۔ جب اس نے غور کیا تو اسے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے دلوں میں جذبۂ جہاد اور شوق شہادت ہی ہے جو انہیں ہماری مخالفت پر کمربستہ رکھتا ہے، چنانچہ اس نے اس جذبۂ جہاد کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا، اس ملعون نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا کہ اب جہاد کو میں نے منسوخ کردیا ہے تو اس وقت کے علماء کرام نے اس بدبخت کا بھرپور مقابلہ کیا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے دن رات ایک کردیا اور منظم صورت میں ایک جماعت تشکیل دی، جس کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تجویز کیا گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ بھی اس تحریک سے وابستہ ہوگئے اور قافلہ عاشقان رسولؐ میں شامل ہوگئے۔

۲۰۰۰ء میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد اکابر علماء کرام کی متفقہ رائے سے حضرت شاہ صاحبؒ کو جماعت کا نائب امیر مرکزیہ چنا گیا، تادم واپسیں آپؒ اس جماعت کی راہ نمائی فرماتے رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ جیسی شخصیات معاشرہ میں خال خال ہی پیدا ہوتی ہیں۔

آخر ۵/فروری ۲۰۰۸ء کو جب پاکستانی قوم آزادی کشمیر کے مجاہدین کے ساتھ حق خود ارادیت کی حمایت میں چھٹی منانے کی تیاری کررہی تھی اس وقت یہ جہاد آزادی کا ماہتاب سپیدۂ سحر کی آغوش میں غروب ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

☆☆..........☆☆

نوٹ: یہ پیشکش ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ تک کیلئے ہے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

ستارا جیولرز

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2، فون: 7725943، سیل: 0323-2371839

ہمہ جہت شخصیت

سید نفیس الحسینیؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، سلوک و تصوف کے امام اور بین الاقوامی شہرت یافتہ خطاط حضرت سید انور حسین المعروف نفیس شاہ الحسینیؒ لاہور میں طویل علالت کے بعد منگل ۵/فروری ۲۰۰۸ء کو انتقال فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا جاوید حسین شاہ نے نماز جنازہ پڑھائی، محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد علماء کرام، دینی مدارس کے طلباء، مریدین و متعلقین اور ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے اشک بار آنکھوں سے خانقاہ سید احمد شہیدؒ نزد سکیاں پل لاہور سے متصل قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

قدوۃ السالکین شیخ طریقت حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ دور حاضر کے قطب، مخدوم العلماء اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ آپؒ بیک وقت فن خطاطی کے امام، کئی کتب کے مصنف، قادر الکلام شاعر اور سلوک و احسان میں حضرت رائے پوریؒ کے جانشین تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے مختصر حالات زندگی درج ذیل ہیں:

سید انور حسین الحسینی المعروف نفیس شاہ الحسینی ابن سید محمد اشرف علی "سید القلم"۔

ولادت، تعلیم و تحصیل:

شاہ صاحب ۱۱/مارچ ۱۹۳۳ء مطابق ۱۳/ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ کو موضع گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند سے کچھ عرصہ قبل آپؒ کے والد گرامی سیالکوٹ سے لائل پور (موجودہ فیصل آباد) چلے آئے۔ ۱۹۴۸ء میں مسلم ہائی اسکول لائل پور سے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک کیا اور ۱۹۵۰ء میں گورنمنٹ کالج لائل پور سے ایف اے کیا۔ ۱۹۵۱ء میں لاہور منتقل ہوگئے اور اورینٹل کالج کے شعبہ اردو و فارسی میں زبان و ادب کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔

دور عمل:

حضرتؒ کے والد ماجد سید محمد اشرف علی ماہر خطاط تھے، جنہوں نے سولہ مرتبہ قرآن پاک کی کتابت کرکے "سید القلم" کے نام سے شہرت پائی۔ آپؒ کے سسر حکیم سید نیک عالم بھی زود نویس خطاط تھے، انہوں نے زندگی میں ۵۹ قرآن مجید تحریر کئے۔ شاہ صاحبؒ کے خاندان کو کلام الٰہی کی کتابت سے خاص شغف تھا، لہٰذا آپ نے بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم کی پیروی شروع کردی اور اسے عروج و کمال تک پہنچایا۔ چنانچہ "تذکرہ خطاطین" کے مولف جناب محمد راشد شیخ لکھتے ہیں:

"یوں تو شاہ صاحب نے متعدد کتابوں کی پاکیزہ کتابت اپنے خوبصورت خط میں کی ہے مگر آج کل شدید مصروفیات، مسلسل اسفار اور دیگر کاموں کی وجہ سے صرف ٹائٹل سازی کا کام ہی کرتے ہیں، آپ اب تک بے شمار کتب و رسائل کے ٹائٹل تیار کرچکے ہیں، اس شعبے میں بھی آپ نے کئی اجتہادی تبدیلیاں کی ہیں، یوں تو آپ تمام مروجہ خطوط پر یکساں عبور رکھتے ہیں مگر ٹائٹل میں عموماً سب سے زیادہ خط نستعلیق ہی استعمال کرتے ہیں اس کی بڑی وجہ ہمارے ہاں خط نستعلیق سے سب سے زیادہ مانوسیت ہے، نستعلیق کے علاوہ آپ ثلث، نسخ، دیوانی، رقعہ، کوفی وغیرہ میں بھی بڑی مہارت سے لکھتے ہیں اور ٹائٹل پر ان خطوط کا مناسب جگہ پر خوبصورتی سے استعمال کرتے ہیں، شاہ صاحب کے ہر کام سے آپ کی ذہانت کا اظہار ہوتا ہے مثلاً عبارت کے مطابق خط کا استعمال اور ہر خط کے لئے مناسب قط کا استعمال تاکہ عبارت واضح اور دلکش نظر آئے۔ ٹائٹل کی تیاری میں آپ مناسب رنگوں (Colour Scheme) کا بھی خوب استعمال کرتے ہیں، جس سے اس کی جاذبیت اور حسن میں بے حد اضافہ ہوجاتا ہے، ایک اندازے کے مطابق گزشتہ پچاس برسوں میں برصغیر پاک و ہند میں آپ سے زیادہ کسی دوسرے خطاط نے ٹائٹل تیار نہیں کئے، دنیا کی ہر ایسی لائبریری میں، جہاں اردو زبان کی دینی، علمی و ادبی کتب رکھی جاتی ہوں، آپ کے خط کا کوئی نہ کوئی نمونہ ضرور ملے گا، اس کا اندازہ راقم کو بعض بیرونی ممالک کے اسفار میں ہوا، اب تک پاکستان کے جن معروف علمی، دینی و ادبی اداروں کے ٹائٹل آپ نے تیار کئے ان میں سے چند یہ ہیں: پنجاب یونیورسٹی، مجلس ترقی ادب، مرکزی اردو بورڈ

(موجودہ اردو سائنس بورڈ) اقبال اکیڈمی،
مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ادارۂ
القرآن و العلوم الاسلامیہ، ادارۂ
اسلامیات، مکتبۂ مدنیہ، مکتبۂ رشیدیہ، مکتبہ
سیّد احمد شہیدؒ، ادارۂ ادب و تنقید، مرکزی
انجمن خدام القرآن، مکتبہ بینات، مکتبہ اہل
سنت و جماعت دارالاشاعت اور مجلس
نشریات اسلام وغیرہ۔

شاہ صاحب کے فنی سفر کا اگر مطالعہ
کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ ہر
بڑے خطاط کی طرح، آپ کے خط کے
مختلف ادوار ہیں، جو رنگ آج سے تقریباً
تیس برس قبل تھا وہ آج نہیں۔ آپ کا خط
مسلسل ارتقائی منازل طے کرتا رہا ہے،
آج کل آپ کے خط نستعلیق میں ایرانی
نستعلیق کی جھلک واضح ہے جب کہ پہلے
جس طرح آپ نستعلیق لکھتے تھے، اس میں
”پرویزی نستعلیق“ کا رنگ زیادہ گہرا تھا،
ایک موقع پر آپ نے اس بارے میں راقم
سے فرمایا کہ آپ نے ہر دور میں خوب سے
خوب تر کی تلاش جاری رکھی ہے، اسی لئے
آپ کے خط میں زمانے کے ساتھ ساتھ
تبدیلیاں نظر آتی ہیں، اب جس طرح
آپ نستعلیق لکھتے ہیں اس کے جوڑ اور پیوند
”پرویزی نستعلیق“ کے جوڑ اور پیوندوں سے
پتلے اور نازک ہیں۔“

شعر وشاعری:

شاہ نفیس الحسینیؒ اعلیٰ ادبی ذوق کے حامل اور
قادر الکلام شاعر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپؒ کی عقیدت ومحبت رگ وریشے میں جذب کی تھی،
جس کا اظہار آپ کے نعتیہ کلام میں نمایاں ہوتا ہے۔

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل
خانؒ حضرت شاہ صاحبؒ کے مجموعہ کلام پر اپنے
تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مخدوم العلماء، قدوۃ السالکین شیخ
طریقت حضرت مولانا سید انور حسین نفیس
زید مجدہم العالی سلسلۂ امیر المومنین وامام
المجاہدین حضرت مولانا سیّد احمد شہید رحمہ اللہ
کی ایک عظیم ہستی ہیں اور حضرت شاہ
عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے
خلیفہ اجل ہیں۔ آپ کا رواں رواں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت سے
عبارت ہے اور اپنے اکابر اسلاف سے
آپ کا تعلق مثالی ہے۔ اکابر علماء دیوبند
کے طرز کے مطابق آپ محبت وعقیدت
کے ان جذبات کا جس طرح اخفا فرماتے
ہیں وہ ایک عظیم مجاہدہ سے کم نہیں، مگر کبھی
کبھی آپ کی نسبت پر حضرت حسان رضی
اللہ عنہ کی نسبت غالب آجاتی ہے اور بے
ساختہ آپ کی زبان مبارک سے مدحیہ
اشعار جاری ہو جاتے ہیں، جو ایک طرف
شعر وادب کے فن کے مطابق اعلیٰ ادبی
ذوق کے حامل ہوتے ہیں، تو دوسری طرف
عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے ایک عاشق
زار کی کیفیت کے غماز ہوتے ہیں، آپ کی
ان نعتوں پر ہم نے بڑے بڑے مشائخ کو
سر دھنتے اور اشک بہاتے دیکھا ہے۔“

جی چاہتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے چند
منتخب اشعار قارئین کی خدمت میں بھی پیش کئے جائیں:

میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ مرے ہنر پر ہے ان کا سایہ
حضور خواجہؐ مرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے

اے رسول امیںؐ خاتم المرسلیںؐ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق ویقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

حرم سے طیبہ کو آنے والے! تجھے نگاہیں ترس رہی ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے! اداس راہیں ترس رہی ہیں
رسول اطہرؐ جہاں بھی ٹھہرے، وہ منزلیں یاد کر رہی ہیں
جبین اقدس جہاں جھکی ہے، وہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں

اللہ اللہ جانِ جاناں کا پیام آ ہی گیا
لطف کا پروانہ اک دن میرے نام آ ہی گیا
جذبۂ بے اختیار شوق کام آ ہی گیا
اک فقیر بے نوا تک دورِ جام آ ہی گیا

شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا
عہد جو روز ازل تجھ سے کیا تھا یاد ہے
عہد وہ کس نے نبھایا، میں تو اس قابل نہ تھا

بھولے ہیں نہ بھولیں گے نفیس اہل محبت
کچھ اہل دل و اہل نظر یاد رہیں گے

سلوک واحسان:

پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت سیّد نفیس شاہ
الحسینیؒ نے ایک مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی، دینی و
صوفیانہ ماحول میں پرورش پائی، جوانی میں ہی حضرت
شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے سلسلے سے وابستہ ہوگئے۔
حضرت رائے پوری کے وطن مالوف رائے پور ضلع
سہارن پور میں عرصہ تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر
طریقت کی منازل طے کیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر
رائے پوری نور اللہ مرقدہ نے اجازت وخلافت سے

سرفراز فرمایا۔ قیام پاکستان کے بعد تقریباً ہر سال حضرت رائے پوریؒ لاہور و فیصل آباد تشریف لاتے رہے اور متوسلین فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ نے بھی اس صوفیانہ ذوق وشوق کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ رفتہ رفتہ روحانیت اور پاکیزگی کے اس مقام تک رسائی حاصل کی جو خال خال لوگوں کے حصہ میں آتی ہے۔

چند یادیں:

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی۔ قادیانیوں کا موقف سننے کے لئے قومی اسمبلی میں بحث ومباحثہ چل رہا تھا۔ اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے علماء کرام جو مدلل اور دندان شکن جواب داخل کررہے تھے، ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کو یکجا کرکے ممبران قومی اسمبلی کے سامنے رکھا جائے، کمپیوٹر تو اس دور میں تھے نہیں، یہ ذمہ داری حضرت نفیس الحسینی کو سونپی گئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے عزیز شاگردوں کی ایک ٹیم جمع کی، اسمبلی کی روئیداد ہاتھ کے ہاتھ کتابت ہوتی گئی ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی کتاب تیار کرکے ممبران اسمبلی کی خدمت میں پیش کردی گئی، اتنی سرعت سے کتاب کا مرتب ہونا، اس کا سارا کریڈٹ حضرت شاہ صاحبؒ کی ذات عالی کو جاتا ہے۔

۱۹۷۸ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کا وصال ہوا۔ آپؒ کی زیرسرپرستی شائع ہونے والے ماہنامہ ''بینات'' کی خصوصی اشاعت کا فیصلہ ہوا۔ اس کی تزئین وآرائش کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے فرمائش کی۔ نفیس شاہ صاحبؒ اپنی ٹیم کے ہمراہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی تشریف لائے۔ یہیں قیام فرمایا ماہنامہ ''بینات'' کے ''حضرت بنوریؒ نمبر'' میں نہایت عقیدت ومحبت سے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوبصورت اور دلکش فن پارہ تیار کردیا یہ خصوصی نمبر حضرت اقدس شیخ بنوری نوراللہ مرقدہ اور حضرت شہیدؒ سے تعلق خاطر اور دلی وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے بڑا دوستانہ اور محبت تھی۔ حضرت شہیدؒ جب بھی لاہور تشریف لے جاتے تو شاہ صاحبؒ سے ضرور ملاقات کرتے اور پھر:

''خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے فرزانے دو''

ڈاکٹر زاہد علی (حیدرآباد دکن) کی کتاب ''ہمارے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام'' اسماعیلیوں کے عقائد ونظریات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر صاحب خود بھی اسماعیلی رہ چکے تھے۔ یہ کتاب اب نایاب تھی، اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے اس کو چھپوانے کا ارادہ کیا۔ دارالعلوم کورنگی کی لائبریری سے نسخہ منگوا کر اس کے فوٹو لئے اور کاپیاں تیار کرکے چھپائی کے لئے بھجوادیں۔ اب ٹائٹل کا مرحلہ تھا، حسن اتفاق سے حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کسی سفر پر جاتے ہوئے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں قیام فرما ہوئے۔ جامعہ کے مہمان خانہ میں حضرت شہیدؒ نے کتاب کے ٹائٹل کے سلسلہ میں گفتگو کی، فوراً راضی ہوگئے۔ بینات کے کاتب کا قلم دان منگوا کر خوبصورت ٹائٹل لکھ دیا اعراب لگانے کے لئے چھ نمبر طلب فرمائی اور حضرت شہیدؒ کی طرف متوجہ ہوکر گویا ہوئے: ''مولانا! تبلیغی جماعت والوں کی طرح ہمارے بھی چھ نمبر ہوتے ہیں۔'' اس پر محفل کشت زعفران بن گئی۔

۱۸/مئی ۲۰۰۰ء کو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کردیئے گئے۔ آپؒ کی شہادت کے بعد مرکزی شوریٰ نے حضرت نفیس شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نائب امیر مرکزیہ منتخب فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود مجلس کی سرگرمیوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ایک عرصہ تک تقریباً ہر سال برمنگھم (برطانیہ) ختم نبوت کانفرنس میں شرکت فرماتے رہے، اپنے متعلقین ومریدین کو تحفظ ناموس رسالت اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ آپؒ سچے عاشق رسولؐ تھے، کئی حج و عمرے کے اسفار کئے۔ اللہ جل شانہ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆..........☆☆

اہلِ مدارس وتحقیقی مراکز کے لئے خوشخبری

نخب الافكار في تنقيح مباني الاخبار

فی شرح

شرح معاني الآثار

تالیف: علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینیؒ، م ۸۵۵ھ

تحقیق وتخریج: مولانا سید ارشد مدنی، استاذ دارالعلوم دیوبند

کی جلد: ۳ سے جلد: ۹ تک کے چند سو نسخے دستیاب ہیں، جن حضرات اور ارباب مدارس نے اس کی پہلی دو جلدیں حاصل کی ہوں یا ان کے مدرسہ میں دورۂ حدیث یا مشکوٰۃ کی تعلیم ہوتی ہو، مدیر ادارہ جامعہ کے پیڈ پر خط لکھ کر اپنے نمائندہ کے ذریعہ مندرجہ بالا جلدیں مفت حاصل کریں

پتہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مسجد باب رحمت، ایم اے جناح روڈ، پرانی نمائش کراچی، فون: 2780337

محمد انور رانا

عالمگیر خراجِ عقیدت!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت اقدس سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ کی دینی، اصلاحی اور ملی خدمات پر اندرون وبیرون ملک کے مریدین ومتوسلین، علماء کرام اور عوام الناس نے بھرپور انداز میں خراج عقیدت پیش کیا، جگہ جگہ تعزیتی اجلاس اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا ان سب کو شامل اشاعت کرنا ناممکن ہے تاہم چند رپورٹیں درج ذیل ہیں:

لاہور...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ سیّد نفیس الحسینیؒ جیسے گوہر تابدار صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور وہ اپنے بعد ایسے نقوش چھوڑ جاتے ہیں جن کی راہنمائی میں قومیں مستقبل کے فیصلے کیا کرتی ہیں، وہ یہاں مرکز ختم نبوت مسلم ٹاؤن میں سیّد نفیس الحسینیؒ کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی جلسہ کی دوسری نشست سے خطاب کر رہے تھے جن کی صدارت سیّد زید الحسینی نے کی، انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کے مشن کی آبیاری کے لئے کسی قسم کی کمی وکوتاہی نہیں کرے گی اور پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب جاری رکھے گی، مجلس علماء اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا عبدالکریم ندیم نے کہا کہ حضرت سیّد نفیس الحسینی کی شخصیت ایک جامع شخصیت تھی جو بیک وقت صوفی، مجاہد محرک، مصنف شاعر اور ادیب تھے۔ کالعدم سپاہ صحابہؓ پاکستان کے راہنما مولانا عالم طارق نے کہا کہ شاہ صاحب اہل بیتؓ و اصحاب رسولؐ کے عاشق صادق تھے، اہل بیت و اصحاب رسول کا تذکرہ مزے لے، لے کر کرتے اور ان کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کرتے تھے۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر مرکزیہ صاحبزادہ عزیز احمد نے کہا کہ شاہ نفیس بڑی جاندار شخصیت کے مالک، سلسلۂ قادریہ اور رائے پوری کے چشم و چراغ، صوفیائے کرام کے خوشہ چیں اور وقت کے صاحب وجد وکیف بزرگ تھے، ان کا مشن تحفظ ختم نبوت کو عملی جامہ پہنا کر پوری دنیا میں زندہ کیا جائے گا، اجلاس سے مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا مفتی خالد محمود کراچی، ڈاکٹر علامہ خالد محمود سومرو نے بھی خطاب کیا، جبکہ سیّد سلمان گیلانی، رشید بلال چشتی، فیصل بلال نے منظوم خراج تحسین پیش کیا۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما جامعہ عثمانیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے شیخ الحدیث مولانا خلیل الرحمٰن حقانی اور جامعہ عثمانیہ ماڈل ٹاؤن کے اساتذہ کرام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر عالم اسلام کی عظیم روحانی شخصیت حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہؒ کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہؒ کی وفات عالم اسلام کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے، ان کی تمام زندگی دین اسلام کی خدمت میں گزری۔

شیخ الحدیث عبدالمالک صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان اور جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر حافظ محمد ادریس جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر قائد جمعیت مولانا سمیع الحق مرکزی راہنماؤں، مولانا محمد اجمل قادری، مولانا مخدوم منظور احمد، مولانا عبدالروف فاروقی، مولانا عبدالخالق ہزاروی، مولانا پیر نعیم اللہ فاروقی، مولانا لطیف الرحمٰن، مولانا قدرت اللہ عارف، مولانا ظہیر الدین بابر، مولانا عبدالرب امجد، مولانا عاصم مخدوم، مولانا محمد اسلم صدیقی، مولانا عبیداللہ انور، عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کے صدر مولانا فضل الرحیم، ڈاکٹر محمود الحسن عارف، ڈاکٹر قاری محمد طاہر، ڈاکٹر خالق داد اور مصطفیٰ صادق جامعہ اشرفیہ لاہور مہتمم مولانا عبیداللہ، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی پاکستان علماء کونسل کے مرکزی چیئرمین علامہ حافظ طاہر محمود اشرفی و دیگر علماء شامل ہیں۔ علماء کرام نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تعزیتی اجتماع اور قرآنی خوانی کی تقریب لاہور مرکز تحفظ ختم نبوت میں مولانا صاحبزادہ رشید احمد بن حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس سے خطاب کرتے ہوئے علماء و مشائخ نے سیّد نفیس شاہؒ کی عظیم دینی و ملی اور قومی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ سیّد نفیس شاہؒ نے پوری زندگی قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کیا، عوام الناس کی دینی و روحانی رہنمائی کے ساتھ ساتھ بالخصوص خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے تقدس کے تحفظ کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کئے رکھی اور اس ضمن میں ان کی خدمات انتہائی ناقابل فراموش ہیں۔

اسلام آباد...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، عظیم روحانی شخصیت جناب سیّد نفیس شاہ صاحبؒ کی یاد میں بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر تا مغرب تک قرآن خوانی اور بعد نماز مغرب جامع مسجد اولیٰ اسلام آباد میں ایک تعزیتی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی مجاہد ختم نبوت یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی تھے اور کانفرنس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف امیر ختم نبوت اسلام آباد نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری اور کانفرنس کی افتتاحی کلمات مولانا محمد طیب فاروقی مبلغ ختم نبوت

نے سرانجام دیے۔ کانفرنس میں قاضی مشتاق احمد امیر ختم نبوت راولپنڈی نے حضرت شاہؒ کی زندگی اور دینی ملی خدمات پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ شاہ صاحب عجیب بزرگ تھے اور عظیم روحانی پیشوا تھے ان کے اندر عشق مصطفیٰؐ کا ایک دریا موجزن تھا، ان کا نعتیہ کلام اس کا منہ بولتا ثبوت ہے خانقاہی نظام کے عظیم سپوت تھے اور وہ عظیم خطاط بھی تھے۔ کانفرنس سے پیر طریقت حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی مدظلہ نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس سے قاری عبدالوحید قاسمی نے تعزیتی کلمات بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت شاہ صاحب جیسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ کانفرنس میں حضرت مولانا تنویر علوی، مولانا محمد اسحاق صابر، مفتی شکیل احمد، قاری محمد یاسر قاسمی، راجہ محمد اشتیاق، ڈاکٹر رفیق احمد غنچہ، محمد یاسر، محمد ناصر، حافظ عدیل، ذوالفقار خان، مولانا ثناء اللہ غالب اور راولپنڈی، اسلام آباد کی کثیر تعداد علماء کرام نے شرکت کی اور حضرت شاہ صاحبؒ کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔

لندن...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن کے زیر اہتمام تعزیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا جس میں برطانیہ کے مسلمانوں اور علماء کرام نے شرکت کی۔ امیر یورپ حافظ نگین جنرل سیکریٹری ط قریشی اور مجلس لندن کے مبلغ مولانا مفتی محمود الحسن نے خطاب کیا جبکہ میزبانی کے فرائض حافظ محمد اقبال نے ادا کئے۔ دیگر مہمانوں میں مولانا سعید احمد، بلال پٹیل اور دیگر معززین نے شرکت کی۔ دریں اثناء مفتی محمد سہیل صاحب نے بھی لندن سے حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

کراچی...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رفقاء، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی نے کہا کہ حضرت اقدس سید نفیس شاہ صاحبؒ کی ذات بابرکات ہمارے لئے ایک عظیم سرمایہ تھی۔ ان کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ حضرتؒ کی پرنور محافل سلوک واحسان سے وابستہ بندگان خدا کے لئے منارۂ نور تھیں۔ حق تعالیٰ شانہ حضرتؒ کے درجات بلند فرمائے۔ اجلاس میں مولانا محمد اعجاز، محمد انور رانا، مفتی عبدالقیوم دین پوری، حافظ عتیق الرحمن لدھیانوی، عبداللطیف طاہر، مولانا فخر الزمان، مفتی محمد زکریا لدھیانوی، سید انوارالحسن، وارث علی اور دیگر رفقاء گرامی نے بھی شرکت کی۔

تنظیم العلماء پاکستان کا ایک اہم اجلاس

مدرسہ فاروق اعظم محمود آباد نمبر ۶ کراچی زیر صدارت علامہ فیض محمد فیض نقشبندی منعقد ہوا، جس میں حضرتؒ کی بے مثال زندگی کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اجلاس سے تنظیم العلماء پاکستان کے جنرل سیکریٹری جناب قاری اللہ داد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ کا وصال ہمارے لئے بہت بڑا سانحہ ہے جس کا خلا کبھی بھی پر نہیں ہوسکتا، اجلاس میں مولانا حبیب الرحمن درخواستی، مولانا یار محمد عابد، مولانا خیر الدین، مولانا فیض اللہ آزاد اور دیگر کئی علماء کرام نے شرکت کی۔

میر پور خاص...... (رپورٹ: مولانا محمد علی صدیقی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص کے امیر مولانا شبیر احمد کرنالوی، مولانا حفیظ الرحمن فیض، مفتی عبیداللہ انور، مولانا محمد حنیف، قاری بشیر احمد، سلمان محمد، مولانا محمد عمران اشرف، مولانا محمد نوید، مولانا محمد ہاشم اور مولانا محمد ارشد نے حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کیا گیا۔

ڈگری...... مدرسہ اشاعت القرآن ڈگری میں مولانا محمود الحق خیری، مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ یوسف آباد مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد عادل اور مولانا رضوان الحق نے حضرت نائب امیر مرکزیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کیا گیا۔

کنری...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما میاں عبدالواحد، بشیر احمد قلندر، میاں ریاض احمد، میاں سہیل اصغر اور بخاری مسجد کے امام مولانا امان اللہ، مولانا محمد منشاء، مولانا عبدالقادر بھان اور دیگر علماء کرام نے حضرت شاہ صاحبؒ کی رحلت پر اظہار افسوس کیا اور بلندی درجات کی دعا کی۔

بدین...... حکیم مولوی محمد عاشق، ضلع کے مبلغ مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی، مولانا محمد یونس، طارق محمود صدیقی، قاری محمد یونس، سید علی حیدر شاہ، مولانا عبدالستار جاوڑا، مولانا شیخ محمد مری، حافظ عبدالواحد کھٹی، حافظ زبیر احمد، مولانا قادر ڈنو، مولانا محمد ابراہیم صدیقی، مولانا عبدالحق زیور، محمد اعجاز سنگھانوی نے حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ کے لئے بلندی درجات کی دعا اور ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی۔

جھڈو...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے احباب حافظ عبدالعزیز قائم خانی، رانا محمد عمران راجپوت، حافظ عبدالعزیز کبوہ، محمد اشفاق رانا نے شاہ صاحبؒ کے لئے بلندی درجات کی دعا کی۔

اٹک...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ختم نبوت یوتھ فورس، جمعیت علماء اسلام، اشاعت وتوحید السنۃ اٹک کے مقامی رہنماؤں امیر جماعت قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی، نائب امیر جماعت مولانا قاری محمد انور شاکر، سیکریٹری جماعت وکنوینر ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان فخر الاسلام فیصل نے مولانا سید نفیس الحسینی کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

انه من سلیمن و انه بسم الله الرحمن الرحیم
الا تعلوا علی و اتونی مسلمین
القرآن الکریم

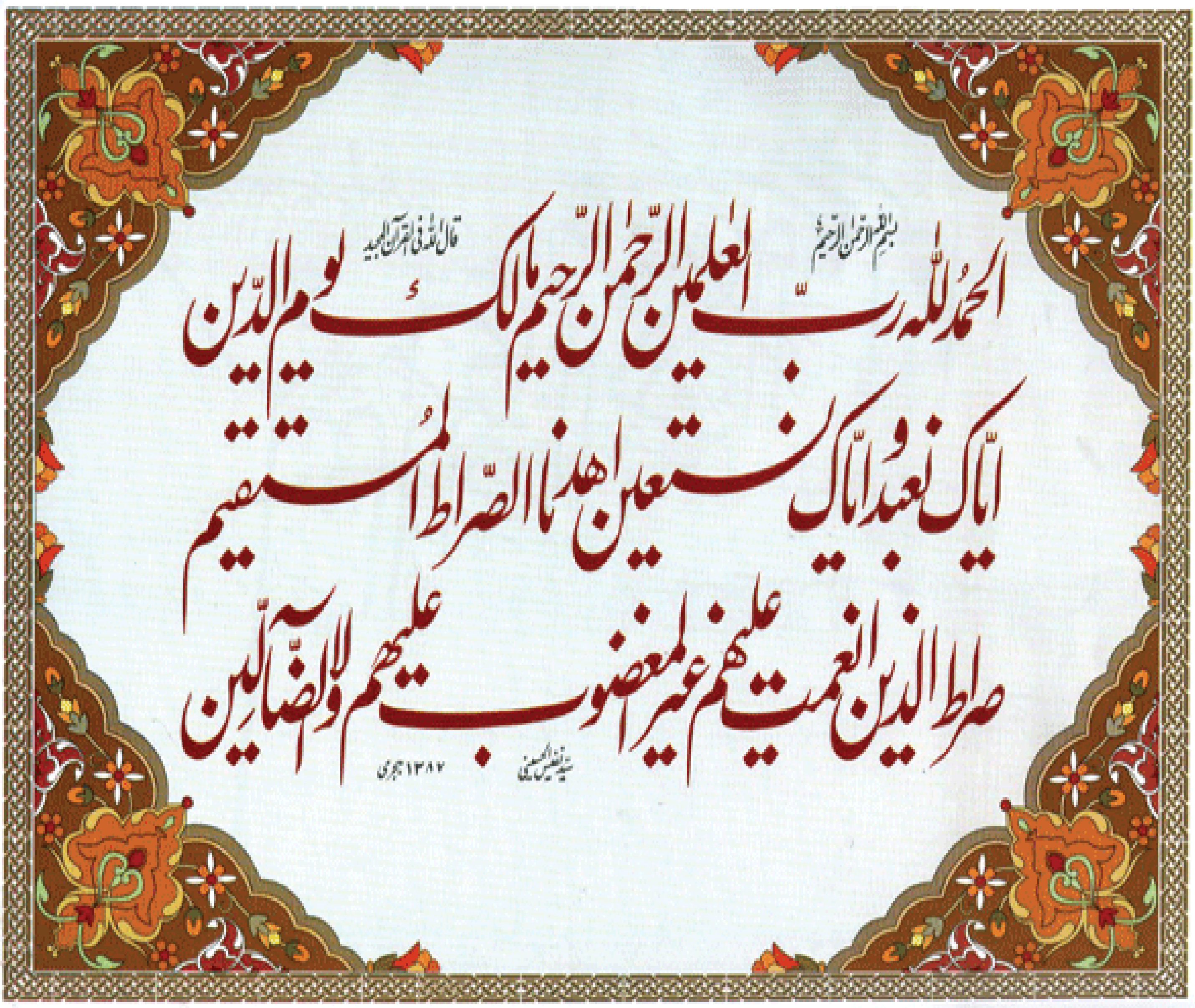

بسم الله الرحمن الرحیم
قال الله فی القرآن المجید
الحمد لله رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین
ایاک نعبد و ایاک نستعین اهدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضالین
١٣٨٧ هجری